مختصر سوانح

قطبِ عالم محبوبِ اولیاء مطلوبِ اتقیاء معشوقِ صوفیاء

قبلۂ عالم حضور صوفی حسین علی شاہ عرف حسنو میاں صاحب قبلہ

قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ

بانی خانقاہ صوفی، صوفی نگر، نزل، ضلع عادل آباد، اے۔ پی۔

عرفانِ صوفی

از حکم سلطانِ ازکیاء محبوبِ اصفیاء

پیر کامل حضرت صوفی شاہ محمد خسرو احمد پاشاہ

المعروف صوفی عظمت علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ قدس اللہ سرہٗ العزیز

سجادہ نشین سوم، درگاہ شریف صوفی نگر

شائع کردہ

پیرزادہ صوفی شاہ محمد ذاکر حسین ذیشان پاشاہ المعروف صوفی نواز علی شاہ قادری شطاری

سجادہ نشین درگاہ شریف صوفی نگر

مصنف: صوفی عرفان علی شاہ المعروف صوفی غلام محمد ذکی قادری شطاری، منتظم درگاہ شریف صوفی نگر

تعارفِ کتاب

کتاب کا نام : عرفانِ صوفی

مصنف کا نام : صوفی عرفان علی شاہ المعروف صوفی غلام محمد ذکی قادری شطاری

نظر ثانی : 1۔ حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر حسین المعروف ذیشان پاشاہ قادری شطاری صاحب قبلہ
سجادہ نشین، درگاہ صوفی نگر، نرمل

2۔ حضرۃ شمس النساء بیگم صاحبہ مدظلہا
مؤظف صدر معلّمہ، نیشنل ہائی اسکول، نظام آباد

3۔ حضرت صوفی شاہ مولیٰنا حافظ شیخ محی الدین عارفؔ قادری شطاری صاحب مدظلہٗ
خلیفہ، بارگاہ صوفی نگر، امام وخطیب جامع مسجد کولاپور، ضلع محبوب نگر، اے پی

4۔ حضرت صوفی شاہ الحاج علی پاشاہ قادری شطاری صاحب مدظلہٗ
بانی خانقاہ ذاکر و مدرسہ دارالعلوم انوارِ ذاکر، ذاکر نگر، پداپور، سنگاریڈی

5۔ حضرت صوفی محمد محمود علی اسیرؔ قادری شطاری الہاشمی صاحب مدظلہٗ
مؤظف، سب ٹریژری افیسر، سنگاریڈی، ضلع میدک

6۔ حضرت صوفی محمد مختار حسین قادری شطاری الہاشمی صاحب مدظلہٗ
مؤظف، منصف مجسٹریٹ، فلک نما، حیدرآباد

7۔ حضرت صوفی ڈاکٹر غلام احمد رضی قادری شطاری صاحب طال عمرہٗ
پی ایچ ڈی (بیوٹکنالوجی)، جائینٹ سکریٹری، نیشنل ہائی اسکول، نظام آباد

ناشر : صوفیہ پبلیکیشنس، درگاہ شریف، صوفی نگر، نرمل، ضلع عادل آباد، اے پی

تعداد و سال اشاعت: 1000، ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ م 21/اکتوبر 2013ء (عرسِ شریف)

ہدیہ :

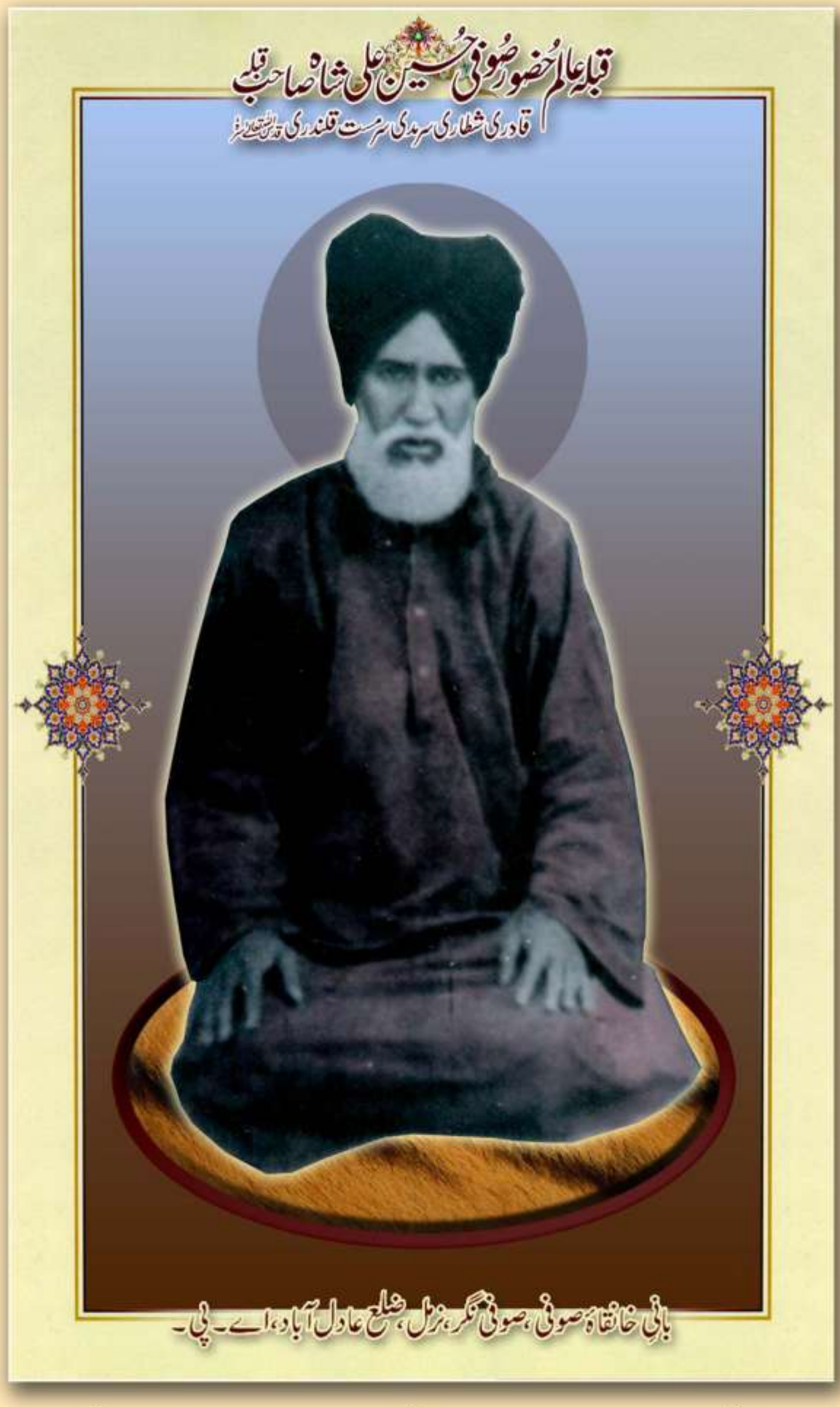
قبلہ عالم حضور صوفی حسین علی شاہ صاحب قبلہ
قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری قدس اللہ سرہ
بانیِ خانقاہ صوفی، صوفی نگر، نزل، ضلع عادل آباد، اے۔ پی۔

حضور صوفی شاہ محمد عبدالواحد قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحبِ قبلہ قدس اللہ سرہٗ

سرسجادہ نشینِ اوّل درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

حضور صوفی شاہ محمد ذاکر المعروف اقبال پاشاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحبِ قبلہ قدس اللہ سرہٗ
سجادہ نشینِ دوم، درگاہ شریف صوفی نگر نزل

حضور صوفی شاہ محمد خسرو المعروف احمد پاشاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحب قبلہ قدس اللہ سرہٗ

سجادہ نشین سوم، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر حسین المعروف ذی شان پاشاہ قادری شطاری صاحب قبلہ
سجادہ نشین موجودہ درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

گنبدِ مبارک

حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ

درگاہ شریف، صوفی نگر، نرمل

تقدیم اللفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّاھِرِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نامِ خدائے پاک سے آغاز ہوگیا
بہ ضعفِ پر بھی صاحبِ پرواز ہوگیا

خدائے پاک کا بے حد شکر واحسان کہ اس نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ وطفیل یہ توفیق بخشی کہ قبلۂ عالم جدِ امجد حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری سرمدی وسرمست قلندری صاحب قبلہ قدس اللہ سرہٗ وروحی فداہٗ کی مختصراً واجمالاً ہی سہی، سوانح شائع ہوسکی ہے۔ یہ سب کچھ پیرومرشد آقائی ومولائی حضور سیدنا صوفی شاہ محمد خسرو المعروف احمد پاشاہ قادری شطاری صاحب قبلہ قدس اللہ سرّہٗ العزیز کی دعاؤں کی بہ دولت ہی ممکن ہو پایا ہے۔

مصنفِ کتابِ ایں جنابِ ذکی شطاری نے جس محنت ودیانت داری سے اس کام کو انجام دیا ہے اس سے ارواحِ اسلاف ونفوسِ قدسیہ نے تسکین پائی اور نسلہائے آئیندہ کو عظیم سرمایہ ومخزنِ گرانقدر وصول ہوا ہے۔

مصنف و مرتب کی یہ کاوش کو منظرِ عام پر لانے سے قبل اس ناچیز نے بارگاہ صوفیِ عالم کے چند دیرینہ خدمت کار، بہ اعتبار و وفادار خدام سے اس کتاب کی تصحیح کرنے کی خواہش ظاہر کی تو ان تمام نے اس کارِ مبارک کو اپنا تعاون دیتے ہوئے اس دشوار امر کو سہل کر دیا۔ مولیٰ انھیں اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔ آمین

علاوہ ازایں اس ناچیز، حقیر و فقیر نے بھی اس کتاب کا مطالعہ کیا اور واقعات، کرامات اور حالات کو درست نظر پایا۔ بلاشبہ اس کتاب سے قارئین کرام کو بیش بہا اور صحیح معلومات فراہم ہو سکیں گے اور دولت ایمان و عرفان میں اضافہ ہو سکے گا۔

اس حقیر و فقیر نے اس کتاب کو شائع کرتے ہوئے نہایت مسرت محسوس کی ہے۔ دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو عزتِ قبولیت عطا فرمائے کہ یہ کتاب ہمارے بزرگوں کے خواب کی تعبیر ہے، اور حضرت قبلۂ عالم صوفی صاحب قبلہ کے نقشِ قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین والحمدللہ رب العالمین

دستخط

خاک پائے مرشد

پیرزادہ صوفی شاہ محمد ذاکر حسین المعروف ذی شان پاشاہ قادری شطاری

سجادہ نشین، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

دعائے خیر

ذاتِ اقدس کی ثناء وحمد، پیارے رسول ﷺ کے صدقہ، ہاشم پیر اور صوفی سرکار کی نظر عنایت کے صدقہ، ذکی شطاری نے اپنے قلم میں اتنی جسارت پیدا کر لی کہ حضرت قبلہ صوفی سرکار کے حیاتِ طیبہ کے واقعات جو کہ حضرت قبلہ صوفی عبدالواحد سرکار کی ڈائیری اور اپنے بزرگوں سے اخذ کئے گئے واقعات پر مبنی ہے۔ جہاں جہاں سے جو جو مواد ملا ان سب کو بڑی جانفشانی سے ضبطِ تحریر میں لایا ہے۔ یہ کام تو صرف وہی کر سکتا ہے جس کا سر ہاشم پیر دستگیر کی چوکھٹ پر ہو، جس پر ہمارے بڑے سرکار حضور سیدنا سید شاہ عبداللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (سابق سجادہ نشین وگدی نشین درگاہ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ، بیجاپور) اور حضرت سیدنا سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی ہاشمی المعروف مرشد پیراں قادری شطاری صاحب قبلہ (موجودہ سجادہ نشین وگدی نشین درگاہ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ، بیجاپور) کی نظر کرم پڑی ہو۔ جس کو صوفی سرکار قبلہ اور ان کے سجادہ گان کی سرپرستی ہو وگرنہ معصوم ذکی شطاری کے قلم میں اتنی جسارت کہاں سے آتی؟ ہم تو نام لے کر قدم بوسی کرنے کے لیے کپکپا جاتے ہیں۔ مجھ ناچیز وحقیر کمزور وناتواں کی آپ تمام قارئین سے گذارش ہے کہ اس تحریر میں جہاں جو بھی کمی رہ گئی، قلم لڑکھڑا گیا ہو اس کو نظر انداز کرتے ہوئے درگذر کیجئے۔ کیوں کہ صوفی سرکار کی زندگی کا احاطہ کرنا شائد ناممکن ہے۔ قوی امید ہے کہ دعاؤں کے ساتھ تصحیح فرمائیں۔ فقط

احقر

شمس واحدی

تَلَطُّفُ الحَافِظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ و السلام الاتمان الاکلمان علی سیدنا و نبینا و مولینا محمد ۃ النبی العربی الامین المکین الکملین و علی آلہ سیدین و اصحابہ الطاھرین و اولیآئہ و اصفیآئہ الاجمعین۔ اما بعد

زیرِ نظر کتاب حضرت قبلۂ صوفی حسین علی شاہ شطاری القادری قدس اللہ سرہ سے متعلق ایک کتاب بنام "عرفانِ صوفی" ناظرین کے لیے خاص طور پر وابستگان سلسلہ شطاریہ صوفیہ قلندریہ کے لیے ایک بڑی نعمت کے طور پر عزیزم صوفی غلام محمد ذکی قادری شطاری دام اقبالہ نے بڑی محنت و جانفشانی سے پیش کیے ہیں۔ یہ کتاب مرتب کی علمی کاوش ہے۔ مولیٰ بطفیلِ صوفی سرکار اس کتاب کو قبولیتِ عامہ اور وابستگانِ سلسلہ کے لیے ایک بیش بہا نعمت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین

دربارِ صوفی میں اسی سلسلہ کے کئی مشائخ نے اپنی تحریر سے کتاب کا نذرانہ پیش کیے ہیں۔ مرتبِ کتابِ ھذا میرے برادرِ طریقت جناب صوفی شاہ غلام نبی نصرت واحدی شطاری القادری علیہ الرحمۃ کے فرزدِ اکبر اور بارگاہ صوفی نگر کے ایک بیش قیمت خدمت گزار، پیر کی محبت سے سرشار، منتظم بارگاہ ہیں۔

یہ دربارِ صوفی سرکار ہے۔ حضرت قبلہ صوفی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ ہاشم پیر دستگیر علیہ الرحمۃ و رضوان بیجاپور سے جس نعمت عالیہ کا بیج صوفی نگر میں

بویا تھا آج ایک تناور درخت کی شکل میں نظر آرہا ہے۔اسی سلسلہ کی خدمت بارگاہ صوفی نگر کے ذی احترام سجادگان اور خلفاء و مریدین کرتے آرہے ہیں۔ ہر طرف بارگاہ صوفی نگر کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ اللھم زد فزد

کتاب میں اصل واقعات کے بعد مرتبِ کتاب کا منطقی انداز کا تبصرہ ، تنقیدی اندازِ بیان مختلف مقامات پر بہت طویل ہوتا گیا،اس پر اختصار ہوتا تو بہت اچھا تھا۔یہ ترتیبِ کتاب مرتب کی طرف سے ایک ریاضت ہے۔بقول

ہو نہ مایوس، ریاضت کا صلہ ملتا ہے

لوگ سچ کہتے ہیں، ڈھونڈے سے خدا ملتا ہے

مرشدی و مولائی حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد شطاری القادری رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ، سجادۂ بارگاہ صوفی نگر کی طرف سے جمع کیے گیے خطوط و حوالہ جات مرتب کے لیے ایک نعمت کے طور پر کام آئی ہے۔ہر قابلِ احترام سجادہ نشین نے نظام آباد میں ان کے گھر کو رونق بخشی۔ بزرگوں کے حالات کی ترتیب میں ادب و احترام لازمی ہے۔ جس طرح دربار و مقامِ پیر کا احترام لازم ہے۔کتاب و طباعت میں بھی احترام کا خیال رہے۔ یہ مقامِ قلندری ہے ہر معاملہ میں احترام لازمی ہے۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر و حضر، قیام وطعام اور خطوط و واقعات کی ترتیب بہت اچھی ہے۔ خلفائے صوفی سرکار اور سجادگان اور ان کے افرادِ خاندان کا ذکر بھی موجود ہے۔عزیزم ذکی شطاری منتظم نے ایک اچھی خدمت سلسلہ میں پیش کی ہے۔فاضل مرتب ایک اچھے قلم کار اور شاعر بھی ہیں۔اولیاء اللہ سے عقیدت ان کا احترام ان کے بزرگون سے ورثہ میں پایا

ہے۔ مولیٰ ہمیشہ قائم رکھے اور خلوص و عقیدت و خدمت میں اور اضافہ کرے۔ بزرگانِ سلسلہ کا فیض بہ شرطِ خلوص، ذوق و شوق ان کے اندر جاری و ساری کرے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰس۔

جو کامل عشق ہو سوزِ نہاں باقی نہیں رہتا

بھڑک جاتی ہے جب آتش دھواں باقی نہیں رہتا

دستخط

خادمِ صوفی، حافظ محمد شیخ محی الدین عارف شطاری القادری

خطیب، جامع مسجد و بانی صوفی چمن، کولاپور

ضلع محبوب نگر، اے پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رحمۃ اللعالمین، راحۃ العاشقین، مراد المشتاقین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کا مقصد قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا گیا **یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ** کہ رسول اللہ ﷺ ان کا تزکیہ فرماتے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی ایک ایسی جماعت تیار کی جو مصفیٰ ومزکیٰ اور علوم معرفت وحکمت کے بحر ذخار تھی، جن کے بارے میں خود مربی ﷺ نے ارشاد فرمایا **اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم** میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی اتباع کروگے ہدایت پاؤگے۔

مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن کی خصوصی شان میں فرمان رسالت ہے **انا مدینۃ العلم و علی بابھا** (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں) نے انہی خطوط پر اپنے غلاموں کی اسی طرح تربیت کی اور ایک مصفیٰ ومزکیٰ لوگوں کی جماعت کو تیار کیا جن میں سیدنا امام حسین، سیدنا حسن بصری، خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر ان کے بعد سلسلہ در سلسلہ یہ کام جاری رہا اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہیگا۔

ان ہی ہدایت یافتہ مصفیٰ ومزکیٰ نفوس کی جماعت میں سے ہدایت کے روشن چراغ، زبدۃ العارفین، شمس الواصلین حضرت سیدنا صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے، جنہوں نے سخاوت کے ساتھ علم وعرفان کے موتی لٹائے فیوض ظاہری وباطنی سے ایک عالم کو مستفیض فرمایا۔ یقیناً جن کی حیات طیبہ رہتی دنیا تک کے لئے مشعل ہدایت ہے۔

عزیز القدر صوفی محمد ذکی شطاری جو بارگاہ صوفی نگر کے خادم خاص ومنتظم بارگاہ ہیں نے جد اعلیٰ حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات وتعلیمات بنام ,,عرفان صوفی،، تحریر فرمایا ہے جو ہر لحاظ سے قابل مطالعہ وعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی عمر اقبال کرے اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط

فقیر صوفی شاہ علی پاشاہ قادری شطاری

بانی خانقاہ ودار العلوم انوار ذاکر پداپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاکھ طوفانوں سے گذرا ہے صدف میں رہ کر
ایک قطرہ تھا جب تکمیل گوہر ہوا

میرے برادر طریقت، گدائے حضرت سیدنا ہاشم پیر دستگیرؒ ور جانثارِ خاندان حضرت صوفی صاحب قبلہؒ عزیزم صوفی شاہ غلام محمد ذکی قادری شطاری، مصنفِ کتاب ''عرفان صوفی'' کے بے حد اصرار پر یہ خاکسار، گنہگار، خطا کار، کمزور و ناقص، بے علم و بے عمل، عاجز و حقیر بندہ، دکن کے مایا ناز قلندرِ جاویداں حضرت صوفی صاحب قبلہؒ سے منسوب کتابِ عالیہ کے لئے چند حروف قلمبند کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ یہ کوشش بھی حضرت صوفی صاحب قبلہؒ کی زندہ کرامت ہے ورنہ میں اس قابل کہاں!

منصفِ کتاب نے اپنی تحریر کے ذریعہ نہ صرف غلامانِ صوفی کی تشنگی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ طالبان مولیٰ کے لئے علم و عرفان کی راہ دکھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ الحمد اللہ موصوف اس کوشش میں کامیاب بھی رہے۔

یوں تو حضرت صوفی صاحب قبلہؒ کی حیات طیبہ اور علمِ تصوف کے اسرار اور رموز کے متعلق سلسلہ صوفیہ کے بہت سارے علماء کرام جن میں قابل ذکر حضرت صوفی شاہ سید احمد حسین صاحب قبلہ قادری شطاریؒ (کتاب اسرار صوفی) گنگوار شریف ظہیر آباد، حضرت صوفی شاہ محمد حیدر حسین کاظمی صاحب قبلہ قادری شطاریؒ (کتاب انوار صوفی) اناساگر جوگی پیٹ۔ حضرت صوفی شاہ محمد جہانگیر علی المعروف عادل علی شاہ قادری شطاریؒ (کتاب اطوار صوفی) حیدرآباد۔ الحاج حضرت صوفی شاہ علی پاشاہ صاحب قبلہ قادری شطاری (کتاب خطوطِ صوفی حسین علی شاہؒ) ذاکر نگر پیدا پور سنگاریڈی۔ اور دیگر حضرات نے اپنی اعلی صلاحیتوں اور وسائل کی بنیاد پر کتابیں تحریر کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ جو اپنی جگہ ایک قیمتی اثاثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن پیش نظر کتابِ عالیہ میں مصنف کتاب میں حضرت صوفی صاحب قبلہؒ کے فرزند عالی مقام، وگراں قدر پہلے سجادہ نشین حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد صاحب قبلہ قادری شطاریؒ کی

Continue on next Page

کتاب ''ہدایت صوفی'' (غیر مطبوعہ) سے استفادہ کرتے ہوئے اس کتاب عالیہ کو چار چاند لگا دیا ہے!!!

مصنف نے حضرت صوفی صاحب قبلہؒ کا اجمالی تعارف' حیات طیب وخدمات لا ثانی' کشف وکرامات' حضرت کے اپنے مریدن کو تحریر کردہ خطوط اور تاثرات عشق و واردات قلبی کے عارفانہ کلام کو نہایت ہی عقیدت واحترام کے ساتھ تحریر کر کے طالبان مولی کی زندگیوں میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کا زرین موقع فراہم کیا ہے۔ خاص طور سے حضرت سیدنا ہاشم پیر دستگیرؒ کی گودڑی شریف کا حقیقی واقعہ قلم بند کرتے ہوئے عاشقان ہاشم پیر دستگیرؒ کو ایک انمول اور بے مثال وبہترین تحفہ دیا ہے!!!

الحمد اللہ کتاب کا سرورق بھی شایانِ شان ہے' کمپیوٹر رائزنگ اور پرینٹنگ بھی عمدہ ہے۔

اس پرفتن اور پرآشوب دور میں اولیا اللہ اور مسلک اہلسنت کا لٹریچر عام کرنے کی ضرورت ہے۔ الحمد اللہ مصنفِ کتاب بارگاہ صوفی نگر کے مرید وخلیفہ ہونے کے علاوہ ادیب وشاعر بھی ہیں اور وہ درگاہ انتظامی کمیٹی کے منتظم ہونے کا امتیاز اور افتخار بھی رکھتے ہیں' سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنا قلم غلامِ صوفی' اولیا اللہ اور اہلسنت کے فروغ کے لئے وقف کر دینگے۔ چونکہ موصوف انگریزی زبان پر بھی اچھی مہارت رکھتے ہیں اگر وہ کتاب ''عرفان صوفی'' کا ترجمہ انگریزی زبان میں کریں تو یہ کتاب نئی نسل کے لئے ایک مشعل راہ ثابت ہوگی۔ (انشاءاللہ)

اللہ رب العزت کی بارگاہ بے کس پناہ میں دست بہ دعا ہوں کہ بطفیل سرکار مدینہ ﷺ اور بہ وسیلہ سیدنا ہاشم پیر دستگیرؒ اور حضرت صوفی صاحب قبلہؒ اس کتاب عالیہ کو سند اور مقبولیت عام عطا کرے اور اس کوشش کا بہترین اجر مصنف اور ان کے اہل خاندان کو عطا کرے۔ (آمین)

ہیں نقش ابھی دل پہ غمِ یار کی باتیں مدت سے جو بھلا بیٹھے ہیں پیار کی باتیں

خیر اندیش

صوفی محمود علی اسیرؔ قادری شطاری الہاشمی

سب ٹریژری آفیسر (ریٹائرڈ) سنگاریڈی۔ ضلع میدک۔ سیل نمبر 8886456786

دیباچہ

نَحْمَدَہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَ مِیْنِ الْمَکِیْنِ الْکَرِیْمِ الرَّؤُفُ الرَّحِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَ اصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ وَ بَارِکَ وَ سَلِّم

اَمَّا بَعَدُ ---- قَالَ الْحَقُّ ----

فَاُعْوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ١ؕ مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ١ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا۝۱۷

صَدَقَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَ صَدَقَ رَسُوْلِہِ مَنْ لَآ نَبِیَّ بَعْدِہٖ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْذِیْ ھُوَ الْوَجُوْدُ----

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالی کے لیے کہ جس نے بندے کو اپنی شکل و صورت میں پیدا فر مایا۔﴿خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَۃِ ۔حَدِیْثٌ قُدْسِیٌّ۔ترجمہ: پیدا کیا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اسی کی صورت میں﴾ اور اسی کے سر پر اپنی خلافت و نائبیت کا عمامہ سجایا اور فرمایا﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً١ قرآ ن مجید سورۃ البقرہ آیۃ 30 ۔ترجمہ: میں نے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا﴾ ساری کائنات کو اپنے اس خلیفہ کے لیے مسخر کر دیا اور فرمایا﴿وَ سَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَ النَّھَارَ١ۙ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ١ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِہٖ١ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۝ قرآن مجید سورۃ النحل آیۃ 12 ۔ترجمہ: ہم نے تمہارے لیے رات، دن، سورج، چاند، ستاروں کو حکم کے ساتھ مسخر کر دیا اور اس میں اس قوم کے لیے نشانیاں ہے جو عقل والی ہے۔﴾ اور اپنی پہچان کو چشمِ ظاہر و ناقص سے

چھپا کر اپنے بندے کے آپ کو اپنی پہچان بخشی اور فرمایا﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ١ قرآن مجید سورۃ الفصلت آیۃ53 ۔ترجمہ: دکھا دیں گے ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کی اپنی جانوں میں حتی کہ ان پر مبیّن ہو جائیگا کہ وہی حق ہے۔﴾

لاکھوں کرڑوں اربوں درود و سلام، محبوبِ مطلق نورِ مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کہ خالق نے اپنی ساری مخلوق کو انہی کہ نور سے تخلیق بخشی ﴿قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم" اَنَا مِنْ نُوْرِ اللهِ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ نُورِىْ "۔حدیث شریف صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ترجمہ: فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ "میں اللہ کے نور سے ہوں اور سب کچھ میرے نور سے ہے۔" ﴾وہ کہ جن کا دیکھنا دیدار الٰہی ہے﴿قَالَ النَّبِىُّ ﷺ" مَن رَآ ءَنِى فَقَد رَآ ءَالحَقّ "۔حدیث شریف صحیح بخاری ۔ترجمہ فرمان نبوی ہے "جس نے مجھے دیکھا بس اسی نے حق کو دیکھا۔"﴾وہ ایسے محبوب کہ جن کی اطاعت ،اطاعتِ خدا ہے ۔﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ١ۚ ۔ قرآن مجید سورۃ النساءآیۃ 80۔ترجمہ جس کسی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ﴿فرمابرداری﴾ کی بس اُس نے اللہ کی اطاعت کی﴾وہ ایسے حبیب کے ہر آن اللہ تبارک و تعالی اور اسکے فرشتے ان پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ١ؕ ۔ قرآن مجید سورۃ الاحزاب آیۃ 56۔ترجمہ بے شک اللہ تبارک و تعالی اور اسکے سب فرشتے نبیِ محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں ﴾وہ ایسے رہبر کہ انکی بیعت کو حق تعالی شانہ نے اپنی بیعت فرمایا۔﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔قرآن مجید سورۃ الفتح آیۃ 10 ۔ ترجمہ اے پیارے محبوب جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کر

تے ہیں۔﴾ وہ ایسے شفیق کہ انکے ہاتھ کو اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ فرمایا﴿ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔قرآن مجید سورۃ الفتح آیۃ 10-ترجمہ؛ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔یعنی جن کے ہاتھ پر رسول ﷺ کا ہاتھ ہو انکے ہاتھ پر اللہ کا دستِ قدرت ہے۔﴾وہ ایسے مظہرِ ذاتِ مطلق کہ ان کے ہر کام کو اور ان کے جسم مبارک کے ہر حصہ کو اللہ تعالی نے خود سے جوڑ لیا اور قرآن و حدیث اسی حقیقت کو آشکار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔﴿وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔قرآن مجید سورۃ الانفال آیۃ 17 ترجمہ:اور نہیں پھینکتا تھا تو مٹی لیکن اللہ﴾

المختصر یہ کہ تعلق بالرسول تعلق باللہ یعنی رسول پاک سے تعلق اللہ تعالی سے تعلق ہے۔ ﷺ۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تمام فرمانبرداریاں، افکار، اذکار، اشغال، دل، دید، دم، روح، قلب، جان، عزت اور ایمان اُس مرشدِ کامل شیخ المشائخ فصیلۃ الشیخ کلید سر الاسرار و مظہرِ سیدِ ابرار و ظلِ پاک پروردگار، مالک و مختار، سیدِ صوفیاً، پیرِ طریقت حافظِ شریعت، اصل معرفت، مرشدِ حقیقت، سربراہ عالیت، فخر قادریت، والیِ شطاریت، سیدنا و سلطاننا و ملجائنا و مغیثنا و علیّنا و ولینا و مولینا حضرت صوفی شاہ محمد خسرو احمد پاشاہ المعروف صوفی عظمت علی شاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحب قبلہ روحی و قلبی فداہٗ کہ جن میں فنا، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہے۔ ﴿اَلشَّیْخُ فِی قَومِہٖ کَمَا نَبِیٌّ فِی اُمَّتِہٖ۔ ترجمہ: شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ۔ قول مشہور﴾ مولیٰ تبارک و تعالی کی بارگاہ میں بتوسط

محبوب مطلق دعا ہے کہ اس حقیر، فقیر، ضعیف و محتاج کو مرشدِ مطلق میں فنا نصیب فرمائے۔ آمین

من کہ ضعیف و محتاج الیٰ لطف الباری صوفی عرفان علی شاہ المعروف صوفی غلام محمد ذکی شطاری القادری، بارگاہِ مرشد کا حقیر ترین غلام ہوں۔ میں عاجز، نکمّا و ناکارہ کسی مصرف کے لائق نا کبھی تھا نہ ابھی ہوں اور نہ شاید کبھی ہو سکوں۔ کہاں میں ابتر اور کہاں حضرت صوفی صاحب قبلہ کا ذکر، گنجِ خزائن۔ کہاں میں اس امرِ گراں امکاں کو کر سکتا، پر نہ جانے میرے آقا و مولیٰ، پیر و مرشد نے مجھ نکمے میں کیا دیکھا کہ مجھ حقیر کو اتنا بڑا ﴿حیثیت سے سواء﴾ کام سونپ دیا۔ جب وہ مجھ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کی سوانح لکھوں تو اس وقت ان کی ان پُر ضیاء و پُر انوار آنکھوں میں خوشی کی ایسی لہر نظر آئی کہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چنانچہ من ہی من میں سوچتا گیا کہ صرف اس کتاب کے خیال سے ان کی آنکھوں میں یہ چمک پیدا ہو رہی ہے تو پھر اگر یہ کتاب بن کر ان کی آنکھوں کے سامنے آجائے تو پھر ان کی خوشی کا عالم کیا ہو گا۔ پھر یہ خیال بھی آیا کہ اگر وہ کتاب لکھنے کا حکم صادر فرما رہے ہیں تو خود ہی ایسا کرم بھی فرمائیں گے کہ میں اس کام کو پورا کر سکوں گا، الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔

میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا، ابھی کچھ ہی صفحات ہوئے تھے کہ میرے آقا و مولیٰ کی آمد ہوئی۔ آقا نے خود ان صفحات کا مطالعہ فرمایا اور بہت خوش ہوئے، دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ کتاب کے اس دستی مسودے پر دستخط فرماتے ہوئے دعائے بیش بہا بھی تحریر فرما دی۔ اللھم شکرک کثیرا کثیرا

ظاہر ہے ان کی اس خوشی کو دیکھ کر میں پھولے نہ سمایا اور ان کے قدمینِ

کریمین سے چمٹ گیا۔ دست اقدس کو میرے سر پر پھیرتے ہوئے انتہائی شفقّت بھرے لہجے میں فرمایا۔ مولیٰ خوش رکھے۔۔۔۔(میں دل ہی دل میں کہتا رہا کہ اے میرے آقا آپ کی ایک تبسم کو پانے کے لیے میں اپنی جان تک کو نچھاور کردوں، اگر آپ کا کرم اسی طرح شاملِ حال رہا تو وہ دن دور نہیں جب میں آپ کے دستِ اقدس میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کی سوانح عمری بہ شکلِ کتاب لا کے رکھ دوں گا)

بس کچھ دن گزرے تھے کہ قسمت نے بڑی بے وفائی دکھائی۔ جس آقا کے لیے میں اپنے دل میں تمناؤں کے ابحار رکھتا تھا وہی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ دل پر ایسی ضرب لگی کہ میں اس کتاب سے دور ہو گیا۔ بہت عرصہ بعد میرے پیر و مرشد کے جانشین و سجادہ نشین حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر حسین ذیشان پاشاہ صاحب قبلہ نے پھر مجھے حکم دیا کہ میں اس کتاب کو پورا کروں۔ بس اب ان کی ہدایت پر میں نے پھر سے اس کام کا آغاز کیا۔

اپنے زخمِ دل سے ابھرنا میرے لیے بہت دشوار تھا جب بھی اس کتاب کا کام کرنے کی سوچتا تو آنکھیں چھلک جاتی تھی۔ چوں کہ میرے مرشدِ پاک نے مجھے اس کتاب کا حکم فرمایا تھا اس لیے میں چاہتا تھا کہ میں اپنے آقا کا کہا ضرور پورا کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی فریاد اور اعتراف نا اہلی کی دہائی، بارگاہِ بے کس پناہ حضور سیدنا سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی الہاشمی قادری شطاری المعروف مرشد پیراں سرکار صاحب قبلہ سجادہ نشین و گدی نشین حضرت سیدنا ہاشم پیر دستگیر مرید نواز صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ بیجاپور، میں پیش کی۔ حضور پیرِ ہاشمی نے مجھ حقیر و فقیر کو اسی شفقت و محبت سے نوازا، الحمدللہ۔

دوسری طرف سجادہ نشین درگاہ شریف صوفی نگر کی محبت نے ہمت عطا کی تو میں کسی قابل ہو سکا۔ اب جب دوبارہ اس کام کو پورا کرنا چاہا تو میرے پیر کی کرامت ظہور پذیر ہو گئی۔ یہ کتاب میرے پیر و مرشد کی حیات اور کرامت کا آئینہ دار ہے۔

بنے ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگر نہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

اس کتاب میں جو واقعات نقل کیا ہوں وہ میں نے حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد قادری شطاری صاحب قبلہ سجادہ نشین اول درگاہ شریف صوفی نگر کی غیر مطبوعہ کتاب "ہدایتِ صوفی" سے ماخذ کیے ہیں۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے جو واقعات اپنے آقا و مولیٰ، پیر و مرشد سے سنے انھیں بھی تحریر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ یہاں یہ بات بھی بطور خاص عرض کرنی ہے کہ میں نے اپنے پیر و مرشد کو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے بہت بڑے عاشق پایا۔ جب کبھی ان کی صحبتِ مبارک نصیب ہوتی، حضرت صوفی صاحب قبلہ کا چرچہ ضرور بہ ضرور سننے کو ملتا۔

اور پھر میری پیدائش ایسے گھرانے میں ہوئی ہے کہ گھر کا ہر فرد بارگاہِ صوفی سرکار کا غلام اور ان کا عاشق ہے۔ میرے دادا جان حضرت صوفی شاہ شیخ محبوب قادری شطاری صاحب علیہ الرحمۃ بارگاہِ صوفی کے جید خلیفہ حضرت صوفی شاہ محمد قمرالدین قادری شطاری صاحب قبلہ کے مرید تھے اور حضرت سجادہ نشینِ اول درگاہ شریف صوفی نگر کے خلیفہ تھے۔ ان کا انتقال 1967ء میں ہوا۔ ان کی تدفین درگاہ صوفی کے قبرستان میں ہوئی۔ میری دادی اماں محترمہ سیدہ چاند بی بی

صاحبہ ،وہ بھی حضرت صوفی شاہ قمرالدین قادری شطاری صاحب قبلہ کی مرید تھیں۔ پیر کی بڑی جاں نثار تھیں۔ ان کا انتقال 1996ء میں ہوا اور انھیں میرے دادا کے پہلو میں ، قبرستان در احاطہ صوفی نگر میں جگہ ملی۔ میں نے ان سے بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے کئی واقعات سن رکھے ہیں۔

میرے والدِ بزرگوار حضرت صوفی شاہ غلام نبی نصرت واحدی قادری شطاری صاحب علیہ الرحمہ 1950ء میں حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد قادری شطاری صاحب قبلہ کے دست حق پرست پر اس وقت مرید ہوئے جبکہ ان کی عمرِ شریف 10 برس کی تھی۔ والد صاحب نے اپنے پیر و مرشد صاحب قبلہ سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے کئی واقعات سنے تھے۔ جو بعد میں ان سے میں نے سنے۔ علاوہ اس کے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے کئی مریدین سے بھی والد صاحب کی ملاقات ہوئی تھی۔ چنانچہ ان سے بھی کافی معلومات حاصل ہوئے تھے۔

جب ان کے پیر و مرشد نے میرے والد کی صلاحتیوں کو اتمام بخشا تو انھیں درگاہ شریف صوفی نگر کا منتظم مقرر فرمادیا۔ اس طرح والد صاحب مقبولِ خاص و عام ہوگئے۔ ان کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں رہی۔ 2002ء میں میرے والد نے بھی داعیِ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ان کی تدفین بھی بارگاہِ صوفی کے قبرستان میں اس طرح ہوئی کہ اپنے پیر و مرشد کے قدموں میں آرام فرما ہیں۔

میری والدہ ماجدہ بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے سجادہ نشین اول حضرت صوفی شاہ محمد عبد الواحد قادری شطاری صاحب قبلہ کی مرید ہیں۔ پیر و مرشد کی لاڈلی مرید ہونے کی وجہ سے ان کے بہت قریب رہیں۔ جو فیض و

شفقت انھیں اپنے پیر و مرشد سے نصیب ہوئی وہ خاص خاص ہی کو نصیب ہوا کرتی ہے۔

دادا، دادی، والد اور والدہ سبھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے گرویدہ و جاں نثار ہوئے ہیں، چنانچہ اپنے گھر ہی میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے کئی واقعات سے آگاہ ہونے کا موقعہ فراہم ہوتا رہا۔ اس طرح میں حقیر و فقیر بارگاہِ صوفی میں تیسری نسل ہوں۔ وللہ الحمد

میرے اہلِ خاندان میں بھی زیادہ تر افراد بارگاہِ صوفی ہی سے وابستہ رہے ہیں۔ علاوہ ان کے ہمارے گھر آنے جانے والے حضرات بھی زیادہ تر وابستگانِ بارگاہِ صوفی ہی ہوا کرتے ہیں۔ ان سب میں، میں حضرت صوفی محمد رشید احمد اسیر قادری شطاری صاحب علیہ الرحمہ کا ذکر بطور خاص کرنا چاہونگا۔ یہ حضرت نہ صرف میرے والد و والدہ کے پیر بھائی تھے بلکہ حضرت سجادہ نشین اول صاحب قبلہ کے بھانجے بھی تھے اور یکلوتے داماد بھی تھے۔ درجہ بالا بیان کردہ لوگوں کی طرح یہ بھی بڑے جید عاشقِ صوفی سرکار تھے۔ علم و عرفان، ایمان و عمل، شعر و ادب کا بحرِ بے کراں تھے۔ یہ فقیر ان سے بھی بہت مستفید ہوا ہے۔

بس کچھ اسی طرح سے واقعات کو جمع کر کے قلم بند کرنے کی حقیر کاوش کیا ہوں۔ اس کتاب میں چند واقعات ایسے بھی ہیں کہ ان میں موجود اہم کرداروں کے نام موجود نہیں ہیں، ہم نے بہت کوشش کی پر ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

اللہ حبیب میرے پیر کے صدقہ و طفیل میں اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اور میرے پیر و مرشد کا وہی ہنستا ہوا چہرا دیکھنا نصیب فرمائے۔ آمین

اس مشکل کام کو انجام دینے میں میرے جملہ اہلِ خاندان نے میرا بڑا تعاون

کیا ہے۔ میری والدۂ ماجدہ نے جو رہبری و شفقت دکھائی ہے اس کے لیے میں ان کا بہت شکر گزار ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔ میرے چھوٹے بھائی جناب ڈاکٹر رضی شطاری نے ﴿جو میرے پیر بھائی بھی ہیں﴾ میرے اس کام میں جو مدد کی ہے وہ کوئی اور نہیں کر سکتے تھے۔ میں اس پر مولیٰ کا شکر بجالاتا ہوں اور دعاء گو ہوں کہ مولیٰ انھیں اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہی رہیں۔ آمین

میرے تعاون میں میرے برادرانِ طریقت بھی کبھی پیچھے نہیں رہے، میں ان سب کا بھی شکر گزار ہوں۔

اس کتاب پر نظرِ ثانی کرنے والے مشیر ان نے جو اصلاح و تصحیح کی ہے، میں ان کا بھی بہت ممنون ہوں۔

میں حقیر و فقیر انتہائی ممنون ہوں حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر حسین ذیشان پاشاہ قادری شطاری صاحب قبلہ، سجادہ نشین درگاہ شریف صوفی نگر کا، کہ اس کتاب کو شائع فرما کر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ بطفیلِ سیدِ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم ،بارگاہِ رب العزّت میں دعاء گو ہوں کہ سجادہ نشین صاحب کی عمر و اقبال میں خوب بلندی عطا فرما، انھیں ہر شر و بلاء سے محفوظ فرما، انکے ہاتھ سے سلسلہ و درگاہ صوفی نگر کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرما، مولیٰ انھیں ہمیشہ ہمیشہ سلامت رکھ، ان کی شخصیت سے اسی طرح ان کے بزرگوں کا فیض جاری و ساری رکھ، بے شک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ آمین آمین آمین

احقر العباد الصوفی

حقیر فقیر ذکی شطاری

منتظم درگاہ شریف صوفی نگر

فہرستِ مضامین

نشان	مضمون	صفحہ
1	سرِ ورق	1
2	تعارفِ کتاب	2
3	تصویر حضرت صوفی صاحب	3
4	تصویر حضرت واحد صاحب	4
5	تصویر حضرت ذاکر صاحب	5
6	تصویر حضرت صوفی شاہ احمد پاشاہ سرکار صاحب	6
7	تصویر حضرت صوفی ذیشان پاشاہ صاحب	7
8	تصویر گنبد شریف	8
9	تقدیم اللفظ	9
10	دعائے خیر	11
11	تلطف الحافظ	12
12	سند حضرت علی پاشاہ صاحب	15
13	سند حضرت محمود علی اسیر صاحب	16
14	دیباچہ	18
15	ذکرِ رسول ﷺ	34
16	ذکرِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	35
17	ذکرِ چار پیر	39
18	اسمائے چار پیر اور چودہ خانوادے	41
19	ذکرِ حضور غوثِ پاک	42

20	ذکرِ حضور خواجہ غریب نواز	43
21	ذکرِ حضور شطار پاک	43
22	تشریحِ لفظِ "شطاری"	45
23	ذکرِ حضور علاء الدین قاضن	50
24	ذکرِ ظہور حاجی حضور	51
25	ذکرِ حضور غوث گوالیاری	51
26	ذکرِ حضور وجیہہ الدین گجراتی	54
27	ذکرِ حضور ہاشم پیر دستگیر	57
28	واقعہ گودڑیِ رسول ﷺ بہ طرف حضور ہاشم پیر دستگیر	59
29	ذکرِ گنبدِ ہاشمی	61
30	اسمائے پاک، سجادہ نشینانِ حضور ہاشم پیر دستگیر	63
31	ذکرِ حضور سید شاہ عبد اللہ حسینی، سجادہ نشین دہم، حضرت ہاشم پیر دستگیر	63
32	پیدائش، حضرت صوفی صاحب قبلہ	67
33	ذکرِ والدِ حضرت صوفی صاحب قبلہ	68
34	اسمائے اہلِ خاندان	68
35	برادرِ حضرت صوفی صاحب قبلہ	69
36	شانِ اسم "حسین"	69
37	تجزیہ اسمِ پاکِ حضرت صوفی صاحب قبلہ	71
38	واقعہ بادشاہ اور بھکاری	80
39	اسم "حسنو"	82
40	حضرت صوفی صاحب کا بچپن	82

41	حضرت صوفی صاحب کی تلاشِ مرشد اور واقعہ براجمیر شریف	83
42	حضرت صوفی صاحب کی بیجاپور روانگی	84
43	حضرت صوفی صاحب کی حضور پیرِ ہاشمی سے بیعت و خلافت	86
44	ذکرِ حضور سید شاہ عبداللہ حسینی، سجادہ نشین دہم، حضرت ہاشم پیر دستگیر	87
45	ذکرِ حضور قلندر صاحب قبلہ	89
46	حضرت صوفی صاحب کی روانگی ناندورا شریف	89
47	حضرت صوفی صاحب کا ناندورا میں امتحان	89
48	حضرت صوفی صاحب کے جانشین کی پیدائش	96
49	واقعہ ناگپور سے ناندورا کی واپسی	96
50	ذکرِ حضور بابا تاج الدین صاحب	100
51	واقعہ حضرت صوفی صاحب کے ذکرِ الٰہی کا	102
52	ذکرِ خانقاہ، صوفی باغ، ناندورا	105
53	واقعہ ناگ اور عورت کا	106
54	آدابِ صوفی نگر	107
55	بداوا از صوفی باغ	109
56	ناگپور کی واپسی	111
57	واقعہ اجناء	111
58	حضرت صوفی صاحب کی تجارت	116
59	حضرت صوفی صاحب کے دیگر مقامات کے دورے	116
60	واقعہ ڈھیٹ سادھو کا	119
61	واقعہ ظہورِ تصرفِ حضرت صوفی صاحب قبلہ	123

62	واقعہ ملاقات حضور بنّے میاں صاحب اورنگ آبادی	132
63	واقعہ اورنگ آباد کے شریر جادوگر کا	137
64	واقعہ معصوم بچوں کا	139
65	حضرت صوفی صاحب کا درگاہ میں بعدِ وصال بھی نظر آنا	144
66	واقعہ بانجھ عورت کا، اورنگ آباد	146
67	واقعہ کرامتِ حضرت صوفی صاحب کی کملی مبارک	149
68	حضرت صوفی صاحب کا قصدِ نرمل	155
69	نرمل کے حالات	161
70	واقعہ نرمل کے تین دوستوں کا	157
71	حضرت صوفی صاحب سے نرمل کے تین لوگوں سے ملاقات، نظام آباد	159
72	حضرت صوفی صاحب کی نرمل میں آمد	162
73	انتخابِ مقام	163
74	نرمل کا جادوگر	163
75	حضرت صوفی صاحب اور پانی کا چشمہ	163
76	زمین کی خریدی	164
77	قیام وبنیادِ صوفی نگر از حضرت صوفی صاحب	165
78	صوفی نگر کا محلِ وقوع	167
79	سلسلۂ صوفی نگر	168
80	اشاعتِ سلسلہ	169
81	صوفی نگر کی آراستگی	170
82	تعمیرِ خانقاہِ صوفی	171
83	حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خاندان کی صوفی نگر میں آمد	174

84	جوازاتِ قدم بوسی	175
85	واقعہ علمائے کرام ساکنانِ نرمل	191
86	حالاتِ صوفی نگر	194
87	حضرت صوفی صاحب قبلہ سے انس و جن کو فیض	197
88	صوفی نگر اور اجناء	200
89	نرمل کا دفترِ محکمۂ جنگلات	201
90	ذکرِ حضرت عبداللطیف شاہ صاحب	202
91	حضرت صوفی صاحب قبلہ کا دورہ ضلع میدک	205
92	ذکرِ حضرت عابد علی شاہ صاحب	206
93	حضرت صوفی صاحب قبلہ کی بند حجرے سے باہر برآمدگی	207
94	واقعہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی نور فشانی کا	210
95	واقعہ قلعہ شام گڑھ، نرمل	212
96	واقعہ سفیرِ بادشاہ	215
97	واقعہ طوفانِ دریائے گوداوری	219
98	واقعہ پردہ فشانی	221
99	واقعہ غائب بچے کے واپس ہونے کا	224
100	واقعہ پاگل لڑکے کا	227
101	حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مریدین ساکنانِ باچارام	229
102	ذکر حضرت عثمان علی شاہ صاحب کے مکان کا، باچارام	230
103	حضرت صوفی صاحب قبلہ کی تصویر	230
104	واقعہ حضرت اللہ بخش صاحب کا، باچارام	231
105	واقعہ حضرت عابد علی شاہ صاحب اور تالابِ باچارام	233

106	حضرتِ عثمان علی شاہ صاحب کا عشقِ بے مثال	234
107	واقعہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے نشانِ مبارک کا	236
108	واقعہ بیمار لڑکے کا بمقام اندول	237
109	حضرت صوفی صاحب قبلہ کی پیشن گوئی برائے ساحلِ اناساگر	239
110	واقعہ مردے کا زندہ ہونا	241
111	واقعہ غیر مرید نوجوان کا	246
112	حضرت واحد علی شاہ صاحب کا علمِ جید	249
113	واقعہ بالکنڈہ کے فقراء کرام کا	251
114	حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی تربیت	254
115	محترمہ اہلیہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی تشویش	255
116	حضرت صوفی صاحب قبلہ کا اعلانِ رحلت	258
117	حضرت صوفی صاحب قبلہ کی تاریخِ رحلت	258
118	تفصیلات مراسمِ عرسِ شریف	259
119	آدابِ بارگاہ حضرت صوفی صاحب قبلہ	260
120	واقعہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کا گنبد سے باہر تشریف لانے کا	261
121	شجرۂ مریدی حضرت صوفی صاحب قبلہ	264
122	شجرۂ خلفائی حضرت صوفی صاحب قبلہ	268
123	تفصیلِ خاندانِ حضرت صوفی صاحب قبلہ	272
124	فہرستِ اسمائے خلفائے حضرت صوفی صاحب قبلہ	274
125	حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خطوط	276
126	حضرت صوفی صاحب قبلہ کے اقوال	296
127	حضرت صوفی صاحب قبلہ کی وصیت	299

128	حضرت صوفی صاحب قبلہ کے قدِ مبارک کے خواص	300
129	حضرت صوفی صاحب قبلہ کے روز و شب	303
130	کلامِ حضرت قلندر صاحب قبلہ	308
131	نعت از حضرت صوفی صاحب قبلہ	309
132	کلامِ صوفیانہ از حضرت صوفی صاحب قبلہ	310
133	کلامِ صوفیانہ از حضرت صوفی صاحب قبلہ	311
134	کلامِ صوفیانہ از حضرت صوفی صاحب قبلہ	312
135	کلامِ صوفیانہ از حضرت صوفی صاحب قبلہ	313
136	نعرۂ مستانہ از حضرت صوفی صاحب قبلہ	314
137	شانِ صوفیت از حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ	315
138	منقبتِ صوفی از حضرت ذاکر علی شاہ صاحب قبلہ	316
139	احترامِ صوفی از حضرت ذیشان پاشاہ صاحب قبلہ	317
140	منقبتِ صوفی از حضرت سید علی صہبائی صاحب	318
141	نعتِ شریف از حضرت غلام نبی نصرت صاحب	319
142	کلام دیارِ صوفی میں از حضرت غلام نبی نصرت صاحب	320
143	منقبتِ صوفی از جنابِ ڈاکٹر رضی شطاری صاحب	321
144	منقبتِ صوفی از جناب عبدالغنی شطاری صاحب	322
145	منقبتِ صوفی از ذکی شطاری	323
146	منقبتِ صوفی از ذکی شطاری	324
147	ترانۂ غلامِ صوفی از ذکی شطاری	325
148	طریقۂ حلقہ شریف	328

عزیز القدر! آپ جانتے ہی ہیں کہ خالق و مالک نے سارے عالم کو اولادِ آدم علیہ السلام سے رونق بخشی۔ یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ اولاد میں ہر دو صفات نیک و بد پائی جاتی ہیں۔ان آدمیوں کی بستیوں میں جب جب کبھی ضلالت، جہالت اور غیر انسانی رسوم مروج ہوتے رہے ہیں تب تب اللہ حبیب ان کی ہدایت کے لیے اپنے محبوب و مقرب بندوں کو یعنی نبیوں اور ولیوں کو ان کی طرف بھیجتا رہا ہے۔ اس کی یہ عادتِ قدیمہ ہے کہ مختلف علاقوں اور خطوں میں آباد اولادِ آدم علیہ السلام کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجتا رہا، پھر جب امام الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کو بھیجا تو تمام جہانوں کے لیے ہدایت و رحمت کو مکمل فرمادیا، سلسلۂ نبوت کو بھی ختم کر دیا۔ قَالَ تبارک و تعالیٰ : مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ۱ قرآن مجید سورۃ الاحزاب آیہ 40 ترجمہ: حق تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا محبوب محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں اور لیکن اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے۔ قَالَ النبی ﷺ اَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ۔ ترجمہ: فرمایا نبی پاک ﷺ نے "میں اللہ کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حدیث شریف

نبیِ پاک ﷺ کی بعثت ہی اس مژدے و نویدِ افتخار کا علان ہے کہ اب دینِ حق کامل و مکمل ہو گیا۔اللہ حبیب نے اپنے محبوب پر خوبیوں کو تمام فرمادیا۔کائنات جس ذات میں فنا کی طلبگار تھی ،اب اپنی مراد کو پہنچی۔ صرف حضور ﷺ ہی قرب الٰہی کا واحد ذریعہ و واسطہ ہیں۔ کائنات کے جملہ طلبانِ حق کی طلب کو حضور ﷺ ہی نے جامِ تسکین نوش کرایا۔ حضور ﷺ کی ذات ہی وہ

ذات ہے جو وصلِ خالق بھی ہیں اور شاملِ مخلوق بھی ہیں۔اس لیے قربِ الٰہی نصیب کروانے میں مطلق و کامل ترین ہیں۔

سلسلۂ رشد و ہدایت کو برقرار رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول احمدِ مختار ﷺ کے ذریعہ یہ ذمہ داری ایسے بندگانِ خدا اور رسول کو بخشی کہ جو اسی رسول کے زمرے سے ہوں اور اسی رسول کے نور سے تاباں ہوئے ہوں اس طرح اب یہ ذمہ داری مولائے کائنات سیدنا ابو تراب حیدرِ کرار اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب مولیٰ علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد اور دیگر اصحابِ کاملین وصالحین کے سپرد کر دی گئی۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، کائنات اور امت محمدیہ ﷺ کے پہلے ولی ہیں۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ کُنْتُ مَوْلٰی فَعَلِیٌّ مَولَاہٗ۔ترجمہ:فرمایا نبی پاک ﷺ نے "میں جس کا مولیٰ ہوں بس علی اس کا مولیٰ ہے۔" حدیث شریف متفقہ علیہ۔ہم یہاں ذکراً و شکراً چند مزید عبارات نقل کرتے ہیں۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا عَلِیُّ اِنَّکَ مِنِّی وَ اَنَا مِنکَ وَ لَحمَکَ لَحمِی وَدَمَّکَ دَمِّی وَرُوحِکَ رُوحِی وَنَفسَکَ نَفسِی۔ترجمہ:فرمایا نبی پاک ﷺ نے "اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرا خون میرا خون ہے تیری روح میری روح ہے اور تیری جان میری جان ہے" حدیث شریف۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرما کر مدینہ کی حفاظت حضرت علی کو سونپی، اس پر حضرت مولیٰ علی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا آقا مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کے جا رہے ہیں؟ یہ سنا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی کیا تم اس بات پر مجھ سے راضی نہیں کہ جو مقام حضرت ہارون علیہ

السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے وہی تیرا مقام میرے نزدیک ہے، بس فرق ہے تو یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حدیث صحیح مسلم و متفق علیہ

جنگِ خیبر کا واقعہ بھی خوب ہے کہ رسول خدا ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا، "میں اسلام کا پرچم کل اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اسکا رسول بھی اس سے محبت کرتا ہے۔" سب صحابہ کو شوق وذوق ہوا کہ وہ پرچم انہی کو ملے لیکن صبح حضور ﷺ نے فرمایا کہ "علی کو میرے پاس لاؤ۔" چناچہ حضرت مولیٰ علی کو حاضرِ خدمت کیا گیا۔ آقا ﷺ نے پرچم حضرت مولیٰ علی کو مرحمت فرمادیا۔ خیبر کے قلعہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے دستِ حق پرست پر فتح عطا فرمائی۔ اس پر قرآن پاک میں ایک آیت بھی نازل ہوئی ۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک روز حضرت علی کو یوں دعاء دی: "اے اللہ علی جہاں کہیں بھی ہو حق اس کے ساتھ رہے۔" حدیث مسلم، ترمذی وحاکم

یوں بھی فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ میرے کئے ہوئے وعدے کو میرے اور علی کے سوا کوئی پورا نہیں کر سکتا۔ حدیث شریف ترمذی، ابنِ ماجہ اور احمد بن حنبل

حضرت علی سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے علی تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ حدیث شریف ترمذی اور حاکم

ایک دن آقائے نامدار ﷺ کے پاس ایک پرندے کا گوشت آیا تو آقا ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، "اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین شخص کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ اس پرندے کے گوشت کو کھائے۔" چنانچہ

حضرت علی وہاں آئے اور آقا ﷺ نے حضرت علی کے ساتھ اس گوشت کو تناول فرمایا۔ حدیث ترمذی و طبرانی

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر حضرت مولیٰ علی دو مینڈھوں کی قربانی دیتے، تو جب لوگ ان سے پوچھتے، تو جواباً فرماتے " حضور ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ میں حضور ﷺ کی طرف سے بھی قربانی دوں، بس اس لیے دو مینڈھے قربانی دیتا ہوں۔" حدیث شریف ابو داؤد و احمد

حضور ﷺ نے فرمایا" علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، علی میرے بعد میری ساری امت کا ولی ہے۔" حدیث شریف ترمذی اور احمد

حضرت مولیٰ علی سے نبی پاک ﷺ نے عہد فرمایا" صرف مؤمن ہی علی سے محبت کرے گا اور صرف منافق ہی علی سے بغض رکھے گا" اور فرمایا" جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے علی سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔" حدیث شریف مسلم، نسائی اور ابن حبان۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔" متفق علیہ۔ حضور ﷺ نے مولیٰ علی کے متعلق یوں بھی فرمایا، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلنَّظَرُ اِلَی وَجہِ عَلِیّ عِبَادَۃِ۔ ترجمہ: فرمایا نبی پاک ﷺ نے " علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ حدیث شریف۔ حضرت مولیٰ علی اہلِ بیتِ اطہار میں سے ہیں۔ جو آج حضرت علی کا چہرہ نہ دیکھ سکتا ہو وہ اولادِ علی یعنی ساداتِ کرام یا وارثانِ علیِ مرتضیٰ ﴿شیخِ طریقت﴾ کا چہرہ تکتا رہے، با مراد ہو جائے گا اور عبادت کا صحیح حق ادا کر سکے گا۔

ہیں میرے نبی تو میرے نبی، کوئی کیا کریگا برابری

یہ ہمارا دعویٰ ہے آج بھی، کوئی مرتضیٰ کی مثال دو

ان ساری خوبیوں والے مولیٰ علی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عوام و خواص کی رشد و ہدایت کا کام سونپا، جس کو میرے آقا مولیٰ علی نبھاتے ہی رہے ہیں۔ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

بہ طفیلِ دامنِ مرتضیٰ، میں بتاؤں کیا مجھے کیا ملا

جو علی ملے تو نبی ملے ، جو نبی ملے تو خدا ملا

اس طرح نبوتِ مصطفی ﷺ کی ذمہ داری ولایت علی کرم اللہ وجہہ نے اٹھائی جو آج تک اسی عہد پر کاربند ہے اور انشاء اللہ الرحمن تا قیامت رہے گی۔

اب اس نظامِ ہدایت کو غوث، قطب، ابدال، سالک، مجذوب اور قلندروں نے جاری و ساری رکھا۔ یہی لوگ "العلمآء ورائث الانبیاء" کا مصداق ہیں۔ ان بزرگان کو علمأ ربانی کہا جاتا ہے اور زبان قرآنی میں اولیأ اللہ کہا جاتا ہے۔ یہ جملہ لوگ جماعت فقراء سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا"اَلفَقرُ فَخرِی وَالفَقرُ مِنّی" فقیری میرا فخر ہے اور فقیری مجھ سے ہے۔ حدیث شریف۔ اشاعتِ دین و تبلیغِ اسلام کی ذمہ داری بخوبی سرانجام دیتے ہوئے اپنی ساری زندگی اسی مقصد کے حصول کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ دینِ اسلام، جس کی بنیاد فلاح انسانیت پر رکھی گئی ہے۔ اور وصلِ خداوندے قدوس اسی دین کا خاصہ ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ : اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔قرآن مجید۔ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے۔ قرآن و حدیث میں ان بندگانِ خدا کی شان کو سمجھایا گیا ہے۔ قرآن پاک میں آیا ہے، "خبردار۔۔ جان لو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور

نہ ہی کوئی غم "اور فرمایا" اللہ اپنے دوستوں کا مدد گار اور ذمہ دار ہے" حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے یہاں تک کہ نفل عبادتوں میں بھی کوتاہ نہیں رہتے اور اللہ ان کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں، آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں، زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بات کرتے ہیں، کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں، پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتے ہیں۔ "الغرض ان کے سراپاء کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔" اور فرمایا" جس نے اللہ کے دوستوں کی توہین کی اللہ اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہے" اور فرمایا" اللہ کے دوست اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں"

ہزاروں سلام اس جماعتِ عباداللہ الصالحین ،اولیأ اللہ پر،رَحمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیہِم اَجمَعِینَ

حضرت مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے دونوں شہزادوں اور دو خلیفوں کو اس مشن پر مامور فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی کے دو شہزادے حضرت سید نا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور مولیٰ کے دو خلفأ حضرت سیدنا امام خواجہ حسن بصری اور حضرت سیدنا خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام خلیفۃ الرسول ﷺ اور حضرت مولیٰ علی کے خلیفہ ٔ اکبر و اول ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسن کے مناقب و فضائل کو ایک جگہ کرنا بہت مشکل ہے ۔ یہاں سرکار امام العالمین کا اجمالی ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

جب حضرت سیدنا امام حسن کی ولادت ہوئی تو آقا ﷺ وہاں تشریف

لائے اور خود ان کا نام حسن رکھا، پھر ان کے کان میں اذان کہی۔ ان کی ولادت پر حضور ﷺ اتنے خوش ہوئے کہ سب لوگ حضور ﷺ کو دیکھ کر جھوم اٹھے۔ اسی موقعہ پر حضور ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ "میرا یہ بیٹا حسن دو بڑے گروہوں کے بیچ صلح کریگا۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان حضرت امام حسن کے دورِ خلافت میں رونما ہوا، صلح کی خاطر حضرت امام حسن خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ صلح اور امن کی خاطر جو فراغ دلی کا نمونہ حضرت امام حسن نے پیش فرمایا، اس کی مثال سارے عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی۔

خلافت عامہ سے دست بردار ہوئے لیکن خلافتِ حقیقی اور طریقی کے لحاظ سے تو حضور امام حسن شہنشاہ ہیں۔ فیضِ روحانیت اس شہنشاہ سے جو جاری ہوا وہ آج بھی موجدار ہے۔ رحمت عالم ﷺ کے دین میں امام حسن ایسے آفتابِ ہدایت ہیں جو کبھی غروب نہیں ہوتا۔ وللہ الحمد۔

جو ذمہ داری اپنے والد سے حضور امام حسن کو ملی اس کو سرکار امام حسن نے اور زیادہ پروان چڑھایا اور "احسان" و کمال کو شانِ لافانی عطا فرمائی۔

حضرت امام حسن کی شہادت کے بعد انہی کے چھوٹے بھائی شہزادۂ رسول ﷺ پسرِ بتول فخر و بقائے وفا، محسنِ دینِ اسلام، شہنشاہِ عالم و علام حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام اس کارِ متبرک پر گامزن ہوئے، یہاں تک کہ وفائے بیعتِ حق کے اس چمن لالہ زار کو اپنے اور اپنے وفا شعاروں کے خون سے سینچا۔ آج بھی دشتِ کربلا اس کا گواہ ہے۔

اسی طرح ان دونوں اماموں کی اولاد نے اپنے آقا و مولیٰ کے اس مشن کو اور آگے بڑھایا کہ ان کے اسلاف ان پر نازاں ہیں۔ جن میں حضرت امام زین

العابدین، حضرت امام محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ الکاظم، حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہم و علیہم السلام کے اسمائے مبارک شامل ہیں۔

چار پیر، چودہ خانوادوں نے قدم بہ قدم ائمہ کرام علیہم السلام کے ساتھ اس مشن کو دنیا کے تمام خطوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

چار پیر حضرت مولیٰ علی کے چار خلفاء کرام کو کہتے ہیں،

1. حضرت سید السادات سید الامام سید الشباب اہل الجنۃ سیدنا امام حسن علیہ السلام
2. حضرت سید السادات سید الامام سید الشباب اہل الجنۃ شہید الکربلا سیدنا امام حسین علیہ السلام
3. حضرت ابو الاولیاء سیدنا خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز
4. حضرت ابو الجذب سیدنا خواجہ کمیل بن زیاد قدس اللہ سرہ العزیز

چودہ خانوادے جو مولیٰ علی کے تیسرے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری کے خلفاء ہیں۔

1. حضرت خواجہ عبد الواحد ابن زید قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ زیدیہ ہے
2. حضرت فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ عیاضیہ ہے
3. حضرت ابراہیم بن ادہم قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ ادہمیہ ہے
4. حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ ہبیریہ ہے
5. حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ چشتیہ

ہے

6. حضرت حبیب عجمی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ حبیبیہ ہے

7. حضرت خواجہ بایزید طیفور بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ طیفوریہ عشقیہ ہے

8. حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ کرخیہ ہے

9. حضرت خواجہ سری بن مغلس السقطی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ سقطیہ ہے

10. حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ جنیدیہ ہے

11. حضرت خواجہ گاذردنی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ گاذردنیہ ہے

12. حضرت خواجہ ترک طوسی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ طوسیہ ہے

13. حضرت خواجہ شیخ رکن الدین فردوسی قدس اللہ سرہ العزیز ان سے طریقہ فردوسیہ ہے

14. حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز، ان سے طریقہ سہروردیہ ہے

یہ جملہ طریقہ عالیہ سے ہیں، دنیا کا ہر طریقہ و سلسلہ عالیہ ہوتا ہے۔ یعنی ہر سلسلہ کو عالیہ جو کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سلسلے کے سربراہ حضرت مولیٰ علی ہیں، چنانچہ مولیٰ علی سے وابستگی کی باعث ہر سلسلے کو عالیہ کہا جاتا ہے۔

پھر چمکا وہ آفتابِ بغداد۔۔۔۔۔وہ مہتاب جیلاں۔۔۔۔۔وہ تشریف لائے سلطان الاولیأ۔۔۔۔۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ سرکارِ غوثِ صمدانی سلطان الزمانی

محبوب السبحانی معشوقِ ربانی حضور سیدنا الشیخ میراں محی الدین والسید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے ساری دنیا کو نورِ ہدایت کی عزت بخشی اور اسی کام کے لیے سرکارِ غوثِ اعظم نے اپنے خلیفوں کو دنیا بھر میں بھیجا اور خلیفوں نے اس کام کو بہ حسنِ خوبی سرانجام دیا اور آج بھی یہی طریقہ جاری وساری ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء

چوں محمد درمیانِ انبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم

بس اسی غرض سے حضور خواجۂ خواجگان والیِ ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ ہند الولی کے منصبِ شاندار پر فائز ہو کے اس کفرستان میں تشریف لائے اور تنہا خواجہ صاحب قبلہ نے نوّے لاکھ ﴿90لاکھ﴾ لوگوں کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر داخل اسلام فرمایا اور ملک کے دیگر کئی علاقوں میں اپنے خلفاؑ کو پہنچادیا اور دینِ اسلام کی وہ زبردست خدمت انجام دی کہ ہندوپاک کے مسلمان کبھی اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکیں گے۔

درِ خواجہ پیا پہ جو آتے ہیں

وہ من کی مرادیں پاتے ہیں

ذکرِ حضور شطار پاک

خواجہ صاحب کے علاوہ برصغیر ہندوستان میں دیگر کئی بزرگوں نے اس مشن کو اپنا تعاون دیا جس کی وجہ سے آج اس کفرستان میں ایمان کے چراغ چمکتے دمکتے نظر آرہے ہیں۔ خاص الخاص یہ کہ پندرہویں صدی عیسوی کے زمانہ میں سلسلۂ شطاریہ کے موٴجد وبانی، سرکار وسردار عالی مقام، نبیرۂ غوثِ اعظم حضور

سیدنا و مولیٰنا جدِّ امجد حضرت سید شاہ العارف عبد اللہ حسنی قادری المعروف سرکار شطار مست صاحب قبلہ ارواحنا فداہٗ کا نام نامی اوائل میں لیا جاتا رہا ہے۔ حضرت شطار مست قبلہ حضور غوثِ اعظم کے خاص پوتے ﴿پوترے﴾ ہیں۔ طریقِ شطاریہ کی دریافت و تحقیق کرنے والے ایسے بزرگ ہیں کہ ان کا سراپاء ظلِّ سبحانی و جلوۂ محبوبی ہے۔ انہی کے علم و زہد، حلم و تقویٰ ایمان و عمل کی پختگی نے سلسلۂ شطاریہ کو سارے عالموں میں عزت و نصرت عطا کی اور اس طریقے کا ہر طالبِ مولیٰ جملہ سلاسل میں ہر دل عزیز ہوا کرتا ہے۔

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند

سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

سلسلۂ خلافت کے لحاظ سے حضور شطار مست کا رابطہ خانوادۂ عالیہ کے بزرگ حضرت خواجہ بایزید طیفور بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز سے جا ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اثر و رسا کے معاملہ میں سلسلۂ شطاریہ، قادریہ طیفوریہ عالیہ ہے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی پر شوق و مستی کا بڑا غلبہ تھا۔ "عشقِ الٰہی" پر حضرت خواجہ بایزید بسطامی اور ان کے گروہ کو بڑا زور و غلبہ تھا۔ اسی وجہ سے حضرت خواجہ بایزید بسطامی کا سلسلہ ایران میں "عشقیہ" اور روم میں "طیفوریہ" کے ناموں سے مشہور ہوا۔

یہ طریقہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے واسطہ ہو کر حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی اور پھر حضرت خواجہ خدا قلی ماوراء النہری سے حضور شطار مست تک پہنچا۔ اور شطاریہ کہلایا۔

تشریحِ لفظِ "شطاری"

اب ذرا اس لفظ "شطاری" کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو درجہ ذیل جوازات حاصل ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب علم اس میں محنت فرمائیں تو مزید انکشافات کی امید بڑھ جاتی ہے۔

قرآن مجید کی سورۃ البقرا کی آیات کریمہ 144، 149 اور 150 کا مطالعہ کریں تو اس میں "شطر" کا لفظ ملتا ہے۔ آیت کریمہ 144 کے درمیان میں یہ الفاظ آتے ہیں۔"فَوَلِّ وَجهَکَ شَطرَالمَسجِدِ الحَرَام"ترجمہ: اے محبوب بس اپنے رخ کو مسجدِ حرام کی طرف موڑ لیجیئے۔"

اس آیتِ کریمہ میں واقعہ تحویلِ قبلہ بیان ہوا ہے اور لفظ شطر سے مڑنا یا موڑنا اخذ کیا گیا ہے۔ شطر عربی زبان کے اعتبار سے فعل کا مصدر یا مبداء کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے مزید صیغہ جات شاطر، مشطور، شطار، شطّار، وغیرہا حاصل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لفظ نظر سے ناظر، منظور، نظار، نظّار، وغیرہا حاصل ہوتے ہیں۔ لفظ نظر سے بننے والے صیغہ جات کے معنی جس طرح سمجھے جائیں گے اسی طرح سے لفظ شطر کے اور اس سے بننے والے صیغہ جات کے معنی بھی سمجھے جائیں گے۔ غور کرنے پر پتا چلتا ہے کہ لفظ نظر کے صیغہ "نظّار" کے وزن اور طرز پر لفظ شطر کے صیغہ "شطّار" ملحوظ ہے۔ نظّار، ناظر کی جمع ہے، جس کے معنی "دیکھنے والے" کے ہیں۔ اسی طرح لفظ شطّار۔ شاطر کی جمع ہے جس کے معنی "مڑنے والے یا موڑنے والے" کے ہیں۔

اس لحاظ سے لفظ شطاری کا معنی اُس شخص سے مراد ہونگے جو خود حق تعالی کی طرف مکمل طور پر مڑ گیا یا موڑ دیا گیا اور جو بہت سارے اشخاص کو حق تعالی کی

طرف موڑ تا ہو۔یا وہ شخص ہے جو ماسواء سے اپنا رخِ ذات حقیقی ذاتِ واحدہٗ لاشریک کی طرف موڑ لے اور دوسروں کو بھی اسی امر پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرے۔

بیہقی شریف کی حدیثِ نبوی کے مصداق "نَزَلَ عِلْمِ الشَّطَّارِ قَبْلِ الفُرْقَانِ فِیْ صَدْرِیْ فَتَحَقَّقتُ حَقِیقَتُ الاَشیَآء مِنَ الْاَزَلِ اِلَی اَبَدِ" فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ "نازل ہوا میرے دل میں علم شطار، علم فرقان سے پہلے تا کہ ازل سے ابد تک کی تمام چیزوں کی حقیقتوں کی تحقیق کروں"

حضرت شطار پاک کی علمی پہنچ شوق و ذوق کو جب ان کے مرشد قبلہ نے ملاحظہ فرمایا تو بڑے مسرور ہوئے اور چونکہ حضرت شطار پاک نے اپنے جدِ کریم ﷺ کے علمِ شطار کو خود اپنی ذات میں ظاہر کر دیا تو مرشدِ معظم نے انھیں "شطّار" کے خطاب سے ملّقب فرمایا چنانچہ حضرت شطار پاک سے بیعتِ طریق حاصل کرنے والوں کو شطاری کہا جاتا ہے۔

"مختار الصحاح"﴿جو کہ ایک عربی لغات Dictionary ہے﴾ میں ہے کہ لفظ "شطار" کے معنی ہیں نہر کی طرف جانا یا صبح کو طلوع کرنا یا ہر چیز کی قدرت میں حقیقت کی حد کو پہنچنا۔

درجہ بالا معنی کو اگر حدیثِ نبوی ﷺ سے جوڑ کر دیکھا جائے تو علم شطار وہ ہے جو حقیقتوں کے دریائے فیض رواں کو جاری کرے یا ایسے علم کو کھوج نکالے جو حقیقتوں کی صبح ہو اور وہم و گمان کے اندھیرے دور کر دے یا قدرتِ الٰہی نے عالمِ اجسام و عالم غیب میں جتنی چیزیں پیدا فرمائی ان کی حقیقتوں کی دریافت و باریابی کا حق ادا ہو جائے۔

اور اگر ان معنی کو حضرت شطار پاک سے جوڑا جائے تو سب سے پہلے جد کریم ﷺ کے منصبِ وراثت سے جوڑنا ہو گا یعنی انھیں وہ سب حاصل ہوا جو نبی پاک کے لیے اوپر بیان ہوا ﴿سوا نبوت کے﴾، چنانچہ وارث ہونا ثابت ہوا۔ تو تب ہی ان کے مرشد قبلہ نے انھیں اس خطاب سے ملقّب فرمایا۔ دوم یہ کہ حضرت شطار پاک نے اپنے ذوقِ حصولِ علم کو ایسا شوق بخشا کہ منصبِ علم شطاریت پر فائز ہوئے۔

ہم نے اپنے مرشد قبلہ اور والدِ بزرگوار سے سنا ہے کہ شطار ایک بلند پرواز پرندے کو بھی کہتے ہیں جو پرندوں میں سب سے بلند پرواز رکھتا ہے ان معنی میں حضرت شطار مست کے بارے میں کہتے تھے کہ زمانۂ تربیت میں حضرت شطار مست کو جب کوئی شغل ﴿کام﴾ دیا جاتا خواہ عبادت و ریاضت کا ہو یا تقویٰ و چلہ کشی کا تو حضرت شطار مست دوسروں سے کہیں پہلے ان امور کی فضیلت کو پالیا کرتے۔ تقویٰ و ریاضت میں اسی تیزی کی وجہ سے بھی لفظ "شطار" سے نوازا گیا۔

بر صغیر ہندوستان میں حضرت شطار مست کے قدم پڑتے ہی بڑے بڑے علماء و ذی اثر لوگ بھی سلسلۂ شطاریہ میں داخل ہونے لگے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عبد اللہ شطار مست ایک بڑے عالم اور جید مرشد تھے کہ ہر کوئی ان کی شخصیت زبردست سے نہایت متاثر ہو جاتا تھا۔ حضرت عبد اللہ شطار پاک نے اپنے علم و عمل سے اپنے مریدین و خلفاء سے تن کا مجاہدہ اور دل کا مشاہدہ کرایا اور علمِ تصوف میں ایک عظیم انقلاب برپا فرمادیا جس کی تاریخ ہند آج تک شاہد ہے۔

حضرت عبداللہ شطار پاک جو کہ پندرہویں صدی عیسوی میں ملک ایران سے سیاحت فرما کر ہندوستان تشریف لائے اس وقت ہندوستان میں مشائخ، صوفیاء اور علماء کا دور اپنے پورے جوش و شباب پر تھا۔ حضرت شطار پاک ہندوستان آتے ہی تمام سے مخاطب ہو کر دعوتِ رشد کا سلسلہ آغاز فرمادیا۔ حضرت شطار پاک نے کم و بیش ہندوستان کے تمام خطوں کی سیاحت فرمائی۔ شاہی لباس زیبِ تن فرماتے۔ ساتھ میں رہنے والے فوجیوں کے لباس میں دستے کی طرح ساتھ ساتھ چلتے۔ بڑے بڑے نقارے ساتھ میں ہوا کرتے۔ حضرت شطار پاک جہاں کہیں بھی جاتے، نظارہ کرنے والے حضرت قبلہ کی اس زبردست شان و شوکت سے بہت متاثر ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ کچھ لوگوں کو اس طریقہ پر اعتراض بھی ہوتا۔ کسی مناسب مقام پر قیام فرما ہونے کے بعد حضرت شطار پاک زبانِ حق ترجمان سے اعلان فرماتے کہ "ہے کوئی طالبِ مولیٰ کہ اُسے میں مولیٰ سے ملادوں" اور مشائخ عظام سے فرماتے کہ "ہے کوئی طالب مولیٰ کہ میں اسے حقیقت کلمہ طیبہ کے ساتھ کلمہ پڑھادوں یا کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جو مسافر کو کلمہ پڑھادے"

حضرت شطار پاک کے اس ہیبت انگیز اعلان کو سن کر کئی طالبان مولیٰ نے آپ سے دست بیعت حاصل کیا اور مقرب بارگاہ الہیٰ ہوئے، کئی لاکھ لوگ داخل اسلام ہوئے اور واصل خدا کے منصب مقصود نیاز کو پہنچے۔ ہزار ہا مشائخ نے حضرت شطار پاک سے کسب فیض حاصل کیا اور مراد کو پہنچے۔

اسی طرح حضرت قبلہ نے اپنی سیاحت کو جاری رکھا اور وطن عزیز کے کئی اہم مقامات کا دورہ فرمایا۔ مشائخ، صوفیاء اور علماء کے علاوہ کئی بادشاہ حضرت قبلہ

سے رجوع ہوتے رہے اور فیض پاتے رہے۔ اسی دوران سلطان غیاث الدین خلجی جو اُس وقت قلعہ چتوڑ کو فتح کرنے کی کشمکش میں مصروف جنگ تھے۔ حضرت عبداللہ شطار پاک سے دعا کی درخواست کی تاکہ قلعہ فتح ہو جائے۔ حضرت نے دعا و توجہ فرمائی اور اللہ پاک نے سلطان کو فتح بخشی۔

سلطان غیاث الدین خلجی حضرت شطار مست سے غیر معمولی متاثر ہوئے اور حضرت قبلہ سے عقیدت مند ہوتے ہوئے ارادت مندی اختیار کی۔ بڑے ادب، احترام اور خلوص کے ساتھ افواجِ شاہی کے ہمراہ دارالسلطنت مانڈو حضرت قبلہ کو روانہ فرمایا اور جلد ہی خود بھی حاضرِ خدمت ہو گئے۔

قلعہ و محل مانڈو میں قیام فرما ہونے کے بعد حضرت شطار پاک نے سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ اسلام کے کام میں مزید دلچسپی فرمائی۔ نتیجتاً اور زیادہ متقی اور متورع اشخاص سلسلہ شطاریہ سے منسلک ہوئے۔ سلطان خلجی کے اصرار اور درخواست پر حضرت شطار پاک نے ایک رسالہ بنام "لطائف غیبیہ" تحریر فرمایا جو کہ آج تک طالبان مولیٰ کا عظیم رہبر و رہنما ہے۔ حضرت نے اپنے دو جید مریدین کو امانت و خلافت سے سرفراز فرمایا انکی کوششوں اور کاوشوں نے مشرب شطار کی تعلیمات کو ہندوستان کی کئی ریاستوں جیسے بہار، بنگال، گجرات، مدھیہ پردیش، پنجاب، اتر پردیش یہاں تک کہ ہندوستان کے ساحلی علاقوں تک پہنچا دیا۔

یہ دو خلیفے حضرت علاء الدین شاہ قاضن شطاری اور حضرت شیخ عبد الحفیظ شاہ شطاری جونپوری ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہما

اپنے مریدوں، فرمانبرداروں اور عاشقوں کے آپے کو مزین فرماتے ہوئے سن 1472 عیسوی میں حضرت شطار پاک مست پردہ پوش ہو گئے۔ حضرت قبلہ

نے مانڈو کے قلعہ کے داخلے کو اپنی آرام گاہ بنایا جو ضلع دھار ریاست مدھیہ پر دیش میں واقع ہے۔قلعے کے داخلے ہی پر سرکار شطار مست کا مزار مبارک سیدھے طرف چبوترے پر نیم کے درخت کے نیچے کھلے میں موجود ہے۔ جو آج بھی اس عظیم سلسلہ کی سربراہی کر رہا ہے۔اللھم صلی وسلم وبارک علیہ

اک جگہ ہو کہ پردہ ہر جا پہ چھا گیا ہے تو

بچھڑ گیا کہوں تجھے یا کہوں آ گیا ہے تو

ذکرِ حضور علاء الدین قاضن

حضرت شطار پاک کے سلسلہ کے مرید صادق و عاشقِ کامل و عارفِ مکمل حضرت سید شاہ علاء الدین قاضن حسینی قادری شطاری نے ہندوستان بھر میں بطور خاص ریاست بہار میں اس سلسلہ کو مزید پروان چڑھایا۔ ہزاروں مریدین اور کئی خلفاء کو مقام مقصود پر فائض فرماتے ہوئے 11 شوال المکرم 901 ہجری مطابق 23جون 1496 عیسوی بروز جمعرات کو رحلت فرمائی ۔ سرکار قاضن قبلہ کی درگاہ شریف حاجی پور، ویشالی گڑھ ریاست بہار کی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے۔

حضرت قاضن شطاری قبلہ نے اپنے تیسرے فرزند حضرت سید شاہ ابوالفتح میر ہدایت اللہ سرمست قادری شطاری کو خلافتِ نائبیت اور جانشینی سے سرفراز فرمایا۔ حضرت سرمست نے اسی علاقے میں خدمت انجام دیتے ہوئے 1523 ہجری میں دریائے گنگا کے کنارے حاجی پور ضلع ویشالی میں اپنی درگاہ شریف میں پردہ پوش ہوئے جو کہ پٹنہ سے صرف 20 کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

ذکرِ ظہور حاجی حضور

سرکارِ سرمست قبلہ نے اپنے مرید صادق و شطار کامل حضرت سید شاہ سید نا ظہور حاجی حضور حسنی قادری شطاری کو مامور کار فرمایا اور اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت شاہ ظہور حاجی، علم و فضل کے وہ عظیم سمندر ہیں کہ جنہوں نے طالبان حق کی یکسر پیاس بجھائی۔ ان کے خدمت گذاروں اور مریدوں نے سلسلہ شطاریہ کی عظمت میں چار چاند لگادیئے۔ اپنے مریدین و خلفاء کو کامل آراستہ کرنے کے بعد حضرت شاہ ظہور حاجی 22 ذی الحجہ 990ھ مطابق 17 جنوری 1583 عیسوی بروز پیر کو داعی اجل کو لبیک فرمایا۔ حضرت قبلہ کی درگاہ شریف مالکانہ قبرستان، رتن سرائے ریلوے اسٹیشن، ضلع سیوان، ریاست بہار میں واقع ہے۔ تاریخ وصال کی بناء پر آج بھی حضرت قبلہ کا عرس شریف 22 ذی الحجہ کو منایا جاتا ہے۔

ذکرِ حضور غوث گوالیاری

حضرت ظہور سرکار نے عالمی شہرت یافتہ شخصیت حضرت سید نا سید شاہ سلطان حاجی حمید المعروف محمد غوث گوالیاری حسنی قادری شطاری کو خلافتِ جانشینی عطا فرمائی۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری نے سلسلہ شطاریہ کو بر صغیر میں دوبارہ متعارف کرایا۔ مغلیہ سلطنت میں سے شہنشاہ ہمایوں اور ان کے بیٹے شہنشاہ اکبر حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے بڑے معتقد رہے۔

شہنشاہ اکبر کے نورتن کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہونگے ان میں سے جو رتن خاص ہے وحضرت تان سین ہیں۔ ان کا اصلی نام حضرت عبدالرحمن قادری شطاری اور خطاب تان سین تھا ان کی طرح کا سنگیت سمراٹھ کبھی پیدا نہ ہوا اور نہ ہی شاید پیدا ہو گا۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے مرید خاص و خادمِ

کامل ہونے کی نسبت سے تان سین بھی سلسلہ شطاریہ ہی کے چراغ ہیں۔ جن کے نام سے آج ہندوستان کا فنِ موسیقی کے بنیادی اصول زندہ ہے۔ ان کی گلوکاری حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کی کرامت کا مظہر ہے۔

ان کے علاوہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری قبلہ نے سینکڑوں طالبانِ خدا کو واصل الی اللہ فرمادیا۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں " معراج نامہ " ؛ "جواہر خمسہ " اور "اورادِ غوثیہ " بے نظیر کتب میں شمار رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تعویذات کے نقش میں جو اعداد لکھے جاتے ہیں اس کی ایجاد بھی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری نے ہی کی ہے۔ سرکار گوالیاری کو خدائے تعالی نے تصرف خاصہ عطا فرمایا ہے کہ تمام نجوم ﴿ستارے﴾ حضرت قبلہ کے تابع اور غلام ہیں۔ یہاں تک کہ سارے نجوم سرکار گوالیاری کی بارگاہ میں انسانی شکل وصورت کے ساتھ حاضر ہوتے اور اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

سرکار گوالیاری کے تمام خلفاء مریدین جید ترین ہوئے ہیں ساتھ ہی ساتھ کئی بادشاہوں نے سرکار گوالیاری کی صحبتِ مبارک کا شرف حاصل کیا۔ شہنشاہ بابر نے بھی سرکار گوالیاری سے فیضان کرم اس طرح حاصل کیا کہ وہ قلعہ گوالیار کے محاصرہ پر تھا اور بڑی دشواریوں سے دوچار تھا چنانچہ سرکار گوالیاری کے حضور میں حاضر ہوا اور طالب دعا ہوا حضرت نے دعا فرمائی اور والیِ قلعہ تاتار خان سارنگ خانی نے ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ مغلوں کے ہاتھ میں آگیا۔ اسی طرح شہنشاہ ہمایوں نے بھی سرکار گوالیاری کی خدمت سے فیضِ کرم کا شرف حاصل کیا۔ اس دوران حضرت سرکار گوالیاری کسی وجہ سے شہر احمد آباد گجرات

تشریف لے گئے وہاں بھی حضرت نے کئی جید مریدین و خلفاء کو تیار فرمایا۔ جن میں وقت کے سب سے بڑے عالم دین حضرت سید شاہ وجہہ الدین گجراتی علوی حسنی حسینی قادری شطاری صاحب کا نام سر فہرست ہے۔ قیامِ گجرات کے دوران سرکار گوالیاری پر کفر کے فتاویٰ لگائے گئے۔ جو کہ حضرت کی تصانیف جواہر خمسہ اور اورادِ غوثیہ کے متعلق تھے۔ گجرات کے بادشاہ کو جب پتہ چلا تو اُس نے یہ جان کر کہ سرکار گوالیاری حضرت وجہہ الدین گجراتی کے مرشد ہیں تمام کاروائیوں کو روک دیا۔ ان فتاویٰ کا جواب شاہ وجہہ الدین گجراتی نے دیا۔ جس کے نتیجہ میں تمام فتاویٰ کو رد کرتے ہوئے سرکار گوالیاری کی تعظیم و تکریم کی گئی۔ 12 سال گجرات میں قیام کرنے کے بعد سرکار گوالیاری ، گوالیار شریف واپس تشریف لائے ۔ یہ زمانہ شہنشاہ اکبر کا تھا اُس نے حضرت کا زبردست استقبال کیا۔

حالانکہ سرکار گوالیاری کی عمر شریف 80 برس سے زیادہ ہو چکی تھی لیکن چہرے مبارک پر غضب کی رنگت اور مزاجِ مبارک میں حیرت انگیز بحالی ہوا کرتی تھی۔

سلسلہ شطاریہ کی زبردست رہبری و خدمت کرنے کے بعد سرکار غوث گوالیاری نے 14 رمضان المبارک کو وصال فرمایا۔ خانقاہ شریف ہی کے پاس مزار مبارک بنایا گیا۔ حضرت تان سین کے مطالبہ پر شہنشاہ اکبر نے سرکار گوالیاری کے مزار شریف پر بڑی ہی خوبصورت گنبد تعمیر کروائی جو کہ تاریخی حیثیت کی حامل بھی ہے۔ بعد میں حضرت تان سین کی وصیت کے مطابق انھیں بھی مرشدِ باکمال و بے مثال کی پائین مبارک کے چبوترے پر رکھا گیا۔ جو مستقر

گوالیار میں موجود ہے۔

ذکرِ حضور وجیہہ الدین گجراتی

یوں تو حضرت قبلہ کے سبھی خلفاء و مریدین جید ترین ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت سید شاہ وجہہ الدین گجراتی قادری شطاری صاحب، حضرت خواجہ حمید الدین المعروف قادر ولی ناگوری شطاری القادری جن کی درگاہ شریف ناگور ریاست ٹاملناڈو میں واقع ہے۔ طبقۂ اولیا میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

حضرت شاہ وجہہ الدین گجراتی قادری شطاری صاحب کے چھوٹے بھائی حضرت سیدنا سید شاہ بُرہان الدین اولیاء قادری شطاری صاحب قبلہ بھی سرکارِ گوالیاری کے جید خلیفہ ہیں۔ ان کی درگاہ شریف شہر بُرہان پور، ریاست مدھیہ پردیش میں واقع ہے جو کہ ٹیکری والے بابا کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری قبلہ کے جید ترین خلیفہ استاذ الاساتذہ شیخ المشائخ فخر العلام حضرت سیدنا سید شاہ حافظ وجہہ الدین گجراتی المعروف حیدر علی ثانی حسینی علوی قادری شطاری صاحب قبلہ ہیں۔

(اے عزیز! ہم نے حضرت سید شاہ وجہہ الدین صاحب قبلہ کا یہاں نہایت اجمالی تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ورنہ اس جمالِ جہاں آراء کا مختصر ذکر بھی ایسا طویل ہو گا کہ عمریں ختم ہو جائیں اور ایک ریشِ مبارک کے تعارف کا بھی حق ادا نہ ہو سکے گا۔ اس مختصر کتاب میں ہم جو کچھ عرض کر چکے وہ تو بس حصولِ برکت کی غرض ہے۔)

حضرت وجہہ الدین گجراتی وقت کے سب سے بڑے عالم دین اور دانشورِ اعظم تسلیم کئے جاتے ہیں۔ حضرت وجہہ الدین گجراتی اپنے زمانے میں

مدرسہ عالیہ علویہ چلایا کرتے تھے جہاں سے ہر سال 1200 طلباء فارغ ہوتے تھے۔ خود حضرت وجہہ الدین گجراتی کا ارشاد ہے کہ انہوں نے 2000 سے زائد طالبانِ حق کو منازلِ سلوک طئے کراتے ہوئے فنافی اللہ سے بقاباللہ کے مقام پر مامور فرمایا ہے۔

آج بھی دینی مدارس میں قوائدِ عربی کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اُن کے حواشی ﴿حاشیے﴾ حضرت وجہہ الدین گجراتی ہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ حضرت قبلہ نے قرآن حکیم کی صوفیانہ تفسیر و ترجمہ بھی کیا ہے۔ جو قیامت تک کہ محبان صوفیا و طالبانِ مولیٰ کے لئے نایاب سرمایہ اور مشعلِ راہِ نور ہے۔ علاوہ اس کے حضرت وجہہ الدین گجراتی قبلہ 1970 کتابوں کے مصنف ہیں۔

حضرت وجہہ الدین گجراتی قبلہ کا وصالِ حق 28 محرم الحرام 998ھ مطابق 7 ڈسمبر 1589ء بروز پیر کو ہوا۔ درگاہ شریف مستقر احمد آباد ریاست گجرات میں واقع ہے۔ درگاہ شریف میں مسجد کے وضو خانہ کے بازو زم زم کی اوکھلی موجود ہے جس میں سے آج بھی زم زم دستیاب ہوتا ہے۔ چند سال پہلے کا ذکر ہے کہ شہر احمد آباد کو قحط کا سامنا ہوا۔ پینے تک کہ پانی کا دکال ہو گیا۔ ظاہر ہے اس طرح کے مسائل عوام کو ہراساں کر ڈالتے ہیں۔ خاص طور پر بچوں کا تو برا حال ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شہر کے وہ لوگ جو اس اوکھلی شریف کی کرامت سے واقف تھے درگاہ شریف کی اسی اوکھلی سے پانی حاصل کرنے لگے اور خیر سیر اب ہو گئے۔ رفتہ رفتہ یہ بات شہر بھر میں مشہور ہو گئی۔ اب کیا تھا ساری عوام حاضر ہو گئی۔ پانی حاصل کرنے لگی۔ انتہاء یہ کہ اوکھلی شریف میں پانی کے موٹے موٹے پائپ ڈال کر پانی کے ٹینکر بھرے گئے۔ سارا شہر اس نعمت سے فیضیاب

ہوتا رہا، یہاں تک کہ قحط دور ہو گیا۔ لیکن اتنا زیادہ پانی نکالنے کے باوجود اوکھلی شریف کے پانی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

ہر تشنہ کام تیرے در سے مراد پائے

تو ساقیِ زمانہ، جو چاہے آزمائے

یہ بھی ایک معجز کرامت ہے کہ حضرت وجہہ الدین گجراتی قبلہ کے مزارِ پاک کی پائین میں موجود پتھر کی سیڑھیوں پر زائرین شکر پھیلاتے ہیں اور کچھ دیر بعد یہ شکر دوبارہ حاصل کرتے ہیں۔ گونگے لوگوں اور بچوں کو یہ شکر چٹانے سے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے وہ بولنے لگتے ہیں۔ ہمارا تجربہ یہ بھی ہے کہ اگر مجنوں یا دیوانے کو یہ شکر چٹائی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نافرمان کو چٹائیں تو وہ اللہ کے فضل سے فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج کے اس پُر فتن دور میں ہمیں ایسی عظیم نعمتوں سے سرفراز کر رکھا ہے۔ وللہ الحمد۔

اہلِ گجرات اور خاص طور اہلِ احمد آباد شریف حضرت شاہ وجہہ الدین صاحب سے بے انتہاء الفت و انسیت، ادب و احترام رکھتے ہیں۔ یہ لوگ نازاں ہو ہو کر کہتے ہیں کہ حضرت شاہ وجہہ الدین صاحب جیسے بلند پایہ بزرگ ہمارے علاقے میں آرام فرما ہیں، حضرت شاہ وجہہ الدین صاحب کے روضہ رشکِ جنت پر حاضری سے نہ صرف ایمان تازہ ہو جاتا ہے بلکہ دین و دنیا کی سرفرازی نصیب ہوتی ہے۔ بالخصوص گجرات میں موجود ہمہ سلاسل کے مشائخِ عظام اپنے اپنے ارادت مندان کو ہدایت دیا کرتے ہیں کہ جب کبھی احمد آباد جانے کا اتفاق ہو تو حضرت شاہ وجہہ الدین صاحب کی بارگاہ کی حاضری کے شرف سے ضرور بہ

ضرور مشرّف ہوں۔اس کے علاوہ عوام بلا لحاظ مذہب و ملت بارگاہ حضرت شاہ وجہہ الدین صاحب میں حاضر ہو کر مستفید ہوتے ہیں۔

ذکرِ حضور ہاشم پیر دستگیر

حضرت وجہہ الدین گجراتی قبلہ کے پہلے جانشین و سجادہ نشین حضرت قطب سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری صاحب قبلہ ہوئے ہیں جو کہ حضرت وجہہ الدین گجراتی قبلہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔اپنے باباجان اور پیر و مرشد کی ذمہ داری کو اس خوبی سے نبھایا کہ فرمانبرداریاں نازاں ہو کر فدا ہو جایا کرتی ہیں۔ان کے دستِ حق پرست پر سینکڑوں طالبانِ مولیٰ واصل الی اللہ ہوئے اور کئی جید خلفاء حضرتِ قطب نے سلسلہ شطاریہ کو عطا کئے ہیں۔ ان حضرات میں سب سے پہلے تذکرے کے جو حقدار ہیں، وہ ہیں قطبِ دکن قطب الاقطاب سیدنا سید شاہ ہاشم پیر دستگیر حسینی علوی قادری شطاری صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ۔﴿اگر ہم حضرت ہاشم پیر دستگیر کے مختصر القاب لکھنے کی کوشش کریں تو اس کے لئے الگ سے ایک کتاب درکار ہو گی﴾

حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ ریاست مدھیہ پردیش کے شہر برہان پور میں 984ھ میں پیدا ہوئے، حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے والدِ بزرگوار حضرت ابوالاولیاء سیدنا سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری، حضرت سیدنا وجہہ الدین گجراتی کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔

حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ پیدائشی ولی ہیں۔ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ، نے حضرت سیدنا وجہہ الدین گجراتی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اپنے حضرت قطب عبد اللہ حسینی صاحب قبلہ سے خلافت پائی۔

حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ 1612ء میں بیجاپور شریف تشریف لائے۔ اس زمانہ کے عادل شاہی حکمران حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے بڑے معتقد تھے۔ سلطان محمد عادل شاہ نے حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ سے بیعت حاصل کی۔ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ نے باشاہوں سے فقیروں تک سب کی رہبری ورہنمائی فرمائی۔

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے

نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

شاہ وگدا پہ سب پہ کرم تیرا عام ہے

طیبہ کی قسم! یہ تیرا مدنی نظام ہے

یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ جس نے حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ سے بیعت کی وہ واصل الی اللہ ہوا۔ اور تو اور شہنشاہ جنّات اور کئی اجنّاء نے بھی حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ سے بیعت حاصل کی۔

آج بھی خانقاہ ہاشم پیر سے وہی بیعت جاری وساری ہے۔

حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کی عطاوعنایت، فضل وکرم کا یہ عالم ہے کہ سرکار نے اپنے عمرِ شریف کے 10 سال اپنے مرید سلطان محمد عادل کو عطا فرما دیئے۔

یوں تو قطبِ دکن حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کا ہر واقعہ وکرامت قابلِ ذکر ہیں اور مناقب کا تو کیا کہنا کہ تمام عمر بھی اگر اس کام میں لگائی جائے ، صبح وشام، ہر آن مسلسل حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے مناقب بیان کئے جاتے رہیں تب بھی حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے تعارف کا بھی حق

ادا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس مختصر میں بحکم سجادہ نشین وقت حضرت سیدنا سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی المعروف مرشد پیراں ہاشمی قادری شطاری روحی فداہ، ہم گودڑی شریف کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ حجِ بیت اللہ کے لیے عربستان تشریف لے گئے۔ یہ خانوادہ و چشم و چراغِ آلِ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ پہنچے تو مزارِ پاکِ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے۔

جان تھی کہ روضہ جدِّ پاک پر قربان۔ دل تھا کہ عشقِ مصطفوی سے لبریز۔ روح تھی کہ اوصافِ عالیہ اور ذاتِ مطلق میں فنا۔ ﴿معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ فرشتوں اور موٴخر ارواحِ قدسیہ کو آدابِ رسالت مآب ﷺ سکھا رہے ہیں﴾

ادب و اخلاص، ذوق و شوق، عشق و محبت، تعظیم و تکریم، ایمان و عمل اور عطرت پر وارفتگی اور شفقت کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حضورِ پر نور مدینہ کے تاجدار ﷺ نے حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کو خواب میں بشارت و زیارتِ رُخِ پر نور عنایت فرمائی۔

جب روضہ پر ارواحِ مقدّس آتے ہیں
مزار سے پھر انکے لیے سرکار بھی آجاتے ہیں

واقعہ گودڑی

اب کیا تھا حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ نے حضورِ اکرم ﷺ کی قدم بوسی کا شرفِ بے بدل بھی حاصل کر لیا۔ کیا پتا نانا جان اور محبوب نواسہ کے درمیان اور کیا کیا باتیں ہوئی، اور کیا کیا معاملے ہوئے۔ آقائے نام دار مدینہ کے

تاج دار ﷺ نے حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کو خواب ہی میں چند تحائف ﴿تحفے﴾ بھی عطا کئے۔ خاص یہ کہ اپنی گودڑی ﴿چادر﴾ شریف حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے شانوں پر رکھ کر اڑھا دی ﴿معلوم ہوتا ہے کہ آقائے عالم پناہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے، خانوادے اور فرزندِ دل بند کے کاندھوں پر امت کی ذمہ داری سونپ رہے ہوں۔﴾ جب وقتِ تہجد ہوا حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سارے تحفے ہاتھ میں ہیں اور "گودڑی شریف" اُڑھے ہوئے ہیں۔ وللہ الحمد اً کثیر اً کثیر اً

سبحان اللہ والحمد للہ ____ اسے کہتے ہیں سچوں کا خواب ____ یہ ہوتا ہے خواب کا سچا پن ____ اور اس کو کہتے ہیں سعادتِ اعظمیٰ ____ کہ حضور ﷺ نے خواب میں جو کچھ عطیات عطا کئے ____ وہ سارے عطیات، حقیقتاً وصول ہوئے ____ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم ایسے شاندار، سچے، پکے اور صادق محبوبِ رسول ﷺ اور مقبولِ رسول ﷺ کے زیرِ سایہ ہیں۔

تو جس کو مل گیا ہے، خدا اس کو مل گیا

کیونکہ رسولِ پاک کا تو جانشین ہے

ﷺ

تخمیناً 400 سال سے یہ گودڑی شریف بارگاہ عالیہ خانقاہ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ میں موجود ہے۔ ہر سال، عرسِ ہاشمی کے موقعہ پر 7 رمضان المبارک کو یہ گودڑی شریف سجادہ نشین روایتاً اُوڑھتے ہیں۔ سبھی حاضرین اس کی زیارت کا شرف حاصل کر لیتے ہیں۔ مجھ احقر کو بھی یہ شرفِ ناز حاصل ہوا کرتا

ہے۔جب حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ اس کو اُوڑھتے ہیں تو اس کی دل فریبی،شان و شوکت کا کوئی اندازہ نہیں لگ سکتا،زبان و قلم اس کے بیان سے عاجز ہیں۔کچھ اگر کوشش کروں تو صرف اتنا کہونگا کہ مدنیہ منوّرہ میں حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ نے جو منظر خواب میں ملاحظہ فرمایا تھا آج بھی اس کے جلوے اپنے انوار و تجلیات سے ہر خاص و عام کو فیضانِ ہاشمی سے سیر اب کررہا ہے۔

حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ نے 7رمضان 1056ھ مطابق 15 اکٹوبر 1646ء بروز دوشنبہ (پیر)کو وصالِ حق فرمایا۔ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کی درگاہ شریف،ریاست کرناٹک کے قدیم اور تاریخی شہر بیجاپور میں واقعہ ہے۔بیجاپور کی مشہور اور تاریخی بولتی گنبد حضرت قبلہ کی درگاہ شریف کے بالکل پڑوس میں واقع ہے۔

ذاکرِ گنبدِ ھاشمی

حضرتِ ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کی مزارِ پُر انوار پر بڑی خوبصورت گنبد تعمیر کی گئی۔اس گنبد کی تعمیر میں جناتوں نے بھی حصہ لیا۔گنبد شریف میں کافی بڑے بڑے تراشے ہوئے پتھر لگائے گئے ہیں، ظاہر ہے جو کافی وزنی بھی ہیں، لیکن تعمیر کے وقت یہ وزنی وزنی پتھر بڑے ہی آرام اور آسانی سے اٹھائے گئے، پھر گنبد شریف میں اور دیواروں میں لگائے گئے،یہ آسانی اس لیے کہ جب مزدور ان پتھروں کو اٹھاتے تو وہ پتھر بہت ہلکے پھلکے ہوجایا کرتے تھے چونکہ جنات ان پتھروں کو اٹھانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔اس طرح یہ گنبد شریف بڑے ہی آسانی سے اور نہایت ہی خوب صورتی سے تعمیر ہوئی ہے۔یہ

گنبد شریف نقش و نگار، طرز و وضع کے لحاظ سے بے انتہاء خوب صورت اور عالی شان ہے۔ صبح و شام اس گنبدِ مبارک کا نظارہ نرالے ڈھنگ کا ہوتا ہے۔ صبح کے وقت جب گنبد کا نظارہ کریں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہی گنبد سورج کو روشنی عطا کر رہی ہو۔ شام ہو جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چاند زمین پر اُتر آیا ہو، چاند بھی ایسا کہ جس میں نقص ہے نہ داغ ہے۔ ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ یہ گنبد ولیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو عاشقوں کے دلوں کی راحت ہے۔

یہ چند کلمات اس گنبدِ مبارک کی عظمت میں ہوئے ہیں۔ لیکن یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص اس گنبد مبارک کی جملہ تعریف بیان نہیں کر سکتا کیونکہ زبان و قلم دونوں میں اس کی تعریف کا حق ادا کرنے کی حیثیت نہیں ہے۔ اس کی تعریف تو کوئی ولیِ کامل ہی ٹھیک ڈھنگ سے کر سکتے ہیں۔ ہم کہاں، ہم تو غلام ابنِ غلام ہیں، بس جو کچھ پیر و مرشد قبلہ سے سنا تھا، وہ عرض کیا۔ کسی بھی آن اس حسین و جمیل گنبد کو دیکھتے ہی زبانِ نیاز سے یہ الفاظ برجستہ نکل جایا کرتے ہیں۔

دستگیری نشاں تو سلامت رہے، تو سلامت رہے

تا قیامت رہے، تا قیامت رہے، تا قیامت رہے

اس عظیم الشان بارگاہ کی یہ خاصیت ہے کہ اس بارگاہ سے آج تک کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ الحمدللہ۔ ہمارا ایقان ہے کہ آئیندہ بھی کبھی کوئی اس بارگاہ سے خالی نہیں لوٹے گا۔ اِنْشَآءِاللہُ الرَّحْمٰن

☆☆☆☆☆

سجادہ نشینان حضرت ھاشم پیر

حضرت سرکار سیدنا ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے بعد ان کے سجادہ پر انھیں کے نبیرہ (پوترے) حضرت سیدنا سید شاہ برہان الدین حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ بیٹھے۔ آنحضرت نے اپنے پیر و مرشد ہی کی طرح اس عظیم سلسلے کو اُسی خوبی سے چلایا۔ پھر حضرت سیدنا سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، پھر حضرت سیدنا سید شاہ وجیہہ الدین ثانی حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، پھر حضرت سیدنا سید شاہ محمد غوث ثانی حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، پھر حضرت سیدنا سید شاہ عبد اللہ ثانی حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، پھر حضرت سیدنا سید شاہ وجیہہ الدین ثالث حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، پھر حضرت سیدنا سید شاہ برہان الدین ثانی حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، پھر حضرت سیدنا سید شاہ وجہہ الدین رابع حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ نے اس سلسلے کو مشرق سے مغرب تک پہنچا دیا۔ یہاں تک حضرت سیدنا ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کی مبارک گدی پر بیٹھنے والے یہ سارے بزرگان سالکینِ کاملین ہوئے۔

ذکرِ حضور سید شاہ عبد اللہ حسینی

اب زمانہ ذرا کروٹ لے رہا تھا، معاشرے اور قوم کے لوگ کرامت اور ولایتِ مبینہ کے طلبگار ہوتے چلے جارہے تھے۔ جب عوام کا رجحان و دھیان تبدیل ہوتا ہے تو اولیاء اللہ بھی اپنا کرم اسی بدلے انداز میں دکھاتے ہیں۔ تاکہ عوام کو قبول کرنے میں دقّت نہ پیش آئے۔

اہل اللہ، یعنی نبیوں اور ولیوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ جس قوم میں مامور کیئے

جاتے ہیں اسی قوم کے مزاج کے مطابق رہ کر اُن کو ہدایت کے نور سے منور کیا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہر دو نبیوں یا ہر دو ولیوں کے مزاج میں کچھ نہ کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ کوئی نبی عبرانی زبان بولتے ہیں تو کوئی عربی، کوئی فجر کی نماز پڑھا کرتے ہیں تو کوئی عصر کی، اور کوئی پانچ وقت کی نماز ادا کیا کرتے ہیں۔ کوئی نبی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے تو کوئی دوسری طرف۔ عوام کا مزاج، زبان، رجحان جیسا تھا نبیوں نے بھی ایسا ہی رنگ وڈھنگ اپنایا اور انھیں میں رہ کر ان کہ رہبری کی۔

حضرتِ ختمِ نبوّت سرکارِ دو جہاں ﷺ جب آئے تو عربوں میں تشریف لائے، چنانچہ زبانِ مبارک بھی عربی ہی ہے۔ ورنہ دنیا بھر کی وہ کونسی زبان ہے جو اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو نہیں سکھائی؟

پھر اسی طرح ولیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کوئی ولی کسی ملک کو پہنچے، تو کوئی کسی دوسرے ملک کو، کوئی کسی قوم کے پاس گئے، تو کوئی کسی دوسری قوم کے پاس ۔ اسی طرح کوئی ولی قوالی سنتے ہیں تو کوئی سنتے ہی نہیں۔ جس کسی قوم کی طرف بھیجے گئے اسی قوم کی زبان، رہن سہن، وغیرہ کو اپناتے چلے گئے۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود یہ سبھی کامل اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے وہ یہ کہ معرفتِ الٰہیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں اور خدا ورسول ﷺ کے عشق و محبت کو عوام کے دلوں میں اُتارتے ہوئے عوام کو ذلالت و گمراہی سے بچاتے ہیں اور شریعت مطہرہ کا پابند بناتے ہیں۔

چنانچہ سالکیت اور قلندریت کو اولیاء اللہ عوام کے مزاج اور رجحان کی وجہ سے اپناتے ہیں تاکہ لوگ ان کی دی ہوئی ہدایت پر آسانی سے عمل کر سکیں۔

جب تک عوام سالک پیر کو چاہتی تھی پیر سالک ہوتے گئے اور جب عوام قلندر پیر کا رجحان رکھنے لگی تو سالک پیر نے اپنی قلندری ظاہر فرمادی۔ ورنہ پیرِ کامل تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ہر طرح کا رنگ پایا جاتا ہے، جس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اگر کوئی سالک پیر، قلندر پیر یا مجذوب سے ملتے ہیں تو ایسا ملتے ہیں جیسے آپس میں بہت پرانی ملاقات و محبتِ دیرینہ ہو خواہ وہ پہلی ہی ملاقات کیوں نہ ہو۔ مختلفیت کے باوجود یہ پیار صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کیوں کہ یہ ایک دوسرے کے حال سے باخبر ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کو حق مانتے ہیں۔ دوسرے کو حق ماننے کے لیے اس دوسرے کو جاننا ضروری ہوتا ہے، جاننے کا حق اس وقت ادا ہو سکتا ہے جب وہ کیفیت خود کے مشاہدے میں بھی ہو۔ معلوم ہوا کہ دوسرے سے محبت کرنے کے لیے، اِس پہلے کو بھی اسی حال و کیفیت والا ہونا ضروری ہے۔ اور پھر اسی وجہ سے کبھی سالک پیر کے مرید قلندر ملتے ہیں، کبھی قلندر پیر کے مرید سالک ملتے ہیں، کبھی مجذوب بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ ایک لطیف نکتہ اس میں یہ ہے کہ اگر مرید قلندر ہے لیکن پیر سالک تو ظاہر ہے کہ یہ کیف انھیں ان کے پیر ہی سے ملا ہو گا، یعنی پیر میں قلندری تھی جو انھوں نے اپنے مرید کو عطا کی، جس بناء پر مرید قلندر ہوئے۔ اگر مرید سالک ہو اور پیر قلندر تو بھی یہی ثابت ہوا کہ کہ قلندر پیر میں سالکیت کا کیف تھا جو مرید نے حاصل کیا اور سالک ہو گیا۔ ہاں جس طرح کی عوام کے وہ پیشوا ہوتے ہیں انھیں اسی کا رنگ و ڈھنگ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ مرتبے، عزت، عظمت میں یہ سب لوگ ولیِ کامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادتِ شریفہ رہی ہے کہ اقوامِ عالم کی تربیت و ہدایت کے لیے انہی میں سے اپنے چنندہ بندوں کو منصبِ ولایت پر فائض کرتا ہے اور یہ حضرات

وقت اور حالات کے پیشِ نظر مؤمن کی فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے بر بنائے حکمِ الہیٰ قوموں کی تہذیب و تمدن پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انھیں راہِ ہدایت اور اسلام کی روشنی سے منور و تاباں کرتے رہتے ہیں۔

ہم عرض کر رہے تھے کہ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے مسلسل نو سجادہ نشینان سالک رہے اور جب زمانہ بدلا تو پیرِ سالک نے زمانے کو ایک بے مثال قلندر عطا کیا جو حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے سجادہ نشین دہم ہیں۔ یہ نہ صرف خود قلندر ہیں بلکہ قلندروں کے پیشوا ہیں۔ یہ ایسے فنافی الشیخ بزرگ ہیں کہ انھوں نے سیکڑوں طالبوں کو مقام وراء الوراء کو آن کی آن میں پہنچاتے ہوئے انھیں قلندرِ کامل کے منصبِ ذی شان پر مامور فرما دیا۔ پیشوا بھی ایسے ہیں کہ انھوں نے ایسے ایسے قلندر بنائے جو ساری دینا کے پیشواؤں میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں اور آج تک ان کی گدی پر بیٹھنے والے بھی قلندرِ کامل ہوئے ہیں وہ بھی ایسے کہ جنھوں نے سیکڑوں قلندروں کو بنایا اور راہِ حق میں قلندری کی ایک ایسی مثال قائم کر دی کہ جس کی نظیر سارے عالم میں ملنا مشکل ہے۔

ان سجادہ نشینِ دہم کا اسمِ مبارک ہے: ابو القلندران، مست بادہ و جبار، مظہرِ کردگار، سایۂ احمدِ مختار، جانشین حیدر کرار، نبیرۂ حسینِ وفادار، فرزندِ غوثِ اعظم سرکار، فخر قادریت، سربراہِ شطاریت، پیر طریقت، شیخ المشائخ حضرت سیدنا سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ ارواحنا فداہٗ

(یہی سرکار ہمارے دادا پیر حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پیر و مرشد ہیں، ہم سب انھیں جدِّ اعلیٰ کہتے ہیں، یعنی بڑے دادا صاحب، اگلے صفحات پر ہم اپنے جدِّ اعلیٰ کے بارے میں مزید عرض کرنے کی سعادت حاصل کرینگے)

اے عزیز! یہ بات آپ کو ذہن نشین ہو گی کہ ہم عرض کر رہے تھے اللہ حبیب جلّ مجدہٗ نے ہر علاقے ہر قوم اور ہر زمانے کو نورِ ہدایت سے نوازنے کے لئے وہاں پہلے نبیوں اور پھر ولیوں کو بھیجا۔۔۔۔پس اس غرض سے کچھ ایسے بزرگ آئے جو لوگوں کو جہالت کی تاریکی سے چُھڑا کر نورِ ہدایت عطا کرتے ہوئے مشرف بہ اسلام کیا۔۔۔اور کبھی ایسے بزرگ نمودار ہوئے جنھوں نے لوگوں کو مشرف بہ ہدایت تو کیا ہی۔۔۔ساتھ ہی ساتھ۔۔۔۔ایسے بزرگوں کی جماعت بھی تیار کی جو اس کام کو چلاتے رہیں اور لوگوں کو نورِ ہدایت عطا فرتے رہیں(بس اسی کو سلسلہ کہتے ہیں)۔۔۔13ویں صدی ہجری مطابق 19 ویں صدی عیسوی میں ایسے ہی ایک بزرگ سلطانِ قلندراں رہبر پیراں پیشوائے مریداں و مرشداں قبلۂ عالم راحتِ قلب و جاں، جانِ عمل و ایمان، مخزنِ علم و عرفاں، پیرِ طریقت، فخر شریعت، شمس العارفین، سراج السالکین، منیر الکاملین، قصد الواصلین، حضور سیدنا صوفی حُسین علی شاہ عرف حُسنو میاں ناگپوری قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحب قبلہ روحی فداہٗ متوطن شہر ناگپور حال مقیم درگاہ شریف صوفی نگر، نرمل، ضلع عادل آباد تشریف لائے۔

وہ جو آئے تو ہر سو اُجالا ہوا

جو یہاں آیا وہ تاج والا ہوا

☆☆☆

آمدِ صوفی، کہ آمد پیرِ کامل باصفاء

آمدِ اُو مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

☆☆☆

گنجِ بخشِ فیضِ عالم، مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را رہنما

قبلہ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ 1273ھ مطابق 1856ء میں شہر ناگپور کے محلہ کامٹھی میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالم کے والد بزرگوار کا اسم مبارک ابو الصالحین حضرت غلام رسول صاحب قبلہ علیہ الرحمتہ اللہ والرضوانہ و قلبی فداء علی قدمہ ہے۔ آنحضرت تجارت پیشہ تھے۔ آنحضرت اپنی خوش اخلاقی، شرافت، صلح رحمی، دیانت و امانت داری کی وجہ سے بستی کے لوگوں میں بڑے عزت دار مانے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، صبر و حلم، علم و عمل میں بڑا زبردست کمال رکھتے تھے۔ جس شخصیت کی پشت سے حضرت قبلۂ عالم صوفی حُسین علی شاہ صاحب قبلہ جیسے جید قلندر پیدا ہوں اُس کی عظمت، شوکت، شان وہ بلندی کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ نا زبان میں قوتِ بیان ہے اور نہ قلم میں طاقتِ رقم اور نہ عقل میں اتنی ادراک کہ اس برگزیدہ ہستی کو کے بارے میں بیان کر سکے۔

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا کیا ہیں

ہاں لاکھوں سلام کروڑوں شکرانے حضرت قبلۂ عالم کے والدین کریمین پر اور ہر ہر اُس شخص پر جس نے حضرت قبلۂ عالم کی پرورش میں حصہ لیا۔

آنحضرت ابو الصالحین حضور غلام رسول صاحب قبلہ کے دو بھائی اور ایک بہن ہیں۔

1. حضرت الشاہ شیخ امجد میاں صاحب علیہ الرحمتہ ﴿حضرت قبلۂ عالم کے بڑے چچا جان﴾

2. حضرت الشاہ شیخ فرید میاں صاحب علیہ الرحمتہ ﴿حضرت قبلۂ عالم کے چھوٹے چچا جان﴾

3. حضرۃ فاطمہ بی صاحبہ علیہا الرحمتہ ﴿حضرت قبلۂ عالم کی پھوپھی جان جو بچپن ہی میں اللہ میاں کو پیاری ہو گئیں﴾

آنحضرت ابو الصالحین حضور غلام رسول صاحب قبلہ کو بیٹیاں نہیں ہیں صرف دو صاحبزادے ہیں۔

1. قبلۂ عالم حضرت صوفی حُسین علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ، قلندرِ کامل

2. حضرت شیخ عبد الکریم صاحب قبلہ علیہ الرحمتہ، حکیمِ یونانی

قبلہ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ جب پیدا ہوئے تو اتنے حسین و جمیل تھے کہ والدین شریفین نے ان کا نام "حُسین" رکھا۔

آہا! کیسا پیارا لفظ ہے "حُسین"۔ اگر پیش و زبر لگا کر پڑھا جائے تو "حُسین" بھی ہے اور "حَسین" بھی ہے۔

اس سے خاص یہ کہ یہ نامِ پاک پنجتن کے سب سے چھوٹے اور لاڈلے ممبر حضرت سیدنا امام حُسین علیہ السلام کا ہے۔ اس نام کو اللہ حبیب کے حکم سے خود سرکار دو عالم ﷺ نے رکھا ہے۔ ان کی پاکی قرآن حکیم نے بھی اعلانیہ بیان کی ہے۔ اس مبارک نام کے متعلق ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ اس نامِ پاک کو اللہ حبیب نے نور کے پردوں میں چھپا رکھا تھا۔ سب سے پہلے یہ نام امامین کریمین کے لئے خاص کر جنت سے اُتارے گئے۔ امام عالی مقام سیدنا امام حُسین کے بارے میں حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا کہ "حسن اور حُسین میرے بیٹے ہیں اور میں ان کا ابو ہوں۔" اور فرمایا کہ "حُسین مجھ سے ہے اور میں حُسین سے ہوں۔" اور

فرمایا کہ "جس کسی نے حُسین سے محبت کی بس اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی بس اللہ اُس سے محبت کرتا ہے۔ اور جو کوئی حُسین سے بغض کرتا ہے بس وہ مجھ سے بُغض کرتا ہے اور جو مجھ سے بُغض کرتا، بس اللہ اُس سے بغض رکھتا ہے۔" اور اس میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا "جس کسی نے حسین سے بغض رکھا بس وہ نار میں جلایا جائے گا۔" ﴿نار یعنی بے دھویں کی آگ﴾ اور فرمایا "حسن اور حُسین جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہوں گے" یہ بھی فرمایا کہ "جس کسی کو جنت میں داخل کیا جائیگا وہ عالم جوانی میں ہو گا خواہ کسی بھی عمر میں مرا ہو۔" یعنی ان دونوں حدیثوں کا نتیجہ اخذ کریں تو پتا چلتا ہے کی امامین کریمین تمام جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ حضور پُر نور ﷺ نے امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن سب کی نسب منقطع یعنی ٹوٹ یا چھوٹ جائے گی سوا میرے نسب کے" اس پر صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی نسب کیا ہے؟ تو حضور پُر نور نے وضاحت فرمائی، چنانچہ ارشاد ہوا "یہ میرے بیٹے حسن اور حسین میرا نسب ہیں" تا قیامت خاندانِ رسول کریم ﷺ انہی دو اماموں سے منسوب رہے گا اور قیامت کے روز بھی یہ نسبِ مبارک ہر گز منقطع نہیں ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج میں یہ خطبہ دیا ﴿حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے﴾ اس خطبہ میں سرکار نے فرمایا "آج کے دن میں تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیتا ہوں۔ تمہارے لیے دینِ اسلام کو دین پسند کرتا ہوں اور تم لوگوں میں اپنی دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک اللہ کی کتاب ﴿قرآن مجید﴾ اور ایک میری اطرت ﴿آلِ مبارک﴾ تا کہ میرے بعد تم کسی الجھن میں نہ پڑو" اس حدیث شریف میں آل کا لفظ حضرات امامین کریمین

کے لیے آیے ہیں۔

سَوا چودہ سو صدیوں سے آج تک امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کا نام پاک وفاداری اور حق پرستی کو عزت بخشتا آرہا ہے۔امام عالی مقام ایثار، مجاہدے، عشقِ حقیقی اور شہادتِ اعظمیٰ کے بے مثال شہنشاہ ہیں۔

حضور سیدِ کونین نے حکم فرمایا ہے کہ بچوں کے نام عربی میں اور اچھے معنی والا رکھا کرو کیوں کہ شخصیتوں پر اس کا گہرا اثر پڑھتا ہے۔

اپنے مایۂ ناز علم کی باعث آنحضرت غلام رسول صاحب قبلہ نے اپنے بیٹے صوفی صاحب کا نام "حسین" رکھا۔جو کہ امتیاز و اعجاز کے ساتھ اپنا اثر حضرت صوفی صاحب قبلہ کی شخصیتِ اعلیٰ صفات میں ضوفشاں کرتا رہا ہے۔

نام یہ صوفی حسین، اِسم حسنیٰ ہے

یہ ذاتِ پاک آقا کی اِسم بہ مُسمّاہ ہے

قارئینِ کرام !کیوں نہ ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے نامِ پاک کے ہر حصہ کی تشریح پیش کریں۔ضرور کرتے ہیں،وماتوفیقی الا باللہ

قبلۂ عالم صوفی سرکار کا نامِ پاک اس طرح ہے۔

حَضْرِتْ صُوْفِی حُسَیْن عَلِی شَاہْ قَادرِی شَطَّارِی سَر مَدِی سَر مَست قَلَنْدَرِی صَاحِب رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِ

1.حضرت : اہلِ سنت والجماعت،اہلِ خانقاہ اور عوام الناس عام طور پر برگزیدہ ہستی کو مخاطب کرنے کے لئے لفظ "حضرت" استعمال کرتے ہیں۔یہ لفظ عربی کے لفظ "حِضر" کا صیغہ (Form) ہے۔اسی لفظ کا ایک اور صیغہ "حاضر" بنتا ہے، جس کے معنیٰ عام فہم ہیں،یعنیٰ حاضر ہونا یا حاضر رہنا۔چونکہ بزرگوں کے

بارے میں یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ حاضر ہوتے ہیں، اسلئے لفظ "حضرت" سے مخاطب کئے جاتے ہیں۔ اہل اللہ کا حاضر ہونا کتاب و سنت سے واضح طور پر ثابت ہے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کا حاضر ہونا ہمارے مشاہدے اور تجربے میں ہے۔ ہم تو بالذات و الصفات ادنیٰ ہیں۔ اہل دانش تو پتا نہیں اور کیا کیا تحقیقات تلاش لیں۔

2.صوفی :اس لفظ کے بارے میں چند باتیں مشہور ہیں۔

الف﴾ یہ لفظ صوفی، اوّل الصوفیاء "اَصْحَابُ الصُّفَّہ" سے منسوب ہے ،یعنی جماعتِ اصحابِ صفّہ کے سب ارکان﴿Members﴾ "صوفی" کہلاتے ہیں۔ لفظ اصحاب "صاحب" یا "صحابی" کی جمع ہے، جس کے معنیٰ ہیں صحبت میں رہنے والے۔ جو لوگ حضرت رسولِ خدا ﷺ کی صحبتِ بابرکت میں رہے ان کو رسول ﷺ کے صحابی کہا جاتا ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں رضی اللہ عنہم میں کے ایک خاص گروہ﴿جماعت﴾ کو اصحابِ صفہ کہا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ میں جب آقائے دوعالم ﷺ نے مسجدِ نبوی تعمیر فرمائی تب ایک خاص صُفَّہ ﴿چبوترہ﴾ تعمیر کرنے کا حکم فرمایا جو کہ ان خاص صحابہ کرام کے لئے تھا۔ جو حضرات آج بھی مدینہ منورہ جاتے ہیں اس خاص چبوترے کی زیارت کر آتے ہیں۔

یہ خاص اہتمام ظاہر ہے کہ خاص لوگوں کے لئے تھا۔ اس اہتمام سے ان کی اہمیت اور آقائے عالم پناہ ﷺ کی ان کی طرف خاص توجہ، محبت، شفقت اور کرم فرمائی ظاہر ہو رہی ہے۔

فضیلتِ اصحابِ صفّہ حدیث کی کتابوں اور تاریخِ اسلام سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ لیکن ہم یہاں کچھ مختصر تذکرہ کر رہے ہیں جو حصولِ برکت سے خالی نہ ہو گا اور مضمون کو سمجھنے میں مددگار بھی ہو گا۔

اصحابِ صفہ ایسی جماعت ہے کہ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں اور عشقِ رسول ﷺ میں غرق ہو کر مست و سرشار رہا کرتے، دیدارِ رسول ﷺ اور دیدارِ تجلیاتِ ربّانی میں سدا مدہوش رہا کرتے۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ چمکتے دمکتے رہتے۔ یہ جماعت "اوّلُ الفُقرآء" بھی کہلاتی ہے۔ اگر انھیں کوئی کھانے کو کچھ لا دیتا تو کھاتے ورنہ یادِ الٰہی میں ایسا گم رہتے کہ انھیں بھوک و پیاس بھی محسوس نہ ہوتی۔ ان کا روم روم علم و حکمت سے روشن رہتا۔ جب کبھی آقائے دوعالم ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف آوری کا ارادہ فرماتے تبھی یہ سب حضرات حضور ﷺ کے آنے سے پہلے تعظیم میں کھڑے ہو جایا کرتے۔ اور جب آمدِ رسول ﷺ ہوتی تو یہ سب اشکبار ہو جایا کرتے۔

اے عزیز! سب سے اچھے قلب وہی ہوتے ہیں جو اپنے آقا و مولیٰ سے باخبر رہیں۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو ٹوٹ کر ﴿زبردست﴾ اپنے محبوب کو چاہے۔

ان اصحاب کی اعلیٰ صفتی اور نظامِ کار کی وجہ سے دنیا کے تمام اولیاء اللہ کے پیشوا و مقتداء مانے جاتے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ لفظ صفہ چبوترے کو کہتے ہیں۔ اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ سوفہ ﴿Sofa﴾ بنایا گیا ہے۔

آقائے عالم پناہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے صفہ بنوایا اور یہ لوگ اسی

صفہ پر بیٹھا کرتے تھے چنانچہ انھیں "صوفی" کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے۔

آج اس پندرویں صدی میں بھی درگاہوں اور خانقاہوں سے وابستہ حضرات درگاہوں اور خانقاہوں میں صفہات ﴿چبوترے﴾ تعمیر کرواتے ہیں اور اسی پر بیٹھا کرتے ہیں۔چبوتروں کے علاوہ اور کہیں بیٹھنے میں انھیں تسکین نہیں ہوتی۔کیوں نہ کہوں کہ اصحابِ صفہ کے وارثان اسی عادت کے خوگر ہیں۔

ان اصحاب صفہ کے بعد جس شخص میں یہ اوصافِ جلیلہ پائے گئے انھیں بھی "صوفی" کہا جاتا ہے۔

ب﴾ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ لفظ "صوفی" سب سے پہلے "حضرت صوفی منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ " کی وجہ سے منظرِ عام پر آیا۔حضرت منصور حلاج کے واقعات و کمالات تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے نعرہ " اَناَ الحَقّ" ﴿میں حق ہوں﴾ بلند کیا تھا اور اُنھیں پھانسی کی سزا دی گئی تھی، پھر بھی انھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا تھا، پھر ابلیس کے مشورہ پر انھیں آگ میں جلایا گیا تھا۔۔۔۔

حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو صوفی بھی کہا جاتا تھا کیوں کہ ان کا تعلق ایسے قبیلہ اور قوم سے تھا جو اونی لباس پہنا کرتے تھے۔اون (Wool) کو عربی زبان میں "صَوْفٌ" کہا جاتا ہے۔چنانچہ جو صوف کے کپڑے پہنا کرے اسے صوفی کہا جاتا ہے۔

ج) (فیروز اللغات) میں لفظ "صوفی" کے لغوی معنیٰ "پشمینہ پوش، متقی اور پرہیز گار" لکھے ہیں۔مزید یہ بھی ہے کہ صوفی صافی کہ معنیٰ " اصطلاحِ فقراء" میں ہیں "وہ شخص جو اپنے دل کو غیرِ حق سے پاک و صاف رکھے۔"

اس کے علاوہ اس کے ایک معنیٰ "درویش صفت یا درویش منش" کے بھی ہیں۔

بات اگر حضرت صوفی صاحب قبلہ کی ہے تو وہ "اصحابِ صفہ" سے صوفی ہیں چونکہ اوصافِ جلیلہ اور کمالِ معراج میں "اصحابِ صفہ" کے سچے وارث ہیں۔

3. حسین :اس کی وضاحت ہم پچھلے صفحات پر کر چکے ہیں۔

4. علی : "علی" اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی ہیں "زبردست قوت والا، طاقت والا، بلند، اونچا" وغیرہ

مولیٰ علی کے بارے میں تو ہم نے کچھ وضاحت پچھلے صفحات پر کی ہے۔ اب بس اتنا عرض کرنا ہے کہ آقائے دوعالم ﷺ نے جو حضرت علی کے بارے میں فرمایا کہ "میں جس کا مولیٰ ہوں بس علی اس کا مولیٰ ہے۔" ایسا فرمانے کی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت مولیٰ علی اپنے آقا حضور سید ابرار ﷺ میں فنائے کاملہ کو پہنچے تو علی بنے، نبی میں فنا ہوئے تو مولیٰ ہوئے اور یہ صوفی مولیٰ میں فنا ہوئے تو علی ہوئے۔ عَلَیْہِمُ الْاَفضَلُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ

5. شاہ :بادشاہ، شہنشاہ الفاظ کی مختصر شکل ہے "شاہ"۔

"انائے نفسانی" کو "انائے سلطانی" میں گم کر دینے کا نام "شاہ" یا "خلیفۃ اللہ" ہے۔

اہلِ طریق جب منازلِ سلوک طئے کر لیتے ہیں اور مریدی میں مراد کو جا پہنچتے ہیں تب انھیں نعمتِ خلافت سے نوازا جاتا ہے اور اجازتِ دستِ بیعت دی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر طریق کی عرفیت سے بھی سرفراز کیا جاتا ہے، یعنی خلافت

کا نام رکھا جاتا ہے۔ بزرگانِ خانقاہ کی سنتِ مروّجہ ہے کہ اس میں لفظ "شاہ" کا استعمال کرتے ہیں۔ اسی لفظ کا اصلی نام میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے تاکہ اوروں کو بھی علم ہو جائے۔

اپنے مرشد قبلہ کی عطا کردہ بارِ امانت و خلافت کو جس حسنِ خوبی سے قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ نے نبھایا ہے اس سے خلافت کا حق ادا ہو گیا ہے۔ اسی کے مد نظر قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ، شاہِ اعظم ہیں۔

محبت، خلوص اور تصرف سے جس طرح مریدین، خلفاء و کائنات پر حکمرانی کرتے ہیں، بادشاہ و شہنشاہ الفاظ بھی قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو خوب زیب دیتے ہیں۔

6.قادری : یہ لفظ اسمِ نسبت ہے۔ سلطان الاولیاء حضور الشیخ میراں محی الدین والسید عبد القادر جیلانی المعروف پیران پیر، بڑے پیر و غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے یا بڑے پیر کے سلسلہ سے جو شخص وابستہ ہوتا ہے حضرت بڑے پیر کے اسمِ خاص "عبد القادر" کی نسبت کی باعث قادری کہلاتا ہے۔

اسم "قادر" اللہ حبیب کے اسمائے حسنیٰ سے ایک صفاتی نام ہے۔ اس کے معنی ہے "قدرت والا، طاقت والا، قابو رکھنے والا، غالب، مختار" وغیرہ

7.شطاری :ہم پچھلے صفحات پر حضور سیدنا سید شاہ عبد اللہ حسینی قادری المعروف شطار مست پاک رضی اللہ عنہ کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور عرض کر چکے ہیں کہ جو سلسلۂ مست بادہ و جبار حضرت شطارِ پاک سے دستِ بیعت یا سلسلہ شطاریہ میں دستِ بیعت حاصل کرتا ہے۔ "شطاری" کہلاتا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ کا بغور مشاہدہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحیح لفظ

"شَطَّارِی" ہے لیکن عام طور پر اِسے "شُطَّاری" کہا جانے لگا ہے۔ چونکہ یہ عوام الناس کی زبان ہے اس لئے دونوں طرح سے پُکارنا درست ہے۔

قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ شجرۂ شطاریہ کے تمام بزرگوں میں محبوب و ممدوح ہیں اس لئے سلسلہ شطاریہ کے چراغ ہی نہیں بلکہ مینارۂ نور ہیں۔ فیضانِ مشربِ شطار قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ سے جاری ہوتا رہا ہے اور جاری ہوتا رہے گا۔

8.سرمدی : ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ جب سالک منازلِ سلوک کو طئے کرتے ہوئے مقامِ وراء الوراء کو جا پہنچتا ہے تو احادیث مبارکہ کے مطابق اس کے جسد خاکی کو اللہ حبیب اپنی قدرت کا مظہر و پرتو بنا دیتا ہے۔ ایسے سالک کا جینا مرنا ایک جیسا ہوتا ہے یعنی طبعی موت بھی اس کو اپنے مولیٰ سے بے خبر نہیں ہونے دیتی اور جب یہ انتقال کر جاتے ہیں تو مٹی پر ان کو جسموں کو کھانا حرام کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کے جسم قبر میں جوں کے توں رہتے ہیں۔

اس لفظ کے معنی ہے "ہمیشہ رہنے والا، باقی، دائم، مست، مجذوب" وغیرہ۔

ان معنوں کے مطابق جب سالک میں یہ خواص پائے جاتے ہیں تب اُسے "سرمدی" کہا جاتا ہے۔

ہم نے سُنا ہے کہ مرمت کے دوران احاطہ درگاہ شریف میں کم از کم دو مزارات کے اندر کے پتھر ٹوٹ گئے چنانچہ مزار کھل گئے تھے۔ نئے پتھر دینے کے دوران خادم حضرات نے میتوں کے کفن کھول دیکھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ 30 سال کی اس مزار میں صاحبِ مزار ایسے ہی ہیں جیسے بوقت تدفین تھے۔ ان کی آنکھوں کا سُرمہ تک جوں کا توں تھا۔ اس کے بعد مزارات میں تجلیات کی کچھ

ایسی جلوہ گری دیکھی گئی کہ فوراً پتھر ٹھیک کرتے ہوئے مزارات کو بند کر دیا گیا۔

سبحان اللہ الحبیب! یہ ہوتی ہے اہل اللہ کی شان کہ روح تو روح جسدِ خاکی بھی جوں کے توں ہوا کرتے ہیں۔

ہم نے جو کچھ عرض کیا وہ درگاہ صوفی نگر کے عام قبرستان کی بات ہے۔ تو اب ظاہر ہے کہ ان اصحابِ مزارات کے آقا قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کا مقام تو اس سے بھی بلند تر ہے۔ جن کے تعلیم کردہ اور ارادت مندوں کا یہ حال ہے تو اندازہ لگایئے کہ مدرسِ مکرم قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کا عالم کیا ہو گا!

ہم نے یہ واقعات چشم دید گواہوں سے سُنے ہیں۔

9. سرمست : قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو سرمست دو وجہ سے کہا جاتا ہے:

الف﴾ یہ ہے کہ قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مرشدِ باصفا نے تربیت کی غرض سے قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو اپنی ہی بارگاہ کے مقبول خلیفہ بمقام ناندورہ شریف روانہ فرمایا۔ جن کا نام نامی حضرت سید نا سید شاہ عبد اللہ حُسینی علوی قادری شطاری المعروف صوفی علی سرمست قلندر رحمتہ اللہ علیہ ہے ﴿ان کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالی آگے صفحات پر کریں گے﴾

ان کے نام کی نسبت سے قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو بھی سرمست کہا جاتا ہے۔

ب﴾ اس کے معنوی اعتبار سے کہا جاتا ہے۔ سرمست کے معنی ہے "ہمیشہ مست رہنے والا، ہمیشہ جذب میں رہنے والا"

ذکر الٰہی میں ہمیشہ مست رہنے کی وجہ سے بھی قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو سرمست کہا جاتا ہے۔

10.قلندری :لفظ قلندر کا صیغہ ہے قلندری۔ قلندر کے معنی ہیں "پیا ہوا، دین و دنیا سے آزاد" اور اصطلاحِ فقراء میں "حقیقت آشنا"

قلندر اولیأاللہ کی جماعت کے مخصوص گروہ کے سردار کو بھی کہتے ہیں۔

قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ قلندرِ کامل ہیں۔ جامِ وحدت کے پیمانۂ کُلیّہ کو نوش فرما کر ذاتِ وحدت الوجود میں سرمست ہیں۔ دینی جھگڑوں اور دنیاوی بندشوں سے آزاد ہیں۔ حقیقت آشنا تو کچھ اس طرح ہیں کہ آج بھی مزارِ پُر انوار پر حاضر ہونے والے حقیقت آشنا اور حق آ گاہ ہو جایا کرتے ہیں۔ جبکہ ان کی درگاہ کے زائران کے مزارِ پُر انوار کی صحبت کے استفادہ اُٹھا کر حق شناس اور حق آگاہ ہو جایا کرتے ہیں تو پھر خود حضرت صوفی صاحب قبلہ کی ذاتِ ستودہ صفات کے عالم کا اندازہ لگانا، ناممکن کی حد تک مشکل ہے۔وَالْحَمدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

نوٹ: "سرمست قلندری" ایک خاص قسم کے فقراء کے گروہ یا سلسلہ کو بھی کہا جاتا رہا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ کسی خاص بزرگ سے منسوب کوئی سلسلہ تو نہیں ہے۔ لیکن یہ مرکب لفظ ایسے بندگانِ خدا کے نام کے ساتھ جوڑا جاتا ہے جو بعد وصال کے اپنی غیبی موجودگی یا اپنے صفات جیسے جلال، جمال، کمال، کشف، کرامت وغیرہ کو غیب سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس کو آسانی سے یوں سمجھیں کہ یہ حضرات بعد وصال بھی اپنی کرامت ظاہر کرتے ہیں اور کسی ظاہری شہ کا آسرا نہیں لیتے۔ مثال کہ طور پر اگر ان کی طرف سے کسی کو طمانچہ (تھپّڑ)

لگایا جاتا ہے تو طمانچہ کھانے والے کو تو زور کا طمانچہ پڑتا ہے پر طمانچہ مارنے والے نظر نہیں آیا کرتے۔ ظاہر ہے کہ اس کو غیبی طمانچہ کہا جائے گا۔ اسی طرح کسی کو محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا ہے پر ہاتھ پھیرنے والا نظر نہیں آتا ہے اس لیے اس کو شفقتِ غیبیہ کہا جانا چاہئے۔ اسی طرح دہلی کے صوفی سرمست قلندر، ناندورا کے صوفی علی سرمست قلندر اور حضرت صوفی صاحب قبلہ میں یہ صفات مشترکہ ہیں۔ اس لیے بھی انھیں سرمست قلندر کہا جاتا ہے اور سرمست قلندری سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کے اسمِ مبارک کی تجزیتاً تشریح جو ہم نے پیش کی ہے، ہماری ناقص علمی و ناقص تحقیق کا نمونہ ہے۔ ذی علم و ذی شعور قارئین کرام اس کو مزید تقویت دے سکتے ہیں۔ ازراہِ کرم اس حقیر کو بھی مطلع فرمائیں۔

جب قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کا نامِ پاک بولا یا لکھا جاتا ہے تو آخر میں رحمت اللہ علیہ کہا یا لکھا جاتا ہے۔ اس کی معنی ہیں "ان پر اللہ کی رحمت ہو۔" جو کہ ایک دعاء ہے۔

اگر کوئی عاشقِ جرّار یہ ترجمہ سنے گا تو ہم کو یہ کہتے ہوئے ڈانٹے گا کہ "واہ ری حماقت واہ! غلام ہو کر آقا کو دعا دینے کی جرأت!"

ہم ان موصوف سے دست بستہ ہو کر کہیں گے کہ قبلہ یہ محض دعا نہیں بلکہ نذرانہ عقیدت و محبت ہے۔

فائدہ اس کا یہ ہے کہ ہم نے لڑکپن میں ایک واقعہ سنا تھا کہ کسی ملک میں ایک بادشاہ تھا۔۔۔ وہ بڑا رحم دل اور عوام پر بڑا نرم تھا۔۔۔ ظاہر ہے ساری

عوام اسے پسند کرتی اور چاہتی تھی۔۔۔اس کی عوام میں ایک بدحال بھکاری تھا ۔۔۔وہ بوڑھا تھا۔۔۔عمر کے بس چند ہی روز بچ گئے تھے۔۔۔پائی ہوئی خیرات میں سے روزانہ اُسے کچھ نہ کچھ پیسے باقی بچتے تھے۔۔۔روز کی بچی ہوئی رقم ایک جگہ کرنے سے اتنے روپئے جمع ہو گئے کہ ایک سونے کی اشرفی اس نے خریدلی۔۔۔سوچنے لگا کہ میں تو آخری عمر میں ہوں کیوں نہ یہ اشرفی اس رحیم وکریم بادشاہ کو نذرانہ میں دے دوں۔۔۔ چنانچہ محل کو جا پہنچا۔۔۔ بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔۔۔ بادشاہ مہربان ہوا اور آنے کی غرض پوچھا۔۔۔ اس نے نذرانے میں اشرفی پیش کر دی۔۔۔ ﴿نادان اتنا نہیں جانتا کہ خود بادشاہ کے سامنے ہے اور بادشاہ کے خزانے میں اشرفیوں کی کیا کمی ہو گی﴾

بادشاہ نے اس اشرفی کو عقیدت ، محبت ، خلوص اور اعتماد تصور کیا۔۔۔ اشرفی قبول کرلی۔۔۔ خزانچی کو حکم دیا کہ۔۔۔ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لاؤ ۔۔۔اشرفیاں لائی گئی۔۔۔بادشاہ نے بھکاری کو وہ اشرفیاں عطا کر دی۔۔۔ بھکاری حیران ہوا۔۔۔ بادشاہ نے کہا کہ "حیران نہ ہو! جو تو لایا وہ تیری حیثیت تھی جو ہم دے رہے ہیں یہ ہماری حیثیت ہے"۔۔۔ بھکاری لوٹ آیا اور مرنے تک شاندار زندگی بسر کی۔۔۔

اسی طرح جو نذرانہ بارگاہ صوفیت میں پیش کرتے ہیں یہ ہماری حیثیت ہے اور جو فرطِ مسرت سے وہ عطا کر دیں اس کو تو خداتعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ ہی جانیں۔ کیونکہ ہم تو ان کی حیثیت کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ اسمِ پاک کی آخر میں رحمتہ اللہ علیہ کہتے پھرتے ہیں۔اَلْاَجْرَ ہٗ عِنْدَہٗ مَحْفُوْظٌ۔

☆☆☆☆☆

اے عزیز ہم عرض کر رہے تھے کہ قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ بچپن ہی سے اتنے خوبصورت، حسین و جمیل ہیں کہ والدین کریمین نے حضرت کا نام "حُسین" رکھا۔

قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کے والد ماجد انتہائی متقی شخص تھے۔ قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کا پورا نام حُسین پکارنے میں آپ کو حجاب آتا تھا کہ یہ نام امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کا ہے۔ چنانچہ لاڈ و پیار سے قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو "حُسنو میاں" نام سے پُکارنے لگے۔ یہ لفظ "حُسنو" لفظ "حسین" کی مختصر شکل ہے۔

پیدائش مبارکہ ہی سے والدہ ماجدہ نے حضرت قبلہ کا خوب خیال رکھنا شروع فرمادیا تھا۔ آپ بڑی متقی، پرہیز گار اور سخی خاتون تھیں۔ فضول گوئی، غلط بیانی، وغیرہ، غیر اخلاقی اوصاف آپ کی طبیعتِ مبارکہ میں ہر گز موجود نہ تھیں۔ عبادت، تلاوت، ضیافت وغیرہ آپ کے اخلاقِ حمیدہ کے زیورات میں سے تھے۔ پردہ تو آپ کا اہم و خاصہ ٔ خاصہ رہا کرتا تھا۔ ایمانیات، عشقِ رسول ﷺ کا آپ بہترین پیکر رہیں۔ حضرت قبلہ کی پرورش معصوم بچپن ہی سے آپ نے دینی ماحول میں فرمائی۔ سنا ہے کہ لوریوں کی جگہ آپ حضرت صوفی صاحب قبلہ کو حمد، نعت، منقبت، مرثیہ و مناجات وغیرہ سنایا کرتی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ اولیاء اللہ کے واقعات اور انکے حالاتِ زندگی بتایا کرتی تھیں۔ تعلیمِ قرآن پر آپ کو خاصہ عبور حاصل تھا، چنانچہ قرآنِ پاک سے بھی درس و تعلیم فرمایا کرتی تھیں۔

جس مادرِ باصفاء کے فرزند آگے چل کر ولیُ اللہ ہوئے ہوں ان کے اوصاف ، طبیعت اور مزاج ظاہر ہے ایسے رہے ہونگے جس کو اللہ حبیب خوب پسند فرمایا

کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ کے والدہ ماجدہ بہر طور بہر لحاظ، اللہ حبیب کے بڑی مقرب بندی گزرے ہیں۔سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا دَآئِمًا اَبَدًا

جب عمرِ شریف 4 سال ہوئی تو روایتی تعلیم کا آغاز ہوا۔ شاندار پیمانے پر بسم اللہ خوانی کی تقریب ہوئی۔ تعلیم و تربیت کا دور چل پڑا۔ باباجان کی عظیم ہستی نے قلب و روح پر ایسا نقش بنایا کہ دل لذتِ عبادت و ریاضت سے آشنا ہونے لگا۔ ﴿والدین کی بہترین تربیت و شخصیت اولاد پر گہرا اثر ڈالتی ہے﴾

دھیرے دھیرے لڑکپن جوانی میں تبدیل ہونے لگا۔ قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ تعلیم و تربیت کے علاوہ جسمانی ورزش کے بھی عادی ہو گئے۔ نوجوانی تک جسم مبارک خاصہ گٹھیلا ہو گیا۔ سینہ شریف کشادہ، بازو، پیٹ، پیٹھ کے پٹھے ﴿Muscles﴾ نمایاں ہو گئے۔ کشتی کے مقابلوں میں حصہ بھی لینے لگے۔ جوان ہوئے تو باباجان کی طرح تجارت پیشہ ہوئے اور مختلف اشیاء کی تجارت فرمائی۔

بظاہر قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ تجارت کرتے دکھائی دیتے پر قلبِ مبارک پر اصل کی وصل کا خیال دھوم مچاتا رہتا۔ چنانچہ مرشدِ کامل کی تلاش شروع فرمائی۔ اسی سلسلے میں کئی مشائخ کی بارگاہوں میں پہنچے۔ قلب مبارک کو کہیں اطمینان نہ ہوا۔ طویل تلاش کے باوجود نتیجہ نہ نکل سکا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت قبلہ کو حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی ناگپوری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنا سوال رکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت قبلہ ان بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، زیارت فرمائی، اپنا سوال حضرتِ ناگپوری کے سپرد کیا۔ رات کو احاطہ درگاہ میں ہی قیام فرماتے ہوئے معتکف ہوئے۔ بشارت ہوئی کہ

سیدھے اجمیر شریف جائیں اور حضرت ہند الولی خواجہ ٔخواجگان کی بارگاہ ٔبے کس پناہ میں اپنی حاجت پیش کریں۔ ضرور بہ ضرور دعاء قبول ہوگی اور آپ کو آپ کے مرشد مل جائیں گے۔

الغرض قبلہ ٔعالم حضرت صوفی صاحب قبلہ اجمیر شریف جا پہنچے۔

کعبہ ٔ عشاق باشد ای مقام

ہر کہ ناقص آمد ای جاشد تمام

اجمیر شریف میں بمقام تارہ گڑھ پہاڑی کی چڑھائی کے راستے میں ایک نیم کے درخت کے نیچے مرشدِ کامل کی تمناو آرزو کو دل میں لئے ہوئے چلہ کش ہو گئے۔ آخر کار وہ لمحہ آہی گیا جس کا انتظار قبلہ ٔعالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کو تھا ۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے بشارت فرمائی کہ اس طالب مولیٰ کے مرشد ہیں ، حضرت سیدِ قلندراں شیخ المشائخ رہبرِ پاکاں حضور سید نا سید شاہ عبداللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ ، سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت قطب دکن سید نا ہاشم پیر دستگیر شطاری القادری مرید نواز صاحب قبلہ رضی اللہ عنہٗ۔ خانقاہ و درگاہ ہاشمی، دارالظفر بیجاپور شریف، ریاست کرناٹک

فرمایا گیا کہ حضرت قبلہ ٔعالمین سید شاہ عبداللہ حسینی ہاشمی صاحب درگاہ شریف کے احاطے میں واقع مکان میں سکونت پذیر ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مرشدِ پاک کی چھبی شریف ﴿تصویر﴾ بھی دکھادی گئی۔ قبلہ ٔعالم حضرت صوفی صاحب قبلہ نے خواجہ ٔہند کے لاکھوں شکرانے ادا کئے۔

جانے کیا کشش پیدا ہوئی کہ دل کی بے چینی بڑھتی ہی چلی گئی کہ کب بیجاپور شریف پہنچیں اور کب مرشد و مولیٰ کا دیدار نصیب ہو۔

پیرِ کامل صورتِ ظل الہٰ

یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

﴿ آج بھی وابستگانِ صوفی نگر کو اس بے چینی کا تجربہ اکثر و بیشتر ہوتا رہتا ہے کہ مرشد سے ملنے کی ایسی ہوک اُٹھتی ہے کہ فوری سے پیشتر بجانبِ صوفی نگر روانہ ہو جایا کرتے ہیں اور جب تک مرشدِ باصفا کو یا قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبدِ مبارک کو نہ دیکھ لیں چین نہیں پڑتا۔ یہ قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کے فیضِ روحانی کی دین نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم جیسے غلامان پچھلے 100 سال سے بھی زیادہ عرصہ سے اس تجربے سے دوچار ہوتے رہے ہیں﴾

قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ، اس بے چینی کی وجہ سے اجمیر شریف ہی سے بیجاپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ ریل کے ذریعے بیجاپور شریف پہنچے اور سیدھے بارگاہ ہاشمی کا رخ فرمایا۔

حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اتنی دور سے، اتنی مشقتوں کو سہہ کر اور اتنے اضطراب سے بیجاپور پہنچے لیکن جب آستانۂ عالیہ پر پہنچے تو درگاہ شریف کے بلند دروازے میں واقع چبوترے پر قدم رنجا فرما ہو کر معتکف ہو گئے، وہ اس خیال سے کہ میرے مرشد تو مرشدِ کامل ہیں بڑے روشن ضمیر و دستگیر ہیں تو کیا انھیں خبر نہ ہو گی کہ یہ خادم و طالب کس غرض سے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا ہے۔ اب تو اندر اُسی وقت جایا جائے گا جب سرکار بلائیں۔﴿یہ عظیم ناز ہے جو اکثر مریدین اپنے مرشد پر کیا کرتے ہیں لیکن قبلۂ عالم حضرت صوفی صاحب قبلہ کا معاملہ خود وہی جانے﴾

اسی کیفیت میں 3 دن 3 راتیں گزر گئیں۔ اس کے بعد نیاز مند کی نیاز پوری

ہوئی اور حضرت مرشد قبلہ نے صوفی صاحب کو بلوایا۔

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے

نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

مست بادۂ جبار سرکار حضرت سیدنا سید شاہ عبداللہ حسینی علوی ہاشمی صاحب قبلہ کے چند خُدام صوفی صاحب کے پاس آئے، گل پوشی کی اور بُلاوے کی بشارت پُر مسرت دی، اور اپنے ساتھ لے کر خدمتِ مخدومِ قلندراں حضرت مرشدِ باصفا میں پہنچے۔ نہایت ادب سے سر نیاز جھکائے اور دبے پاؤں حضرت صوفی صاحب قبلہ روبروئے مرشد باصفا ہوئے۔

جب نگاہِ صوفی مرشدِ محترم پر پڑی تو دل، جان و روح باغ باغ ہو گئے۔ جب حضرتِ مرشدِ کامل کی نظر صوفی صاحب پر پڑی تو طبق طبق روشن ہو گئے۔ اسی ایک نگاہِ باکمال نے حضرت صوفی صاحب کو تسکین عطاء کر دی اور طلب پوری ہو گئی۔ اُسی دن مرشدِ محترم سے دستِ بیعت حاصل ہوئی یعنی مرید ہو گئے۔ دوسرے ہی دن نعمتِ خلافت اور بارِ امانت سے سرفراز کر دیئے گئے۔

حضرت صوفی صاحب صرف مخدومِ قلندراں سید شاہ عبداللہ حسینی علوی ہاشمی شطاری القادری صاحب قبلہ علیہ ارواحنا فداء کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

﴿حضرت صوفی صاحب قبلہ کی کہیں اور سے مریدی یا خلافت کے ہمیں کوئی آثار یا ثبوت ہرگز نہیں ملے۔ ہمارے مرشد قبلہ اور سلسلہ صوفی نگر کے دیگر معتبر خلفاء حضرات سے بھی یہی تفصیلات فراہم ہوئے ہیں﴾

اس دن جو اس مقدس بارگاہ سے نسبت ہوئی تو کچھ ایسا تعلقِ روحانی اور دلی

رشتہ قائم ہوا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ جب کبھی موقع پاتے فوراً بیجاپور شریف کا رُخ فرماتے۔ وہاں جاکر کئی کئی دن رہا کرتے اور مخدومِ کاملاں مرشدِ مرشداں کی اور ان کی مقدس بارگاہ کی ہر ہر طرح خدمت کرتے۔ خدمت کا یہ سلسلہ ان کے ہر جانشین نے برقرار رکھا۔ اور آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور رہتی دنیا تک ایسا ہی رہے گا۔ اِنْشِآءَ اللّٰہُ الرَّحْمٰن

ادھر حضرت صوفی صاحب قبلہ اور ان کے سب جانشینوں نے خدمت کا سلسلہ قائم رکھا تو اُدھر مرشدِ ہاشمی اور ان کے سب جانشینوں نے اپنی شفقت کا سلسلہ برقرار رکھا۔ نہ اِن کی خدمت میں کوئی کمی رہی اور نہ اُن کی شفقت میں کوئی تبدیلی آئی۔

خدا کرے۔۔۔۔ خدمت و شفقت کا یہ سلسلہ قیامت اور بعدِ قیامت اسی طرح چلتا رہے۔ آمین

اے عزیز! جیسا کہ ہم عرض کر رہے تھے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پیر و مرشد حضورِ مخدوم قلندراں سید واجداں تصویرِ ظل سبحانی محبوب و پسرِ نبی لا ثانی ﷺ حضرت سید نا سید شاہ عبد اللہ حسینی ہاشمی علوی قادری شطاری صاحب قبلہ علیہ ارواحنا فداہٗ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے 10 ویں جا نشین و سجادہ نشین ہیں۔ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے 9 ویں جانشین و سجادہ نشین حضرت سید نا سید شاہ وجیہہ الدین گجراتی حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ ہوئے ہیں۔ 10 ویں جا نشین صاحب، 9 ویں جا ہ نشین حضرت کے واحد فرزند ہیں اور اپنے والدِ گرامی ہی کہ مرید، خلیفۂ اکبر اور جا نشین ہوئے ہیں۔

10ویں جانشینِ ہاشم پیر حضرت سید نا سید شاہ عبداللہ حسینی ہاشمی علوی قادری شطاری صاحب قبلہ علیہ ارواحنا فداہٗ حضرت ہاشم پیر دستگیر اور انکے تمام جانشینوں کی طرح پیدائشی ولیِ کامل ہیں۔ جب ذرا عمرِ شریف بڑھی تو حضرتِ ہاشمی قبلہ میں عبادت، ریاضت، ذوق، شوق، اور وجد کا بحرِ شطاریہ موجزن ظاہر ہونے لگے۔ خود اپنے والدِ بزرگوار و مرشدِ کمال اختیار کی نگرانی وزیرِ تربیت جملہ منازل کو طئے کرتے ہوئے مقام قلندری کو پہنچے۔ جب مسند جانشینی و سجادہ نشینی پہ جلوہ افروز ہوئے تو کمالِ ہستی و ذاتِ ستودہ صفات مطلقاً نمودار ہونے لگے۔ اکثر اوقات حضرت پیرِ ہاشمی قبلہ مستغرقِ تجلیاتِ ربانی میں حالتِ وجدِ جلالی میں سرشار رہا کرتے۔ واصلِ ذاتِ مولیٰ کا یہ وجد ایسا زبردست ہوا کرتا کہ اس کیفیت میں جس پر نظر فرمادیتے اسے قطب، ابدال، قلندر یا ولیِ کامل بنادیتے۔ حضرت پیرِ ہاشمی قبلہ کی یہ کیفیت ذاتی ہوا کرتی۔ یعنی اگر خود چاہتے تو نظر فرماتے، ورنہ کسی کی کیا مجال کہ حضور کو اپنی طرف متوجہ کرالے۔

جسے چاہا اس پہ نگاہ کی ، جسے چاہا اس کو پناہ دی

جسے چاہے اس کو سنوار دے، جسے چاہے اس کو نواز دے

یہ بات روشن حقیقت ہے کہ ہر ولی ایک نبی کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے لیکن نورِ محمدی ﷺ سے ہی اکتسابِ فیض کرتا ہے۔ بعض نفوسِ قدسیہ تن آسان نہیں ہوتے ان کے مزاج میں سختیاں جھیلنا مشقّت اٹھانا مصیبتوں سے گزرنا سخت مجاہدے کرنا ہوتا ہے تاکہ ان کا نفس مغلوب ہو کر تابع و فرمانبردار ہو جائے۔ یہی حال حضرت صوفی صاحب قبلہ کا تھا، وہ سخت مجاہدے کے عادی تھے۔

چنانچہ حضرت سرکار پیرِ ہاشمی قبلہ نے حضرت صوفی صاحب کو، حضرت سیدنا سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی المعروف صوفی علی سرمست قلندر قادری شطاری صاحب قبلہ قلوبنا فداہٗ﴿انھیں ہم آگے قلندر صاحب سے مخاطب کریں گے﴾ بانی خانقاہِ صوفی باغ، ناندورا شریف، ضلع بلڈھانہ، ریاست مہاراشٹرا کے پاس روانہ فرمایا جو 9ویں جانشین ہاشم پیر دستگیر کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کو روانہ فرماتے ہوئے حضرت سرکارِ پیرِ ہاشمی نے قلندر صاحب کے نام ایک حکم نامہ﴿فرمان﴾ بھی عنایت فرمایا۔ اور حضرت صوفی صاحب قبلہ کو ناندورا جانے کا حکم فرمایا۔

پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت صوفی صاحب قبلہ صوفی باغ، ناندورا شریف پہنچے۔

جدِّ امجد حضرت سرکار سجادہ نشینِ دہم بارگاہِ ہاشمی حضور سیدنا سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ کی تعظیم و تکریم حضرت قلندر صاحب قبلہ اپنے پیر و مرشد کی طرح کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحب کو دیکھ کر حضرت قلندر صاحب قبلہ بہت مسرور ہوئے، بارگاہِ ہاشمی کا عنایت نامہ وصول فرما کر نم دیدہ ہو گئے۔

بلا تاخیر حضرت قلندر صاحب قبلہ نے صوفی صاحب کے امتحانِ داخلہ﴿ Entrance Test﴾یا امتحانِ اہلیت﴿Eligibility Test ﴾ کا حکم فرمایا۔

﴿سرکارِ ہاشمی کا حکم نامہ وصول ہونے کے باوجود امتحانِ داخلہ کی کیا ضرورت رہی ہو گی، تو واضح رہے کہ یہ امتحان سرکارِ پیرِ ہاشمی ہی کے نظام سے تھا اور انھیں کے

حکم سے، یہ بھی واضح رہے کہ حضرت قلندر صاحب قبلہ کا قول و فعل سرکار ہاشمی کے مزاجِ مبارک کے ہی مطابق ہوا کرتا ہے۔

وضاحتِ درجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت قلندر صاحب قبلہ صوفی باغ میں آنے والے تمام طالبانِ مولیٰ کا امتحانِ داخلہ لیا کرتے تھے۔اور یہ امتحانِ داخلہ کی اجازت سب کو نصیب بھی نہیں ہوا کرتی تھی۔

امتحانِ داخلہ کے بارے میں سن کر آپ کو شاید یہ لگا ہو گا کہ جیسے کوئی کورس یا تربیت (Training) کا آغاز ہو رہا ہو۔جی ہاں، یہ بڑے ہی انمول کورس کی شروعات ہو رہی ہے۔یہ کورس دنیا کی سب سے انمول ڈگری (درجہ) کا کورس ہے، جسے ولایتِ الٰہیہ کہتے ہیں۔چنانچہ یہ کورس اتنا سخت و مشکل تھا کہ اکثر نقلی طالبان اس کی سختی کو جھیل نہ پاتے اور راہِ فرار اختیار کر لیتے تھے۔

یہ کورس صرف خانقاہوں ہی میں دستیاب ہے۔اس کے علاوہ دنیا کی کسی درس گاہ میں یہ کورس موجود نہیں۔جو لوگ اس کی سختی کو برداشت نہ کر سکے اور فرار ہو گئے، ان میں سے چند یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ایسا کوئی کورس ہوتا ہی نہیں ہے۔چند یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا کورس ہوا بھی تو اس میں کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔ہمیں ان سب کی اندھی عقلوں پر تعجب ہے، کیا ان کو ولایت کے یہ تابندہ آفتاب دکھائی نہیں دیتے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس نظام کے منکرین و مخالفین بھی کسی خانقاہ میں پہنچے ہونگے۔خود کی نا اہلی کی وجہ سے اس کورس کی سختی کو سہہ نہ سکے ہونگے، اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے ہونگے۔اب ظاہر ہے تبھی ان ذہنوں میں اختلاف امڑ آتا ہے۔ایسے ہی لوگوں کے لئے یہ محاورہ ہے "انگور کھٹے ہیں آخ تھو"

خیر! آمدم بر سرِ مطلب و موضوع۔۔۔۔

حضرت صوفی صاحب جو حکم نامہ ساتھ لائے تھے اس کے پیشِ نظر امتحانِ داخلہ میں فوری اجازت مل گئی۔

تفصیلاتِ امتحان سے پہلے ضروری ہے کہ حضرت قلندر صاحب قبلہ کی شخصیتِ کاملہ کا اجمالی ذکر کیا جائے۔

حضرت قلندر صاحب قبلہ کا پورا نام حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی علوی ہے۔ عرفیت صوفی علی سرمست قلندر علیہ رحمتہ اللہ ہے۔ درگاہ و خانقاہ شریف بمقام صوفی باغ، تعلقہ ناندورا، ضلع بلڈھانا، ریاست مہاراشٹرا میں واقع ہے۔

9ویں سجادہ نشینِ ہاشمی کے مرید و خلیفۂ معتبر ہیں۔ تعلیم و تربیت بارگاہِ ہاشمی میں ہوئی۔ مقامِ وراء الوراء پر فائز ہوئے۔ چشمِ فیضانِ بارگاہِ ہاشمی نے آپ کی کیفیت کو ملاحظہ فرمایا اور مقامِ قلندری عطا فرمائی۔ تا عمر بارگاہِ ہاشمی کے خدمت گذار و وفادار رہے۔ بارگاہِ ہاشمی کے جلیل القدر اور جیّد خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔

حضرت قلندر صاحب قبلہ کا شمار ہندوستان کے کامل قلندروں میں کیا جاتا ہے۔ حیاتِ طیبہ میں کئی طالبوں کی طلب کو جامِ اتم پلایا۔ بے دینوں کو نورِ ہدایت عطا کرتے ہوئے داخلِ اسلام فرمایا۔

حضرت قلندر صاحب قبلہ کو کائنات و مافیہا میں تصرفِ زبردست حاصل ہے کہ مسخرات کا شمار ممکن نہیں۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ کائنات کی ہر ہر شئے سے کلام فرمایا کرتے۔ تعلق و تصرفِ خاصہ کی بناء پر ہر شئ سے محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے۔ نتیجہ کے طور پر عالم کی ہر شئ آپ سے تعظیم و تکریم کا

مظاہرہ پیش کرتی۔

جس کسی طالبِ مولیٰ نے حضرت قلندر صاحب قبلہ کے آگے زانوئے ادب تہہ کئے، وہ مراد کو پہنچے۔ یہ بات جب مشہور ہوئی تو طالبوں کی جمِّ غفیر جمع ہونے لگی۔ بارگاہِ قلندری میں پہنچے تو پتہ چلا کہ یہاں داخلہ آسان نہیں۔ آنے والوں میں سے چند کو امتحان کی اجازت ملی۔ ان میں سے کچھ ہی لوگ اس امتحان میں کامیاب ہو سکے۔ لیکن بہت سے لوگوں کو تو امتحانِ داخلہ کی اجازت ہی نہیں ملی۔ کیوں کہ ہر ظرف، شرفِ رفیع (بلند) کا اہل نہیں ہوا کرتا۔

طعمۂ ہر مرغ کہ انجیر نیست

جو خوش نصیب حضرات اس امتحان میں کامیاب ہوئے، ان کی تربیت کچھ اس طرح ہوئی کہ وہ سب مقامِ وراء الوراء کو پہنچے۔ ان سیکڑوں کاملین میں سے 5 سالکانِ کامل اور 1 مجذوبِ کامل نے حضرت قلندر صاحب قبلہ کی بارگاہ سے دولت ولایت حاصل کی۔ مزاج میں سالک اور مجذوب متضاد (Opposite) ہوا کرتے ہیں۔ متضاد مزاج رکھنے والے طالبان کی طلب کو پروان چڑھا کر منزلِ مقصود تک پہنچا دینا اسی عظیم پیشواء ہی کا کارنامہ ہے۔

حضرت قلندر صاحب قبلہ نے 21 ذی قعدہ 1324ھ مطابق 3 جنوری 1907ء بروز جمعرات صوفی باغ میں پردہ فرمایا۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ کی درگاہ صوفی باغ میں ہی تعمیر ہوئی۔ اسی قمری تاریخ کی مناسبت سے ہر سال 21 ذی قعدہ کو حضرت قلندر صاحب قبلہ کا عرسِ شریف درگاہ شریف صوفی باغ میں منایا جاتا ہے۔

اے عزیز! آپ کو یاد ہو گا کہ ہم حضرت صوفی صاحب قبلہ کے امتحانِ

داخلہ کی بات کر رہے تھے۔ یہ امتحانِ داخلہ (Entrance Test) بھی تھا اور امتحانِ اہلیت (Eligibility Test) بھی تھا۔ پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ روایتی تعلیم (Formal Education) میں یہ خصوصیت ہے کہ کورس جتنا بڑا اور اہم ہوتا ہے اس کا امتحان بھی اتنا ہی بڑا اور مشکل ہوتا ہے۔ یہی سب کچھ یہاں بھی لاگو ہوتا ہے یہ امتحان جس کورس کا تھا وہ تو بے مثال اور انمول تھا اسی بناء پر اس کا امتحان بھی بہت سخت اور بڑا تھا۔

یہ امتحان کچھ اس طرح کا تھا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کو سر سے پاؤں تک پانی ڈال کر گیلا کر دیا گیا، پھر چونے کی نوک دار ڈلیوں پر دو زانو (نماز کی التحیات والی بیٹھک) میں بٹھایا گیا۔ مزید پانی سرِ اقدس پر سے ڈالا گیا۔ ظاہر ہے کہ پانی بہنے لگا۔ چونے کا پانی سفید یا کم از کم دودھیا ہونا چاہیے تھا۔ مگر یہ پانی گلابی رنگ کا اور گاڑھا تھا۔ اس رنگ کی تبدیلی کی وجہ یہ تھی کہ جب چونے کی ڈلیوں پر پانی پڑا تو وہ پکنے، اُبلنے اور پھوٹنے لگے۔ جس کی وجہ سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کا جسم پھٹنے لگا۔ خون بہنے لگا۔ چونے کا دودھیا رنگ اور خون کی لالی (سرخی) جب مل جل کر بہنے لگی تو اس گاڑھے پانی کا رنگ گلابی ہو گیا۔ کوئی بھی حساس شخص اس درد و تکلیف کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ لیکن اہلُ اللہ کا ہر معاملہ نرالا ہوا کرتا ہے۔

یہ امتحان 24 گھنٹوں تک جاری رہا، اس گلابی پانی کو بہتا ہوا جب جب بھی قلندر صاحب قبلہ دیکھتے تو ایک نظر حضرت صوفی صاحب قبلہ کے چہرے پر بھی ڈالتے اور یہ دیکھ کر نہایت خوش و مسرور ہو جاتے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے چہرے اور بدن پر بڑا ہی زبردست سکوت (طاری) رہتا۔ ہر دفعہ حضرت

صوفی صاحب قبلہ کا چہرۂ مبارک اتنا ہی مطمئن، باوقار، حسین اور پُر نور معلوم پڑتا۔ یہ کیفیتِ حالت استغراق (غرق) کی نہایت ہی عمدہ دلیل تھی۔

منم محوئے خیالِ اُو نمی دانم کجا رفتم
شُدم غرقِ وصالِ اُو نمی دانم کجا رفتم

(میں اس کے خیال میں اس طرح محو ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ میں کدھر کو چل دیا ہوں۔ میں اس کے وصال میں اس طرح غرق ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ میں کدھر کو چل دیا ہوں)

آپ کو پاتا نہیں جب آپ کو پاتا ہوں میں
کھو ہی جاتا ہوں کبھی اور کھو دیا جاتا ہوں میں

میں تو کن فکاں سے گزر گیا، حدِ لامکاں سے گزر گیا
تیری جستجو میں خبر نہیں، میں کہاں کہاں سے گزر گیا

اس زبردست اور کٹھن امتحان میں حضرت صوفی صاحب قبلہ نے امتیازی کامیابی حاصل کی اور داخلِ خانقاہۂ قلندری ہوئے۔

داخل ہونا ہی تھا کہ عبادت، ریاضت، مجاہدات، اذکار و اشغال کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ امتحانِ داخلہ ہی کی طرح حضرت صوفی صاحب قبلہ نے درجوں اور بلندیوں کو حاصل کرنا شروع کر دیا۔ جس کسی درجہ یا بلندیِ مقام کو پا لیتے، اس

میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا ہنر بھی پالیتے، اور اس کمال کو اپنی ذات میں اس طرح قائم کرلیتے، جیسے فرمارہے ہوں۔۔۔۔

بلندیوں پہ پہنچنا کوئی کمال نہیں

بلندیوں پہ ٹھہرنا کمال ہوتا ہے

دن بہ دن حضرت صوفی صاحب قبلہ کا تقویٰ بڑھتا ہی چلا جاتا اور قبل از وقت ہر معاملے میں دادِ تحسین (قلندر صاحب قبلہ سے تعریف) پاتے، اور ثابت فرماتے کہ وارثِ شطاریت ہیں۔

☆ ایک شبہ اور اس کا ازالہ: جب حضرت سیدنا سید شاہ عبداللہ حسینی ہاشمی صاحب قبلہ کی ایک ہی نگاہ نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کی طلب کو پورا فرما دیا یعنی مطلوب حاصل ہو گیا تھا تو پھر یہ ناندورا شریف جانے کی کیا ضرورت آن پڑی ہو گی؟ اے عزیز! اس سوال کے کئی جوابات ہیں۔ اوّل تو یہ کہ قرآن حکیم کی سورۃ القدر میں ہے "اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِي لَيلَةِ القَدر" ترجمہ: نازل کیا ہم نے قرآنِ حکیم کو قدر کی رات میں۔ کس کو؟ قرآنِ حکیم کو۔ کس پر؟ حضور پُرنور ﷺ پر۔ کب؟ قدر کی رات میں۔ بلکہ اس رات کے ایک ہی پل میں۔ جب قرآنِ حکیم شبِ قدر ہی کو نازل ہو چکا تو پھر 23 سال تک نزولِ وحی میں کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ اس کے بھی متعدد جوابات ہیں۔ جب کوئی بات موزوں وقت پر پیش کی جاتی ہے تو یقیناً اس کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ الغرض نزول تو ایک ہی شب ہو جاتا ہے۔ پر حسبِ موقعہ و منشاء منظرِ عام پر لایا جاتا ہے۔ علیٰ مندرجہ حکمت، حضرت صوفی صاحب قبلہ کی طلب کو تو اس ایک ہی نظر نے پورا فرما دیا، پر اسے ایک طریقِ مقررہ و معینّہ سے گزر کر کمال کو پہنچنا تھا۔

اسی طرح یہ سلسلۂ معراجِ منازل جاری تھا کہ ایک صبح حضرت قلندر صاحب نے صوفی صاحب سے بڑے پیارے انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگے، "بابا! تمہارے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ہم آپ کو 15 دنوں کی چھٹّی دیتے ہیں کہ اپنے گھر ناگپور ہو آؤ۔ اپنے اس فرزند کا نام عبد الواحد رکھنا" ﴿یہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے فرزندِ دوم ہیں بعد میں یہی فرزند حضرت صوفی صاحب قبلہ کے جانشین اور سجادہ نشین ہوئے﴾

حضرت قلندر صاحب قبلہ کی روشن ضمیری اور نام رکھنے کی ہدایت پاکر حضرت صوفی صاحب قبلہ ناگپور کے لیے روانہ ہوئے۔ گھر پہنچ کر صاحبزادے کا نام عبدالواحد رکھا اور 15 دن کی تاخیر سے یعنی ایک مہینہ بعد ناندورا شریف واپس تشریف لائے۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ جب قلندر صاحب کے حجرے شریف﴿کمرے﴾ کی طرف بڑھے تو قلندر صاحب نے حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ باہر ہی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی تب تک بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ وہیں کے وہیں کھڑے تھے۔ آہستہ آہستہ شام پر رات کی سیاہی چھانے لگی اور حضرت صوفی صاحب قبلہ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنا ایک قدمِ مبارک زمین پر سے اٹھالیا اور ایک ہی پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ رات کا سناٹا تھا۔ ایسے میں موسم نے بھی خوب بے وفائی دکھائی۔ سرد اور تیز تیز ہوائیں چلنے لگی۔ ہلکی ہلکی بوندہ باندی شروع ہو گئی۔ تیز اور طوفانی ہواؤں کی وجہ سے حجرے شریف کی چھت سے ایک کویلو اُڑی اور سیدھے حضرت صوفی صاحب قبلہ کی پیشانی مبارک سے آٹکرائی۔ ماتھے پر زخم ہو گیا۔ خون بہنے لگا۔ ایک پاؤں پر کھڑے حضرت صوفی صاحب قبلہ اپنے ایک ہاتھ سے خون پوچھتے جاتے تھے۔

بارش بھی شروع ہوگئی۔ کڑکتی بجلی، گرجتے بادل، موسلا دھار بارش، اور تیز ہوائیں ستم گری کرتے ہوئے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے حوصلے اور عزم کو مسلسل آزمارہے تھے۔ اُولوالعزمی و مسمّم حوصلے کے ساتھ حضرت صوفی صاحب قبلہ پوری رات اسی طرح ڈٹے رہے۔ بالآخر صبح صادق کے وقت موسم خاموش ہوا لیکن اب بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ ایک پاؤں پر کھڑے دروازے کے کھلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ نے حجرے کے اندر سے ارشاد فرمایا، "کون ہے؟" حضرت صوفی صاحب قبلہ نے عرض کیا "طالبِ مولیٰ"۔ اس پر حضرت قلندر صاحب قبلہ نے فرمایا، "طالبِ مولیٰ اور تاخیر !"۔۔۔ یہ الفاظ سنتے ہی حضرت صوفی صاحب قبلہ سراپاءعاجزی کی تصویر بنے کھڑے رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ 24 گھنٹے حضرت صوفی صاحب قبلہ نے جن مشکلات کا سامنا کیا، کوئی شخص 10 یا 15 منٹ بھی نہیں گزار سکتا۔ یہ سب ملاحظہ فرماتے ہوئے قلندر صاحب قبلہ کے کرم کے دریا میں رضا مندی کی لہریں اُمڑنے لگیں۔ خود قلندر صاحب قبلہ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ سراپاء عاجزی بنے ہوئے حضرت صوفی صاحب قبلہ اُسی لمحہ قلندر صاحب کے قدم بوس ہوگئے۔ سر قدم پر، دل عاجزی سے پُر، آنکھیں اشکبار، دم در گزر کا طلب گار، دیکھا تو قلندر صاحب کے نگاہِ قلندری اور قلبِ اطہر میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کا مقام اور زیادہ بلند ہو گیا۔ یہ عاجزی، یہ انکساری، یہ ثابت قدمی اور یہ کمالِ صبر کو دیکھ کر قلندر صاحب قبلہ نے نہ صرف معاف کیا بلکہ بے شمار دعاؤں سے بھی نوازنے لگے۔

اے عزیز! رقم کردہ واقعہ میں ہمیں کم از کم تین نکات نظر آتے ہیں:

اوّل﴾ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے جنت میں شجرِ ممنوعہ سے قریب ہونے کی ادا سرزد ہوئی تو زمین پر نازل کر دیئے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کا دکھ نہ تھا بلکہ یہ فکر لاحق ہو گئی تھی کہ کہیں اللہ حبیب ناراض نہ ہو گیا ہو۔ اسی کے پیشِ نظر اپنے مولیٰ کو منانے کی خاطر گریا وزاری میں اشکبار ہو گئے۔ اس قدر روئے کہ چہرے پر آنسوں کی دھاروں سے لکیریں پڑ گئیں۔ پشیمانی، عاجزی وانکساری بنے ہوئے 400 سال تک ایک پاؤں پر کھڑے معافی و رحم کی دعاء مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ منظر فرشتوں کو دکھایا۔ کیوں کہ فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں سوال کیا تھا کہ اس خاک کے پتلے آدم میں ایسا کیا ہے کہ تو اس کو اشرف المخلوقات کہتا ہے اور اپنا نائب﴿خلیفہ﴾ مقرر کیا ہے۔

دکھائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے

آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی

فرشتوں سے ارشاد ہوا۔ دیکھو! جب ابلیس سے گناہ گستاخی ہوئی اور ہم نے اسے اپنی بارگاہ سے نکال باہر کیا تو وہ مردود جاتے جاتے قسم کھا کھا کے کہتا تھا کہ اے اللہ! تو نے مجھے ملعون کر دیا۔﴿ابلیس نے اللہ پاک پر تہمت لگائی۔ نعوذ باللہ من ذالک﴾اور اب جب کہ آدم پر بھی اسی طرح کا موقوف آن پڑا ہے۔ آدم اپنی عاجزی وندامت پیش کرتے ہوئے ہماری حمد وثناء بیان کر رہا ہے۔

ابلیس نے سرکشی کی اور روندۂ بارگاہ الٰہی ہوا، جب کہ آدم علیہ السلام نے ندامت اختیار کی اور محبوب و مقرّبِ بارگاہ الٰہی ہو گئے اور منصبِ خلافت پر مامور رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ثابت فرما دیا کہ منصبِ اشرف المخلوقات اور مسندِ خلافت کے یکلوتے حقدار ہیں۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کا عاجز ہونا، انکساری کرنا، نادم ہونا، پشیماں ہونا اور گریہ وزاری کرنا خلیفہ کامل ہونے کا جواز اور پختہ ثبوت ہے۔

دوّم﴾ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مشیّت﴿قدرت﴾ اپنے محبوبوں سے کوئی ایسی ادا سرزد کراتی ہے جو ان کے لیے سامانِ ندامت ہو۔ پھر وہ محبوبان عجز و انکساری اختیار کرتے ہیں۔ انھیں بخشتے ہوئے ان کے درجات کو مزید بلند کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کے کئی واقعات قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہیں۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے ساتھ ایسا ہی کچھ نظر آتا ہے۔

ان سے ادا سرزد ہوئی۔۔۔ انھوں نے عاجزی اختیار کی۔۔۔ تو۔۔۔ مزید بلند تر درجات سے نوازے گئے۔۔۔

سّوم﴾ حدیثِ نبوی ﷺ کا مفہوم ہے کہ " تم لوگوں میں سب سے بہادر شخص وہ ہے جو اپنی غلطی تسلیم کرے اور پشیماں ہوئے۔" اس طرح حضرت صوفی صاحب قبلہ نے سب سے بہادر ہونے کا بھی ثبوت دیا۔

☆☆☆

حضرت قلندر صاحب قبلہ کی خاص توجہ اور کرم فرمائیوں اور حضرت صوفی صاحب قبلہ کی جستجو، اخلاص اور ثابت قدمی نے منازلِ سلوک کو آسان سے آسان تر بنا دیا یہاں تک کہ کٹھن سے کٹھن اور بلند سے بلند منزلوں کو حضرت صوفی صاحب قبلہ صراحت﴿آسانی﴾ کے ساتھ کما حقّہم طئے کرنے لگے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

کوئی کیا پا سکے گا تیرے حوصلے کا مقام

جو تیری دھول کو پہنچا، فنا بقا پایا

ہمارے بڑوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت قلندر صاحب قبلہ کی اس عظیم الشان درس گاہ میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے علاوہ اور بھی کئی بزرگ زیورِ تربیت سے آراستہ ہوئے ہیں۔

ان حضرات میں سے واجب الذکر حضرت بابا تاج الدین ناگپوری صاحب قبلہ ہیں۔{انھیں ہم آگے حضرت بابا صاحب سے مخاطب کریں گے۔}

{ان کی درگاہ شریف تاج آباد شریف مستقر ناگپور میں موجود ہے}

حضرت بابا صاحب چونکہ مجذوب تھے اکثر اوقات جنگل میں رہا کرتے تھے۔بابا صاحب جب کبھی اپنے مرشد حضرت قلندر صاحب قبلہ کی بارگاہ میں آتے تو بس مرشد قبلہ کو تکتے رہتے، دیدارِ پیر و مرشد سے مست و سرشار ہو جاتے تو پھر سے جنگل کی طرف لوٹ جاتے۔

حضرت قلندر صاحب قبلہ کی طرف سے جب کبھی بابا صاحب کو بلالانے کا حکم ہوتا تو سوائے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے وہ کسی کے ہاتھ نہ آتے۔دوسرے حضرات جنگل میں تلاش کر کر کے خالی ہاتھ لوٹتے۔لیکن جب حضرت صوفی صاحب قبلہ ان کی تلاش میں جنگل میں چاہے کسی بھی سمت میں ہوں، بس کچھ ہی دور چلتے کہ بابا صاحب سامنے ہی بیٹھے پاتے۔حضرت صوفی صاحب قبلہ مرشد قبلہ کے بلاوئے کا مژدہ سناتے۔۔۔بابا صاحب اپنی جسمانی

کمزوری اور چلنے سے نااہلیت کا شکوہ سناتے۔۔۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحب قبلہ، بابا صاحب کو اپنے کندھوں پر اُٹھاتے اور خانقاہ میں لے آتے۔۔۔﴿آخر پہلوان جو ٹھہرے﴾

ان دونوں بھائیوں کی باہمی محبت کو ملاحظہ فرما کر حضرت قلندر صاحب قبلہ بہت خوش ہوتے اور اپنے اپنے حال میں مست اپنے دونوں لاڈلوں کو دعاؤں سے سرفراز فرماتے۔

اے عزیز! ذہن نشین رکھیں کہ حضرت بابا صاحب منصبِ مجذوبی پر اور حضرت صوفی صاحب قبلہ منصبِ قلندری پر فائض ہیں۔ چوں کہ ان دونوں منصبوں میں سرمستی صفتِ مشترکہ ہوتی ہے، اس لیے قلندروں اور مجذوبوں میں باہمی پیار و محبت پائی جاتی ہے۔

علم مقامِ خبر، فقر مقامِ نظر

فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ بابا صاحب کو جنگل سے بلا لانے کے لیے تشریف لے گئے۔۔۔ دونوں کی ملاقات ہوئی۔۔۔ بابا صاحب نے کہا۔۔۔ آج میں بھی پیدل چلنا چاہتا ہوں۔۔۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے خواہش کا استقبال کیا۔۔۔ بابا صاحب آگے آگے۔۔۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ پیچھے پیچھے۔۔۔ دونوں بھائی خانقاہ کی طرف چل پڑے۔۔۔ ابھی کچھ ہی دور چلے تھے کہ۔۔۔ بابا صاحب کو راستے میں ایک کتے کی سڑی گلی لاش دکھائی دی۔۔۔ آدھی ادھوری، کیڑے پڑی، کتے کی لاش کو بابا صاحب نے ٹھوکر لگاتے ہوئے فرمایا۔۔۔ "بے ادب! دیکھتا نہیں، میرے پیچھے میرے محبوب بھائی صوفی

صاحب چلے آ رہے ہیں۔۔۔ چل بھاگ۔۔۔ اپنا راستہ ناپ۔۔۔ ہمارا راستہ چھوڑ۔۔۔" کتّے میں جان پڑی اور وہ صحیح سالم ہو کر وہاں سے فرار ہو گیا۔۔۔

یہ دیکھ کر حضرت صوفی صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ، "نظامِ قدرت میں اپنے تصرف کا استعمال مناسب نہیں۔"

اے عزیز! جو کچھ بابا صاحب نے کیا وہ محبتِ دوست تھی۔ جو حضرت صوفی صاحب قبلہ نے فرمایا وہ اصول و ضابطہ تھا۔

سرور و مستی بھی اور شئے ہے، شعورِ ہستی بھی اور شئے ہے
کوئی کہے تجھ کو میں ہوں، کوئی کہے خود کو تو ہے

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ دن رات اذکار و مشاغل میں ہمہ وقت مصروف رہا کرتے شب و روز کا بس یہی ایک مشغلہ بن گیا تھا۔ کئی کئی دن گزر جاتے اور حضرت صوفی صاحب قبلہ مطلق آرام نہ فرمایا کرتے۔

ایک دن دو پہر کے وقت حضرت قلندر صاحب قبلہ نے حضرت صوفی صاحب قبلہ سے فرمایا کہ کچھ دیر کے لیے آرام کریں۔ حسبِ ارشاد حضرت صوفی صاحب قبلہ حجرے میں تشریف لے گئے۔ حجرے شریف میں ایک کھڑکی تھی جو دروازے کے بازو تھی۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ اس کھڑکی کے نیچے آرام فرما ہو گئے۔

اسی وقت حجرے شریف کے قریب حضرت اسرار الحق قادری شطاری صاحب تشریف لائے۔ انھیں حجرے شریف سے ذکرِ الٰہی "حَقّ اِلَّا اللّٰہُ" کی آواز سنائی دینے لگی۔ انھوں نے کھڑکی سے حجرے کے اندر نظر ڈالی۔ انھیں کوئی

دکھائی نہ دیا۔ پھر وہ دروازے سے حجرے میں داخل ہوئے۔ تب انھیں کھڑکی کے نیچے حضرت صوفی صاحب قبلہ آرام کرتے دکھائی دیئے۔ انھوں نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کو بڑے غور سے دیکھا۔ انھیں حضرت صوفی صاحب قبلہ میں بیداری کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیئے۔ اس نظارے نے انھیں مزید تشویش میں ڈال دیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ تو نیند میں تھے۔ پھر بھلا یہ ذکر کے نعرے کس طرح بلند ہو رہے تھے۔ اپنی تشویش کو تسکین دینے کے لیے وہ حضرت قلندر صاحب قبلہ کے پاس پہنچے اور حیرت و تعجب کے لہجے میں سارا معاملہ پیشِ خدمت کرتے ہوئے پوچھنے لگے، "کس طرح کسی شخص کا نیند میں بھی ذکرِ الٰہی جاری رہ سکتا ہے؟"

گہر فشاں ہوئے لبِ شہ اعظم
کہ میرے صوفی کا ہر ذکر ہو گیا قائم

حضرت قلندر صاحب نے اپنے مرید سے فرمایا کہ "بابا! جب طالبِ مولیٰ کا ذکر قائم ہو جایا کرتا ہے تو اس کا سارا بدن مشغولِ ذکرِ الٰہی رہتا ہے۔ ذکر کے قائم ہو جانے کا یہ نمونہ ہے۔ میرے صوفی کا ذکر قائم ہو چکا ہے۔ چنانچہ لگ تو رہا ہے کہ جیسے وہ محوئے خواب ہو لیکن حقیقتاً وہ بیدار ہے اور مشغولِ ذکرِ الٰہی ہے۔ میرے صوفی نے غفلت کو قتل کر دیا ہے۔"

اے عزیز! اس درجۂ کمال کے متعلق ہم آپ کی خدمت میں دو باتیں عرض کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

1﴾ کچھ صفحات پہلے ہم نے ایک حدیثِ قدسی نقل کی ہے﴿حدیثِ قدسی ایسی حدیثِ نبوی ﷺ ہوتی ہے کہ بات خود اللہ حبیب اپنے محبوب سے بلا واسطہ ارشاد کی ہو، اور حضورِ پُر نور ﷺ نے اس کی روایت امت سے فرمائی ہو﴾اس حدیث کا مفہوم یہ تھا کہ " اللہ حبیب کا جو بندہ نفل عبادتوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو، میں﴿اللہ حبیب﴾اُس کی زبان بن جایا کرتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، اُس کا کان بن جایا کرتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اُس کی آنکھ بن جایا کرتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے ہاتھ بن جایا کرتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اُس کے پاؤں بن جایا کرتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

اے عزیز! درجہ بالا حدیث میں فضیلتِ عباداتِ نوافل معلوم پڑتی ہیں۔ اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فرض عبادات کی فضیلت تو اس سے بھی بلند تر ہو گی۔

قرآنِ مجید میں آیا ہے کہ "وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" ﴿نماز قائم کرو میرے ذکر کے لیے۔ قرآن مجید، سورہ طہ، آیت 14﴾اور یہ بھی ارشاد ہے کہ "فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ " ﴿بس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں۔ سورہ بقرہ آیت 152﴾اس کے علاوہ اور بھی کئی آیات ذکرِ الٰہی کی فضیلت میں موجود ہیں۔ چنانچہ اس مقامِ بلند کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

جو آیات و احادیث اوپر بیان ہوئے ہیں حضرت صوفی صاحب قبلہ اس کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ دیگر یہ کہ نوافل کے قرب کے ساتھ فرائض کا قرب بھی ثابت ہو چکا یعنی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے جسد مبارک سے ذکر کے نعرے سنائی دینا کمالِ نوافل ہے اور ذکرِ الٰہی کا ہونا کمالِ ادائے فرائض ہے۔ ہم کو کمالِ

نوافل تو معلوم پڑتے ہیں پر کمالِ فرائض تو اللہ اور رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔

2) حضرت قلندر صاحب قبلہ کا تصدیق و توثیق (Certify) فرمانا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے روم روم میں ذکرِ الٰہی قائم اور غفلت عدم ہو چکی۔ چنانچہ ہم کو یقینِ کامل رکھنا چاہئے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ ہر آن ہر دم ہر کسی سے باخبر ہیں۔ وابستگانِ صوفی سرکار کے لیے یہ خصوصی خوش خبری ہے کہ کبھی بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کی شفقت سے ناامید نہ ہوں کیوں کہ یہ شہنشاہ جملہ حال و قال سے باخبر ہیں۔ ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اپنے ایقان کو پختہ رکھیں اور اپنے دل، دم و دید کو اس عظیم الشّان پیشوا کی پیشی سے جوڑے رکھیں۔ غرض یہ کہ ہم بھی باخبر سے باخبر ہی رہا کریں۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانبِ دل دار کن

☆☆☆

باادب باہوش رہنا ہر نفس ہر آن تم

یہ درِ صوفی ہے کسی اہلِ زر کا گھر نہیں

☆☆☆

حضرت قلندر صاحب قبلہ کی خانقاہِ مبارک "صوفی باغ" جو کہ ایک وسیع و عریض اراضی پر مشتمل ہے۔ جس میں اکثر جنگل اُگ آتے تھے۔ جہاں جنگل ہو

وہاں جانوروں کا ہونا بھی فطری بات ہے۔ لیکن صوفی باغ میں جو چوپائے چارا چرتے تھے، وہ کبھی اس احاطہ میں گندگی نہیں کرتے تھے۔ اللہ اللہ! جانوروں کو بھی اس بارگاہ کے تقدس کا شعور نصیب ہے۔

﴿اگر کسی نے درگاہ شریف صوفی نگر کا منظر دیکھا ہے تو وہ اس مذکورہ اُگ آنے والے جنگل اور چوپایوں کا چارا چرنا آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ صوفی باغ ہو یا صوفی نگر ہو، یہاں جانوروں کا آنا اس لیے بھی ہوا کرتا ہے کیوں کہ یہاں ایسی ایسی زبردست جڑی بوٹیاں اُگ آتی ہیں کہ جن کے ذریعہ کئی جان لیوا بیماریوں کا مکمل علاج ممکن ہے﴾

اکثر صوفی باغ میں سانپ اور دوسرے موذی جانور بھی نکل آتے تھے۔ چوں کہ یہ بات مشہور ہے کہ " قَتلَ المَؤذِی قَبلَ الاِیذَأ " ﴿ایذا پہنچانے والے کو ایذا پہنچانے سے پہلے مار ڈالو﴾ چنانچہ جب کبھی لوگوں کو یہ جانور نظر آتے ہیں تو انھیں مار ڈالتے ہیں۔ صوفی باغ میں بھی ایسے جانور نکل آتے تھے۔ جب لوگ ان جانوروں کو مارنے دوڑتے، تو اچانک حضرت قلندر صاحب قبلہ وہاں آ پہنچتے اور لوگوں کو روک دیتے اور جانوروں کو مخاطب ہو کر فرماتے، "ارے اللہ صاحب یہ کدھر کو نکل آئے۔ اپنا راستہ سدھارو" حیرت کی بات یہ ہے کہ جانور بھی اس خطاب کو باغور سنتے اور وہاں سے چلے جاتے۔ ﴿اللہ صاحب کے معنیٰ ہیں "اللہ والے" اسی طرح جیسے صاحبِ کتاب کے معنیٰ ہیں "کتاب والے"﴾

*****

حضرت صوفی صاحب قبلہ جب صوفی باغ، ناندورا شریف میں رہتے تھے تو کئی مرتبہ راشن اور دیگر ضروری اشیاء کی خریداری کے لیے قریب کی بستی میں

جایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت صوفی صاحب قبلہ سامان کی خریداری کو نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بازار کے قریب کے محلہ میں بہت سارے لوگ کھڑے ہیں جیسا کوئی کھیل تماشا دیکھ رہے ہوں اور وہیں سے بین بجنے کی آواز بھی آرہی تھی۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ جنگل میں ایک عورت کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اس عورت کو بستی میں لایا گیا ہے، وہ عورت بے ہوش ہے اور سپیرے بین بجا بجا کر سانپ کو بلا رہے تھے تاکہ وہ اس عورت کا زہر واپس چوس لے اور عورت کی زندگی بچ جائے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے جب یہ سارا ماجرا سنا تو وہاں تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ ایک لمبا سا کالا سانپ (ناگ) عورت کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔ سپیرے اپنا پورا فن اور پوری طاقت لگا کر سانپ کو وہاں تک لا تو لیے ہیں مگر سانپ ضد میں ہے، زہر چوسنے کو تیار نہیں۔ ان حالات میں حضرت صوفی صاحب قبلہ نے جب سانپ پر نظر ڈالی تو سانپ بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کو تکنے لگا، حضرت صوفی صاحب قبلہ نے سانپ سے مخاطب ہو کر فرمایا " ارے دیکھتا کیا ہے زہر چوس لے " اتنا فرمانا تھا کہ سانپ نے زہر چوس لیا اور چلتا بنا۔ کچھ ہی دیر میں وہ عورت ہوش میں آگئی اور اُٹھ بیٹھی۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اس عورت کو دیکھا تو لبِ مبارک پر اک تبسم نمو دار ہوئی اور حضرت صوفی صاحب قبلہ دوبارہ اشیاء کی خریداری میں مصروف ہو گئے۔

اللہ اللہ ! اے عزیز ! مردانِ قلندر کا اختیار، کہ اللہ حبیب کے حق سے جسے چاہتے ہیں موت کے منھ سے بھی کھینچ لاتے ہیں۔

اے عزیز ! ہم نے اور کئی لوگوں نے احاطۂ درگاہ شریف صوفی نگر میں کئی زہریلے سانپوں کو دیکھا ہے۔ پر ہم نے یہ کبھی نہیں سنا ہے کہ کسی کو کوئی نقصان

پہنچا ہو۔ اللہ حبیب ہم کو ہمیشہ ہمیشہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی ضمان میں رکھے کہ یہاں موذی بھی ایذا نہیں پہنچایا کرتے۔۔۔ آمین ثمہ آمین

اے عزیز! ہم کو اور ہمارے چند برادرانِ طریقت کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ اس عظیم الشان بارگاہ میں جنّات وغیرہ بھی گھوما گھاما کرتے ہیں۔ ہمارے ایک برادرِ طریقت نے ایک دفعہ ایک سانپ کے بچہ کو مارا، اور مردہ سمجھ کر پھینک دیا۔ رات کو خانقاہ صوفی میں سوئے ہوئے تھے تو بشارت ہوئی، کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خود چبوترے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ اطراف کھڑے ہوئے ہیں ایک شخص ان کے آگے کھڑا ہے اور اس کے بازو ایک زخمی لڑکا کھڑا ہے۔ وہ شخص اس بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے پوچھتا ہے، میرے بچے نے تمہارا کیا بگاڑا تھا، تم نے اسے کیوں مارا، ہمارے برادر نے اس شخص سے معافی مانگی اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ تب ان کی آنکھ کھل گئی، خواب میں دیکھے ہوئے لوگوں کا حلیہ اور آواز جو انھوں نے بیان کی وہ احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ بزرگان کے لحاظ سے اجنّا کی ہوا کرتی ہے۔

بہ لحاظِ فرمانِ حضرت صوفی صاحب قبلہ ہم آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ صوفی نگر میں ہوں اور ایسے کسی جانور کو دیکھیں تو خدارا انھیں نہ ماریں۔ بلکہ آپ ان سے کہئے کہ وہ وہاں سے چلے جائیں تو وہ ضرور بہ ضرور اپنے آپ وہاں سے چلے جائیں گے۔ آپ کو ان سے کوئی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچے گا۔ ان شاء اللہ الرحمٰن

ہم آپ سے عرض کر رہے تھے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ جب صوفی باغ پہنچے تو اس وقت تک یہ صوفی باغ عوام الناس کا شفاء گھر بن چکا تھا۔ لوگ اپنے

اپنے مسائل لے کر یہاں آتے تھے۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ اور ان کے مریدین و شاگرد اللہ حبیب کے حق سے لوگوں کو شفایاب کیا کرتے تھے۔ دعاء ہے کہ اللہ حبیب اپنے محبوبِ مطلق ﷺ کے صدقے و طفیل میں اس بارگاہ بے کس پناہ کو سلامت رکھے اور اس کے فیضانِ کرم سے اپنے بندوں کو مستفید فرماتا رہے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰس

اے عزیز! یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جب کوئی ولیِ کامل اس کی ہستی میں فنا ہو کر مستغرقِ ذات پائے جاتے ہیں تو ان کے اطراف پائے جانے والے ان کے غلامان و خدّام، جو کہ آئینہ اور مقناطیس کی صفت رکھتے ہوں اس ولیِ کامل سے فیضِ روحانی پا کر سارے سنسار کو مزیّن کیا کرتے اور خدمتِ خلق انجام دیتے ہوئے اپنے سرپرست، سربراہ اور بزرگوں کا نام روشن کیا کرتے ہیں۔

ایسے ہی ولیِ کامل ہیں مخدومِ قلندراں، مست بادۂ جبار حضور سیدنا سید شاہ عبداللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ، سجادہ نشینِ دہم، درگاہ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ بیجاپور شریف، اوران کے اطراف دل آئینہ اور مقناطیس کی صفت رکھنے والے غلامان اور خدّام ہیں حضرت قلندر صاحب قبلہ اور حضرت صوفی صاحب قبلہ اور بھی کئی بزرگان کاملین ہیں جو اس ولیِ کامل سے فیضیاب ہوئے ہیں اور ان کی بارگاہ کا نام آج تک روشن کرتے آرہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسی شاندار ہستیوں سے نسبت کی عزت عطا فرمائی ۔وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ وَ لِلّٰہِ الشُّکرِ

حضرت صوفی صاحب قبلہ نے ناندوراشریف میں مکمل سات سال عبادت ،ریاضت اور مجاہدات میں گزارے۔ ایک دن حضرت قلندر صاحب قبلہ نے

حضرت صوفی صاحب قبلہ اور حضرت بابا تاج الدین صاحب قبلہ کو اپنے پاس بلایا۔ دونوں نورِ نظر حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ " بابا! ہمارے پاس سے دو امانتیں ایک سالک کی اور دوسری مجذوب کی آپ دونوں کو عطا کرتے ہیں۔ سالک کی امانت مسمی صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری کو اور مجذوب کی مسمی سید تاج الدین قادری شطاری کو عطا کرتے ہیں۔ اب آپ کی تعلیم و تربیت کمالِ اتمام کو پہنچ چکی ہے۔"

حضرت قلندر صاحب قبلہ نے اپنے ان دونوں لاڈلوں کو مخصوص دعاؤں سے نوازا اور بدا وا﴿وداع﴾ فرمایا۔

یہ تو ہونا ہی تھا، پر ان دونوں حضرات کے دلوں پر غم کے بادل منڈلانے لگے۔ کبھی قلندر صاحب کے قدموں اور کبھی ایک دوسرے سے لپٹ کر رو پڑتے۔ قلندر صاحب قبلہ کا دریائے فیض و عطا بھی ٹھاٹیں مارنے لگا تھا۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ ان دونوں باکمالوں کے دلوں کی حالت دیکھ کر نم دیدہ ہو گئے۔ قلندر صاحب قبلہ کی اس کیفیت نے اس منظر کو قیامت خیز بنا دیا۔ اب ان تینوں باکمال ہستیوں کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ جیسے کسی خاص انداز سے دکھانے والے جلوۂ خاص دکھا دیا ہو۔ اگر آپ کبھی اپنے رفیق سے بچھڑے ہوں تو آپ ان حضرات کا جذبہ سمجھ سکیں گے۔

یار چہرے سے جو اک پردہ اُٹھا دیتا ہے

کوئی روتا ہے کوئی درد سے چلاتا ہے

یہ وہ رونا نہیں کہ جس سے نحوست ہو گی

وہ رُلاتا ہے ہمیں اور دُھلا لیتا ہے

"**تقریبِ بداوا**" یعنی وداعی کی تقریب کے بعد یہ دونوں حضرات اپنے وطن ناگپور شریف تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر دونوں نے اپنی اپنی سکونت اختیار کرلی۔ یہ دونوں ہستیاں جو مینارۂ نور بن چکے تھے اب ان کا طالبانِ حق سے کسی طرح پوشیدہ رہنا مشکل تھا۔ چنانچہ جلد ہی یہ دونوں حضرات طالبانِ حق اور عام عوام کے مشاہدے میں آگئے، پھر کیا تھا، سلسلۂ رشد و ہدایت اور فیض و کرم شروع ہو گیا۔

اسی سلسلہ میں، حضرت صوفی صاحب قبلہ سے درجہ بہ درجہ لوگ رجوع ہونے لگے اور دستِ بیعت اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اسے آپ یوں سمجھیں کہ شمع اور پروانوں کا معاملہ شروع ہو گیا﴿جو آج بھی جاری و ساری ہے اور ہمیشہ رہے گا﴾اِنْشَآءَ اللّٰہُ الرَّحْمٰنُ

نہ کبھی یہ شمع بجھے اور نہ کبھی دیوانہ وار پروانوں کی آمد کا سلسلہ تھمے۔

اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ شہر ناگپور میں ایک گتہ دار صاحب﴿Contractor Civil﴾ رہا کرتے تھے۔ جو کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے ایک مرید کے دوست تھے۔ سنا ہے کہ بڑے دولت مند بھی تھے جو کہ ان کے پیشے سے ظاہر ہے۔ اُن دنوں انھوں نے کوئلے کی کھان کی کھدائی کے کام کا گتہ لیا ہوا تھا۔ ان کہ اس کام میں ایک عجیب مشکل کا سامنا ہو رہا تھا۔ وہ عجیب مشکل یہ تھی کہ مزدور صبح سے شام تک کھان کی کھدائی کیا کرتے لیکن شام کو جب کھان سے ہٹتے تو اوپر سے مٹی گر جاتی اور کھان دوبارہ بند ہو جاتی تھی۔ صبح و شام کی یہ محنت دھری کی دھری رہ جاتی۔ اس سے بچنے کے لیے انھوں نے ایک بڑی چالاکی والا

کام کیا، دن و رات کھدائی شروع کر دی۔ بد قسمتی سے یہ نسخہ بھی کچھ کام نہ آیا۔ کھدائی کا کام آگے بڑھا تو سامنے کھدائی کرتے ہی فوراً مٹی گر جاتی اور ساری محنتیں اکارت ہو جاتیں۔ ساتھ ہی ساتھ اندرون کھان میں مزدوروں کو گڑ گڑاہٹ کی ڈاروٗنی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ غریب مزدور ڈر گئے۔ بہت سے مزدور کام چھوڑ کر چلے گئے۔ کام قریب قریب بند ہونے کو تھا۔ گتہ دار صاحب کو اب تک کافی مالی نقصان ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں وہ کئی ذی علم حضرات کی خدمات میں پہنچے۔ انھیں معلوم پڑا کہ وہ کھان اجنّا (جنّاتوں) کی بستی میں ہو رہا تھا۔ وہاں موجود جن نہیں چاہتے تھے کہ کھان بنائی جائے۔ اسی لیے یہ مشکل در پیش ہوئی تھی۔ اُنہی ذی علم حضرات نے کافی کوششیں بھی کیں۔ لیکن جنّات کی پوری بستی سے نمٹ نہ سکے۔ یہ کام کسی عارف باللہ کا تھا۔ چونکہ وہ قدرتِ الٰہیہ سے صاحب تصرف ہوتے ہیں۔

گتہ دار صاحب کے وہ دوست جو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مرید تھے انھوں نے مشورہ دیا کہ اُن کے مرشدِ باصفاء و عارف کامل یعنی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پاس چلیں۔ اپنا مسئلہ سنائیں تو ان کی مشکل ضرور بہ ضرور کشا ہو جائیگی۔

اسی غرض سے یہ دونوں دوست حضرت صوفی صاحب قبلہ کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے اور اپنی حاجت بیان کی۔ یہ ماجرا حضرت صوفی صاحب قبلہ نے سنا تو ایک مٹی کی ٹھکری منگوائی۔ اس پر شہادت کی انگلی سے کچھ لکیریں کھینچنے لگے۔ پھر فرمایا کہ یہ ٹھکری لے جا کر ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر جذب میں بیٹھے ہوئے شخص کو دے دیں۔ جو فوجیوں جیسا لباس (Uniform) پہنا ہوا ہے۔

یہ سن کر گتہ دار صاحب چونک گئے اور کہنے لگے کہ، "حضرت! وہ صاحب تو دیوانے جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بھلا میری کیا مدد کریں گے۔" اس پر حضرت صوفی صاحب قبلہ نے فرمایا، "وہ میرے بھائی ہیں اور کامل ولی بھی ہیں۔" ﴿یہ تذکرہ حضرت بابا تاج الدین صاحب کا ہو رہا ہے۔ جو ہمہ وقت جذب میں رہا کرتے تھے۔ چنانچہ دیوانے سے معلوم ہوتے تھے۔ عوام جو دکھتا ہے وہی سمجھ لیتی ہے کہ وہی حق ہے۔ لیکن کیا ہی پیاری ہے یہ دیوانگی جو مخلوق سے بے خبر اور خالق سے باخبر رکھتی ہے۔﴾

حسبِ ارشاد یہ دونوں دوست ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ بابا صاحب کی طرف کچھ ہی قدم چلے تھے کہ بابا صاحب جو سر جھکائے ہوئے اپنے حال میں مست تھے، یکسر سرِ اقدس کو طلوع کیا۔ ان دونوں دوستوں پر نگاہ فرمائی۔ ایسے حالات میں کوئی بھی شخص یہ ہی کہے گا کہ شاید بابا صاحب ان کا پہلے سے انتظار کر رہے ہوں۔

یہ دونوں دوست بابا صاحب کے اور قریب ہوئے، حضرت صوفی صاحب قبلہ کی دی ہوئی ٹھکری بابا صاحب کو پیش کر دی۔ بابا صاحب نے ٹھکری کو دیکھا ﴿جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں﴾ پھر اسی کے پیچھے ٹھیک اسی طرح شہادت کی انگلی سے لکیریں کھینچنے لگے۔ یہ ٹھکری ان کو واپس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، "بابا! یہ ٹھکری لے جاؤ اور کھان کی کھدائی کے بعد اس میں رکھ دو۔ مولیٰ نے چاہا تو محنت ضائع نہ جائے گی۔" یہ سن کر دونوں احباب چونک پڑے جو کہ ایک فطری بات ہے۔

ہدایت کی تعمیل ہوئی۔ انھوں نے ٹھکری کو کھدان میں رکھ چھوڑا۔ مولیٰ

مہربان ہوئے اور پھر اس کھدان میں کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی۔

نگاہِ عام سے دیکھو تو راہ گیر ہو تم

نظر ہو بھانپنے والی تو دستگیر ہو تم

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث شریف نقل ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دن سرکارِ دوجہان ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ کوئلے اور ہڈّی سے طہارت نہ لیا کریں کیوں کہ یہ ان کے بھائیوں کی غذا ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ وہ کون لوگ ہیں، ارشاد ہوا "جنّات۔"

اجنّا میں بھی انسانوں کی طرح نیک و بد جن پائے جاتے ہیں۔ کوئلہ اور ہڈّی نیک جنوں کی غذا ہے۔ (بد جنوں کی غذا کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے ہم احتراز و پرہیز کرتے ہیں تا کہ آپ کو کراہت نہ محسوس ہو)

کائنات کی سب مخلوقات کی طرح اجنّا نے بھی تاج دارِ کائنات ﷺ پر ایمان لایا ہے۔ مسلم و مؤمن وہ بھی ہوا کرتے ہیں۔ اُنھیں کی غذا کوئلہ اور ہڈی ہوا کرتی ہے۔

پُرانے زمانے کے لوگ، جب کبھی کوئی کھانے کی دعوت کرتے تھے، تو دستر خوان پر باقی بچی ہڈیوں کو زمین میں گڑھا کر کے دفن کر دیا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ ہی ہوا کرتا تھا کہ ان کے بھائی جنّات ان ہڈیوں کو نکال لیں اور کھائیں۔ پھر اگر کبھی اسی جگہ کو کھودنا پڑا تو وہاں دفن کی ہوئی ہڈّیاں دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔ اس سے ان لوگوں کے عقیدے کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ مٹی میں ہڈیاں گلا نہیں کرتی۔ تو پھر وہ دفن کی ہوئی ہڈیاں جاتی کہاں ہونگی؟۔۔۔ خیر آپ سمجھ ہی گئے ہونگے۔ آج کی نوجوان نسل جنھوں نے چند کتابیں پڑھ لی ہیں وہ

پُرانے زمانے کے لوگوں کو ان پڑھ، جاہل اور بد عقیدہ کہتے ہیں۔ ہاں وہ لوگ ان پڑھ تھے لیکن جاہل یا بد عقیدہ ہر گز نہ تھے۔ ان کے افعال و عقائد کہیں نہ کہیں قرآن و حدیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ آج کی یہ پڑھی لکھی قوم کا ہی مطالعہ نا قص ہے۔ اور پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اپنے اسلاف ﴿بڑوں، بزرگوں﴾ کو برے الفاظ سے مخاطب کرنے والے خود برے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ ان کی اس حماقت آمیز باتوں کو سن کر خوش ہوتا ہو گا؟ ظاہر ہے، نہیں ہوتا ہو گا۔ اس حمایت سے بھری، ناقص مطالعہ والی بگڑی ہوئی قوم کو اللہ تعالیٰ ہی سدھارے۔ ہم حقیر و فقیر اپنے مطالعہ کو کامل ہر گز نہیں گردانتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حماقت اچھی بات نہیں ہے۔ حماقت کرنے والوں کو چاہیے کسی بھی طرح کی ہو، حماقت مہنگی پڑا کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

درجہ بالا واقعہ کو پڑھ کر ہو سکتا ہے کسی معصوم ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہو کہ، حضرت صوفی صاحب قبلہ نے ٹھکری لکھ کر بابا صاحب کے پاس کیوں بھجوائی ؟خود کیوں نہ کہا کہ وہ ٹھکری کھان میں رکھ آئیں؟

ان سوالات کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں۔

1۔ ہم یہ بات تو پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ صاحبِ ضبطِ تصرفات ﴿اپنی خوبیوں اور کرامات کے چھپانے والے﴾ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اپنی کرامت کو اپنے عزیز بھائی کی طرف منسوب فرمادیا ہو۔ ہمارے بڑے بزرگوں اور برادرانِ طریق کا یہ مشاہدہ ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ خود اپنی کرامت کو دوسروں کی طرف پھیر دیا کرتے ہیں۔

جو کہ منشائے الٰہی کے عین مطابق ہے۔

2۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اس واقعہ کی رو سے عوام الناس کو اطلاع دی کہ بابا صاحب قبلہ صاحبِ کرامت اور ولیِ کامل ہیں تاکہ اس طرح لوگ جلد از جلد ان سے واقف ہو جائیں اور رجوع ہوا کریں۔

3۔ جامع کراماتِ اولیاء میں درج ہے کہ اولیاء اللہ کو مختلف مناصب پر مامور کیا جاتا ہے۔ ان کو اپنے اپنے علاقے میں مکمل تصرف (Control) دیا جاتا ہے۔

چونکہ اولیاء اللہ نفسِ شریف کے مالک ہوتے ہیں، یعنی ان کے نفس مطمئن ہو گئے ہوتے ہیں کہ اس میں کوئی شرارت باقی نہیں رہتی، چنانچہ اولیاء اللہ ایک دوسرے کے مناصب اور علاقوں میں کسی قسم کی کوئی دخل اندازی نہیں کرتے۔ ہاں اگر ایک دوسرے سے کوئی کام پڑ جاتا ہے تو باہمی اُنس (محبت) سے پیش آتے ہیں۔ بس اس بناء پر ہم یہ مانتے ہیں کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے کھدان کے صاحبِ علاقہ ولی سے ان دو احباب کو رجوع فرمایا۔

اے عزیز! اس کے علاوہ اس واقعہ میں اور کون کونسے اور کیا کیا رموز پوشیدہ ہیں اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دن بہ دن دعاء و شفاء و مشکل کشائی و حاجت روائی و کرامات کے واقعات رو نما ہوتے چلے گئے۔ اس طرح حلقۂ مریدین بھی وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی شخصیتِ بابرکت سے درجہ بہ درجہ تمام مخلوقات کو فیض و برکات حاصل ہوتے رہے۔ دیگر یہ کہ ناگپور شریف میں اور بھی کئی پیرانِ عظام نے بھی فیض حاصل کیا۔

جیسے جیسے مریدین کا حلقہ بڑھنے لگا ویسے ویسے حضرت صوفی صاحب قبلہ کو دیگر مقامات کے دورے کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کارِ مبارک کو انجام بھی دینا تھا اور مخلوق سے اپنی کرامات و درجات کو پوشیدہ بھی رکھنا تھا۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنے لیے ایک عظیم الشان تجارت ﴿کاروبار﴾ کا انتخاب فرمایا۔ عطر فروشی ﴿عطر کا کاروبار﴾ اختیار فرمایا۔ اس ظاہری غرض سے کئی جگہوں کے دورے شروع فرمائے۔ لیکن مقصدِ اصلی تو وہی تھا۔۔۔ بگڑے ہوؤں کو سدھارنا، سلسلہ کی اشاعت کرنا، اور مخلوقِ خداوندہ کی خدمت کرنا۔ اس طرح حضرت صوفی صاحب قبلہ کئی مقامات پر تشریف لے جاتے رہے۔ لوگ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پاس حاضر ہوتے اور عطر کی خوشبوؤں کے ساتھ نورِ روحانی کا بھی ملاحظہ کرتے۔ کچھ لوگ تو فریفتہ و گرویدہ ہو کر حضرت صوفی صاحب قبلہ کی تفصیلات معلوم کرتے اور دستِ بیعت حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کرتے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کو جن جن لوگوں میں حقّانیت ﴿سچائی﴾ نظر آتی، صرف انہی لوگوں کو شرفِ دستِ بیعت اور مشربِ شطاریہ عطا فرماتے۔

جو پیا من بھائے، سہاگن کہلائے

ہر جگہ بس عطر فروشی ہی کے لیے نہیں جایا کرتے بلکہ کبھی کبھار حضرت صوفی صاحب قبلہ اپنے جاں نثار مریدوں کی خواہش پر انہی کے ساتھ دیگر مقامات کا دورہ بھی فرمایا کرتے۔

اسی سلسلہ میں حضرت صوفی صاحب قبلہ نے ناگپور شریف کے اطراف و اکناف کے دیہاتوں اور اضلاع کے علاوہ رائے پور، دُرگ، بھوپال، گوالیار

شریف ، دہلی شریف، اجمیر شریف، احمد آباد شریف، برہان پور شریف، مانڈو شریف، ممبئی، اورنگ آباد و خلد آباد شریف، ناندیڑ، نظام آباد، حیدرآباد، میدک (ضلع)، محبوب نگر، نلگنڈہ، ورنگل (ضلع) وغیرہ وغیرہ مقامات کا دورہ فرمایا۔ ان مقامات میں سے اکثر میں سلسلۂ مریدی کا آغاز فرمایا۔ اور تو اور حضرت صوفی صاحب قبلہ نے ان مقامات میں سے کئی مقامات پر چلہ کشی بھی فرمائی جن میں قابلِ ذکر مقامات ہیں، اجمیر شریف، مانڈو شریف، بہار شریف، گوالیار شریف، احمد آباد شریف، برہان پور شریف، ناگپور شریف، اور بالخصوص بیجاپور شریف۔

قبلۂ عالم حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحب قبلہ روحی و قلبی فدا ھٗکے فرزند اور پہلے جانشین و سجادہ نشین، قبلۂ عالم حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحب قبلہ فداعلیہ روحی و قلبی نے چشم دید گواہوں کے ناموں کے ساتھ اپنی کتاب "ہدایت صوفی معروف بہ جامعِ معرفت" میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے کئی واقعات قلم بند فرمائے ہیں۔ (ہدایتِ صوفی، حضرت صوفی شاہ عبدالواحد صاحب قبلہ کی کئی تصانیف میں سے ایک ہے۔ جو کہ انہی کے قلم سے تحریر کردہ ہیں۔ اس کتاب میں آیاتِ قرآنی، احایثِ مبارکہ، اقوالِ بزرگانِ دین سے دلائل پیش کرتے ہوئے منازلِ سلوک، طریقِ فناء اور مشاہدہ و وحدت الوجود (دیدارِ الٰہی) کو ثابت کیا ہے۔ اس کتاب میں مشہور بزرگانِ دین کا شعری مجموعہ عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں موجود ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے واقعات بھی نقل کئے گئے ہیں۔ میرے پیر و مرشد کے فیضانِ چشمِ کرم کے طفیل مجھ حقیر و فقیر کو اس کتاب کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔)

ہدایتِ صوفی میں درج واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت صوفی صاحب قبلہ قلعہ ڈونگر، موضع برگھاٹ، ضلع سیونی، ریاست مدھیہ پردیش کے راستے بیل گاڑی میں سوار دورہ فرمارہے تھے۔ اسی راستے میں ایک ڈھیٹ سادھو بھی بیٹھا رہا کرتا تھا۔ جب بیل گاڑی قلعہ کے قریب پہنچی بیل اچانک بیٹھ گئے۔ یہ بیل گاڑی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مرید خاص جناب ہدایت خان صاحب کی تھی اور اُس وقت وہ بھی حضرت قبلہ کے ساتھ سفر میں شریک تھے۔ حالآں کہ یہ بیل جوڑا بہار کے اعلیٰ قسم کے بیلوں کا تھا۔ لیکن قلعہ کے دروازے کے سامنے یہ بیل اچانک بیٹھ گئے۔ صحت مند، چست و تندرست ہونے کے باوجود، ان کا اس طرح اچانک بیٹھ جانا تشویش ناک تھا۔ ہدایت خان صاحب اور اُن کے دیگر ساتھی (جن کے نام ہم آگے پیش کریں گے) نے بہت کوششیں کی پر بیل اس طرح بیٹھ گئے تھے جیسے درخت جڑیں زمین پکڑ لیتے ہیں۔ تمام کوششیں بے کار ہو گئیں۔ لیکن بیل نہ اُٹھ سکے۔ آخر کار تنگ آکر وہ بیلوں کو مارنے لگے۔ حضرت قبلہ نے اُنھیں روکا اور ارشاد فرمایا، "بابا! اس میں ان بیلوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ حرکت ان سے کوئی اور کرا رہا ہے۔ دیکھو اسی راستے پر ایک سادھو بیٹھا ہے۔ اُس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم فقیر ہیں۔ فقیر پر حملہ کیوں؟۔"

سب لوگ راستے کے دائیں بائیں اُس سادھو کو تلاش کرنے لگے۔ محترم ہدایت خان صاحب کو سادھو مل گیا۔ اُنھوں نے حضرت قبلہ کا پیغام سادھو کو سنایا۔ اس پیغام کو سنتے ہی سادھو سرکشی پر اُتاؤلا ہو کر آگ بگولا ہو گیا۔ جھڑکتے ہوئے بولا، "میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ جاؤ۔۔۔" ہدایت خان صاحب لوٹ آئے۔ اور حضرت قبلہ سے یہ سارا ماجرا بیان کر دیا۔ حضرت قبلہ

نے انھیں دوبارہ وہی پیغام دے کر بھیجا۔ سادھو نے پھر سے اُسی طرح کا جواب دیا۔ پھر تیسری دفعہ روانہ کیا۔ اس مرتبہ حضرت قبلہ کو قدرہ جلال پیش آیا۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا، " جاؤ۔۔۔ اُس سادھو سے کہو کہ۔۔۔ ہم بھی فقیر آدمی ہی ہیں۔۔۔ اب کی مرتبہ ہماری بات مان لیگا تو ٹھیک ہے۔۔۔ ورنہ فقیر کو خود بیل گاڑی سے

اُترنا پڑے گا۔۔۔"

ہدایت خان صاحب سہ بارہ﴿تیسری مرتبہ﴾ یہ پیغام لے گئے اور ادھر اب تک کئی مقامی باشندے بیل گاڑی کے اطراف جمع ہو گئے تھے۔ مقامی باشندے آپس میں کچھ کھسُر پھُسُر کر رہے تھے۔ حضرت قبلہ کے ساتھ سفر کرنے والوں نے مقامی باشندوں سے ماجرا دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہی سب کچھ کئی لوگوں کے ساتھ ہوتا آرہا تھا۔ یہاں سے گزرنے والے لوگوں کو وہ سادھو اکثر اسی طرح ستایا کرتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ہدایت خان صاحب وہی جواب لے کر واپس آئے۔

اب کیا تھا، حضرت قبلہ بیل گاڑی سے نیچے تشریف لے آئے۔ فرمایا "لاؤ ہماری چھڑی دو۔۔۔" عصاء مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے خود حضرت قبلہ سادھو کی طرف تشریف لے گئے۔ جیسے ہی سادھو پر حضرت قبلہ کی نظر پڑی۔ حضرت قبلہ نے اس کو دھر دبوچا اور ایک زبردست طمانچہ رسید فرمایا۔ اُسی پل، سادھو لڑکھڑا کر چکّریں کھانے لگا۔ تو حضرت قبلہ نے اُس کی جٹیں پکڑلیں﴿جٹیں ایسے لمبے بالوں کو کہتے ہیں جو کہ مہینوں سے دھوئی نہ گئی ہو، اور چمٹ سمٹ گئیں ہوں﴾

اب کیا تھا، سادھو کی جٹیں جڑوں سے ٹوٹ کر حضرت قبلہ کے دست

مبارک میں آگئیں۔ سادھو کی جسمانی طاقت اور اثرِ جادو دھرا کا دھرا رہ گیا۔ اپنی یہ درگت دیکھ کر سادھو کو بھی حضرت قبلہ کی خداداد طاقت کا اندازہ ہو گیا۔ ساتھ ہی جان کے لالے نظر آنے لگے۔

اُسی وقت وہ سادھو حضرت قبلہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافیاں مانگنے لگا۔ رحمت کا سمندر جوش میں آیا اور حضرت قبلہ نے اُسے معاف فرماتے ہوئے حق کی ہدایت فرمائی۔ اِدھر بیل جوڑا بھی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مقامی باشندے بھی سادھو پر برہم ہوئے اور اُس کو مارنے کی ضد کرنے لگے۔ حضرت قبلہ نے ان لوگوں سے ارشاد فرمایا، "نادم کو سزا دینا ظلم ہے اور ظالم کو اللہ حبیب پسند نہیں فرماتا۔ یہ نادم ہوا ہے اور توبہ کر چکا ہے۔ اللہ حبیب اِسے معاف فرمائیں۔ ہم نے اسے معاف کر دیا ہے۔ آپ لوگ بھی اس کو معاف کر دیں تو ٹھیک ہو گا۔"

حضرت قبلہ کا خطاب سن کر ان لوگوں نے بھی اس سادھو کو معاف کر دیا۔

سادھو باادب ہو کر حضرت قبلہ سے التجا کرنے لگا، "حضرت! آپ نے مجھے معاف فرما کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ ایک احسان اور بھی فرمایئے۔ مجھ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ دنیا اور آخرت کی فلاح آپ ہی کی پناہ میں حاصل ہو سکتی ہے۔"

سادھو کا نصیبہ جاگا، حضرت قبلہ نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔ لبِ مبارک پر ہلکی اسی تبسّم ﴿مسکراہٹ﴾ نمودار ہوئی۔ اس سادھو کو بھی اپنے ساتھ سفر میں شامل فرمالیا۔ دوبارہ سفر کا آغاز ہو گیا۔ راستے میں حضرت قبلہ نے اس کو حق و باطل سے آگاہ فرمایا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد سادھو نے حضرت قبلہ سے دستِ بیعت ﴿مرید ہونے﴾ کی تمنّا ظاہر کی۔ حضرت قبلہ نے اس کا حُلیہ

ٹھیک کیا۔ اس کو مرید بناتے ہوئے داخلِ اسلام فرمادیا۔ ڈھیٹ سادھو بھی عزت والوں میں شامل ہو گئے۔ اس نوری بشر کی صحبت میں رہ کر انھوں نے علم تو حاصل کیا ہی، مجاہدات و عبادات بھی کرنے لگے۔ حضرت قبلہ نے ان کا نام عبدالرحمٰن شاہ شطاری رکھا۔

تیری عطا کے تصدُّق، تیرے کرم کے نثار
میں کیا تھا اور مجھے کیا بنا دیا تو نے

اے عزیز! حضرت قبلہ کے ساتھ جو خوش نصیب لوگ اس وقت سفر میں ساتھ تھے اُن حضرات کے اسماء ﴿نام﴾ یہ ہیں۔

1﴾ جناب ہدایت خان شطاری القادری صاحب ﴿مال گزار﴾

2﴾ جناب حبیب خان شطاری القادری صاحب ﴿جناب ہدایت خان شطاری القادری صاحب کے بھائی﴾

3﴾ جناب شفیع الدین شطاری القادری صاحب، متوطن منڈلا

4﴾ جناب عبدالعزیز شطاری القادری صاحب، سب انسپکٹر منڈلا

اے عزیز! یقین مانیے کہ اولیاء اللہ کی سزاء بھی حکمِ الٰہی سے جزائے خیر بن جایا کرتی ہے۔ محبوبانِ خدا چاہے جس حال میں کسی چیز کو چھو لیا کرتے ہیں تو رحمتِ الٰہی کو یہ کب اور کیسا گوارا ہو کہ اس کو اندھیروں میں بھٹکائے بلکہ اس کو نورِ ہدایت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔

اے عزیز! ہم نے سادھوؤں کے کئی واقعات کا مطالعہ کیا ہے اور ان میں

سے تقریباً میں یہ بات مشترک پائی گئی کہ سادھوؤں کو ان کے گرو﴿Guru﴾ کسی مخصوص مقام پر کوئی خاص کام انجام دیتے رہنے کے لیے چھوڑتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ اسی مقام پر وہ یہ کام انجام دیتے رہیں۔ کسی نہ کسی روز کوئی مردِ حق آگاہ وہاں آئیں گے اور اسے ہارا دیں گے۔ بس تو اسی شخص کے ساتھ ہو لے۔۔۔ تا کہ۔۔۔ مُکتی ﴿نجات﴾ پائے۔ اوپر جو واقعہ بیان ہوا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ کیوں اور کیا ہوا ہے۔

جس مقام کا یہاں ذکر ہوا ہے اسے آج کے دور میں امود گڑھ کہا جاتا ہے جو کے برگھاٹ سے 20 کلو میٹر کے فاصلے پر شمال کی طرف پایا جاتا ہے۔ برگھاٹ، ضلع سیونی میں آتا ہے۔ سیونی سے برگھاٹ 23 کلو میٹر ہے۔ سیونی، ناگپور سے شمال کی جانب 130 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ سیونی ریاست مدھیہ پردیش کا ایک ضلع ہے۔

☆☆☆☆☆

"ہدایتِ صوفی "میں یہ بھی واقعہ درج ہے کہ ایک روز حضرت صوفی صاحب قبلہ موضع نرساپور، سے تعلقہ مُلوگ تشریف لے جارہے تھے۔ جس کا درمیانی فاصلہ 8.5 کلو میٹر ہے۔ مُلوگ سے ورنگل، ورنگل سے قاضی پیٹ اور وہاں سے ناگپور جانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت قبلہ کے ساتھ ڈاکٹر قادر علی شطاری القادری صاحب ﴿حیوانات کے ڈاکٹر﴾ بھی ساتھ تھے۔ ان کے علاوہ چند اور خاص مریدین بھی تھے۔ چونکہ نرساپور سے مُلوگ جانے کے لیے کوئی بس نہیں تھی اس لیے حضرت قبلہ بیل گاڑی پر سوار ہو کر مُلوگ کو روانہ ہوئے۔

اس زمانے میں مُلوگ سے ورنگل جانے کے لیے صرف ایک ہی بس چلا

کرتی تھی۔ اور ادھر حضرت قبلہ کو گاؤں سے نکلنے میں تاخیر ہو گئی تھی۔ اس لیے وہ یکلوتی بس ملنے کے امکانات بھی کم ہی ہو گئے تھے، لیکن چونکہ ناگپور جانا ضروری تھا اس لیے حضرت قبلہ نے گاؤں نرسا پور سے مُلوگ جانے کو بہتر سمجھتے ہوئے اس سفر کا آغاز فرمایا۔

اُس زمانے میں چلنے والی بس کچھ اس طرح کی تھی جیسی کہ تصویر میں ہے۔ اس میں ڈرائیور آگے بنے کیابن Cabin میں بیٹھتے تھے۔ مسافر پیچھے کی نشیستوں Seats پر بیٹھا کرتے تھے۔

جب حضرت قبلہ بس کے لیے مُلوگ پہنچے تو وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ وہ بس مُلوگ کے لیے روانہ ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر قادر علی صاحب نے بس اڈّے کے ملازمین سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ بس کچھ ہی دیر پہلے نکل چکی تھی۔ اندازہ تھا کہ وہ بس ابھی 2 یا 3 فرلانگ (400 سے 600 میٹر) دور گئی ہو گی۔ اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے ڈاکٹر صاحب، حضرت قبلہ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے۔ "سرکار! بس تو چھوٹ چکی ہے۔ اب تک تو کافی دور بھی جا چکی ہے۔ اب سرکار واپس چلیں اور غریب خانہ میں ایک دن کا مزید قیام فرمائیں۔ کیوں کہ یہ بس تو کل ہی آئے گی۔"

اے عزیز! ایسا تجربہ ہمیں بھی کئی بار ہو چکا ہے۔ ہم بھی کئی مرتبہ ہمارے

پیرو مرشد کو چھوڑنے کے لیے بس اسٹانڈ یا ریلوے اسٹیشن گئے ہیں۔ کبھی کبھار ہمارے آقا و مولیٰ کی بس یا ریل اسی طرح چھوٹی ہے۔ اس وقت بجائے ملال ہونے کے ہمیں بہت خوشی ہوتی تھی۔ اس موقعہ پر ہم بڑی معصوم صورت بنا کر ہمارے پیرو مرشد قبلہ سے عرض کرتے تھے کہ سرکار ایک دن یا کم از کم کچھ ہی دیر رُک جایئے۔ وہ معصوم سی صورت اس لیے بناتے تھے تاکہ ہمارے آقا ہم پر ترس کھائیں اور ہمیں وہ موقعہ نوازیں۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ہم ہمارے آقا کو رُکا لینے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ اس رُکا لینے کی وجہ صرف اتنی ہوتی تھی کہ کچھ دیر اور آقا کی صحبت میں رہنا اور ان کے پُر نور چہرے کا دیدار کرنا نصیب ہو جائے۔ ہمارا جو یہ معاملہ ہمارے آقا کے ساتھ تھا، ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی معاملہ ڈاکٹر قادر علی صاحب کا حضرت صوفی صاحب قبلہ کے ساتھ رہا ہو گا۔ آخر ڈاکٹر صاحب کی اور ہماری طلب ایک جیسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ لگتا ہے کہ ہماری یہ تڑپ ہمارے ایسے ہی بڑوں کی وراثت ہے۔

میرے سامنے یونہی بیٹھ تو، کہ نگاہ بھر تجھے دیکھ لوں
تجھے دیکھ لینا ہے بندگی، تجھے دیکھ لینا ہے زندگی

ہم عرض کر رہے تھے کہ ڈاکٹر قادر علی صاحب نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کو بس کے بارے میں اطلاع دی کہ بس چھوٹ گئی اور اسی وجہ سے واپس گھر چلنے کی درخواست کرنے لگے تھے۔

لیکن ہائے ری قسمت! حضرت قبلہ کو اسی دن ورنگل جانا ضروری تھا، تاکہ وہاں سے ریل کے ذریعہ بروقت ناگپور پہنچیں اور اس تقریب میں شرکت فرمائیں جس کا وعدہ حضرت قبلہ نے اپنے ایک عزیز سے کیا تھا۔ ﴿قرآن مجید میں ہے:

بَلٰی مَن اَوفیِ بِعَہدِ ہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَ اللّٰہَ یُحِبُّ المُتَّقِینَ۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 76۔ ترجمہ: ہاں جو وعدے کو پورا کرتا ہے وہ متقی ہے، بس تحقیق کہ اللہ متقیوں کو پسند فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: فرمایا سرکارِ دو عالم ﷺ نے، "جب کوئی شریف النّفس کوئی وعدہ کرتا ہے تو اُس کو ضرور پورا کرتا ہے۔"﴾ اپنے اسی وعدے کے پیشِ نظر حضرت قبلہ نے فرمایا، "چلو! اس بس کا پیچھا کرو۔" حاضرین اس بات پر حیران تھے کہ بیل گاڑی سے بس کا پیچھا کس طرح کیا جائے۔ لیکن حضرت قبلہ کا حکم ہو چکا تھا اور وہ سب حضرت قبلہ کے حکم کو بِلا چُوں و چِرا تعمیل میں لایا کرتے تھے۔ سب لوگ جانتے بھی تھے کہ حضرت قبلہ کے فرمانات حکمت پر مبنی ہوتے تھے۔ چنانچہ اس حکم کی بھی تعمیل کی گئی اور بس کا پیچھا شروع کر دیا گیا۔

حضرت قبلہ کا یہ قافلہ ابھی کچھ ہی دور پہنچا تھا کہ سڑک پر ان لوگوں کو ایک شخص دیکھائی دیا جس کو دیکھ کر لگتا تھا کہ جیسے وہ سڑک پر اپنی کوئی کھوئی ہوئی چیز ڈھونڈ رہا ہو۔ حُلیہ سے وہ شخص میکانک یا کسی بس یا لاری کا کلینر Cleaner معلوم پڑ رہا تھا۔ ابھی بیل گاڑی اس شخص کے قریب پہنچنے ہی والی تھی کہ اس نے سڑک سے کوئی چیز اُٹھائی۔ حضرت قبلہ کے حکم پر ڈاکٹر صاحب نے اس شخص کو آواز دی۔۔۔ وہ شخص قریب آیا۔۔۔ اس سے پُوچھا گیا۔۔۔ "آپ کون ہیں؟"۔۔۔ وہ بولا "میں بس کا کلینر ہوں"۔۔۔ "کونسی بس کے؟"۔۔۔ "مُلوگ سے ورنگل جانے والی بس کا"۔۔۔ "یہاں کیا کر رہے ہو؟"۔۔۔ بولا "کنجیوں کا گچھا گر گیا تھا۔ ڈھونڈتا ہوا آیا ہوں۔ اب کنجیاں مل گئیں ہیں۔ واپس بس پر چلا جاؤں گا۔"۔۔۔ پوچھا گیا "بس کہاں ہے؟"۔۔۔ اس نے بتایا، "پہاڑی کے پیچھے کھڑی ہے جب میں جاؤں گا تو پھر سے چل پڑے گی"۔۔۔ پوچھا گیا، "چلتی گاڑی

سے کنجیاں کیسے گر گئی؟"۔۔۔اس نے بتایا، "کچھ دیر پہلے بس یہاں رُکی تھی میں بھی نیچے اُترا تھا، شاید اسی وقت کنجیاں گر گئی ہوں گی۔"۔۔۔

ڈاکٹر قادر علی صاحب مسکراتے ہوئے حضرت قبلہ کی طرف پلٹے اور قدم بوس ہو گئے۔ جب فارغ ہوئے تو کلینر سے کہنے لگے کہ حضرت قبلہ کو بھی ورنگل جانا ہے۔ کلینر نے کہا "ضرور چلیں۔ بس تو یہیں کھڑی ہوئی ہے۔"

بیل گاڑی بس کی طرف چل پڑی۔ کلینر بھی اسی میں سوار ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں بیل گاڑی بس کے پاس پہونچ گئی۔ تمام مسافروں نے چین کی سانس لی جو کلینر کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ سب لوگ بس میں سوار ہو گئے۔ حضرت قبلہ تو سوار ہوئے ہی ساتھ میں ڈاکٹر صاحب بھی سوار ہو گئے۔ حضرت قبلہ نے ورنگل کی دو ٹکٹیں خریدی فرمائی۔ اس وقت بس میں عبد الرحیم صاحب ﴿تحصیلدار ورنگل﴾ محمد رضا صاحب ﴿پیش کار﴾، محبوب علی صاحب ﴿ٹپہ دار﴾ اور سبحان الدین صاحب ﴿منشی ٹپہ خانہ﴾ سوار تھے۔ یہ سب عہدہ داران بس کی سامنے والی سیٹوں پر بیٹھے تھے۔ درمیان کی سیٹس پر بھی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لیے حضرت قبلہ اور ڈاکٹر صاحب کو آخری سیٹ پر جگہ ملی۔ وہ بس بھی موجودہ بسوں ہی کی طرح مختلف اقسام کی بدبوؤں سے مہک رہی تھی۔

﴿مفت مفید مشورہ: اگر آپ کسی نفسِ قدسی ﴿پیرِ کامل﴾ کو ٹھہرانا چاہتے ہیں تو خیال رکھیں کہ وہاں کسی قسم کی بدبو نہ پائی جائے ورنہ لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں۔﴾

عقل و فکر یہ بات منوا رہی ہے کہ اس بدبو کی باعث حضرت قبلہ نے حفظِ دم فرمایا ہو گا۔ یعنی سانس روک لی ہو گی۔ جو کہ مردانِ خدا اکثر و بیش تر کیا کرتے

ہیں۔ یاد رکھئیے کہ جب کبھی اہل اللہ حفظِ دم فرماتے ہیں تو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی ہوا، جب بس سڑک پر دوڑی تو کبھی دائیں تو کبھی بائیں طرف بار بار سڑک سے اُتر جانے لگی۔ یہ لیفٹ رائٹ Left & Right کا معاملہ بار بار ہونے لگا۔

جب جب بس دائیں بائیں اُتر جاتی اور اوبڑھ کھابڑھ فٹ پاتھ پر تھپیڑے ﴿جھٹکے﴾ کھانے لگتی اور قریب ہوتا کہ کوئی حادثہ پیش آئے تب تب ڈرائیور، کلینر اور آگے بیٹھے ہوئے عہدہ دار دیکھتے کہ وہ شخصیتِ پُر انوار جو بیچ راستے سے بس میں سوار ہوئے تھے وہ بس کے آگے آگے چلتے ہوئے دکھائی دیتے تھے اور جب جب وہ سڑک پر بس کے آگے دکھائی دیتے تب تب ڈرائیور بس کو واپس سڑک پر لانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ لیفٹ و رائٹ کا یہ معاملہ مسلسل چل رہا تھا۔ ڈرائیور کی دشواریوں اور گھبراہٹ نے اُسے بس کو رُوکنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے عہدہ داران سے کہا کہ، "اب یہ بس میرے بس میں نہیں رہی۔" ﴿یعنی قابو میں نہیں رہی﴾ "حیرت تو یہ ہے کہ یہ خود ہی اپنے آپ کبھی دائیں کو تو کبھی بائیں کو سڑک سے اترتی جارہی ہے۔ وہ تو بھلا ہو ان حضرت کا جو مجھے اس انداز سے بس کے آگے آگے چلتے نظر آرہے ہیں۔ جب جب بھی وہ مجھے نظر آرہے ہیں تب تب ہی یہ بس قابو میں آرہی ہے۔ پتا نہیں یہ کیا ماجرا ہے؟ میں تو عاجز آگیا ہوں۔"

ڈرائیور صاحب کے بیان سے تمام عہدہ داران بھی متفق تھے۔ آپس میں مشورہ ہوا۔ عبد الرحیم صاحب تحصیلدار جو علومِ دینیہ پر کافی عبور رکھتے تھے، یہ رائے پیش کی کہ، ہو سکتا ہے ہم نے کسی اللہ والے کی ناقدری کی ہو، جس پر اللہ

تعالیٰ اپنی ناراضگی دکھا رہا ہو اور یہ سب کچھ غیر معمولی حرکتیں ہو رہی ہوں اور ہو نہ ہو وہی حضرت جو بس کی آخری سیٹ پر بیٹھے ہیں وہی تو بس کے آگے آگے دکھائی دے رہے تھے۔ لگتا ہے کہ انھیں کی طرف قدرت ہمیں متوّجہ کرا رہی ہے۔ اس رائے پر کچھ لوگ راضی ہوئے اور کچھ راضی نہیں ہوئے۔ طئے ہوا کہ چل کر انھیں سامنے لا بٹھاتے ہیں اور بس چلا کر دیکھتے ہیں ماجرا اپنے آپ سمجھ میں آجائے گا۔

چنانچہ وہ سب لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ حضرت قبلہ آگے کی نشست پر جلوہ فرما ہوں تو احسن ہو گا۔ اس پیشکش پر حضرت قبلہ نے توکل ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، "فقیر جہاں بیٹھا ہے وہیں ٹھیک ہے اور اللہ حبیب کا شکر بجا لاتا ہے۔" پر وہ حضرات بھی اصرار پر اڑھ گئے اور کہنے لگے "اگر آپ وہاں چل کر نہیں بیٹھتے ہیں تو بس بھی چلائی نہ جائے گی۔" ساتھ ہی ساتھ ڈاکٹر قادر علی صاحب سے سفارش کی گزارشیں کرنے لگے۔

ان حضرات کے اصرار اور ڈاکٹر صاحب کی سفارش و خواہش پر حضرت قبلہ آگے کی سیٹ پر جلوہ فرما ہوئے۔۔۔ بس چلائی گئی ۔۔۔ ٹھیک ٹھاک دوڑ پڑی۔۔۔ ڈرائیور نے ایک اور انکشاف کیا۔۔۔ وہ یہ کہ اب بھی بس اپنے آپ ہی چلی جا رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ لیفٹ رائٹ والا مسئلہ پیش نہیں آرہا تھا۔۔۔

بہر حال سفر دوبارہ شروع ہو گیا تھا۔ عبدالرحیم صاحب نے بات چیت کی غرض سے پوچھا۔۔۔ "آپ کون ہیں؟"۔۔۔ حضرت قبلہ نے اپنا تعارف عنایت فرمایا۔۔۔ مزید پوچھے کہ ۔۔۔ "حضرت قبلہ کہاں کا قصد رکھتے ہیں؟" ۔۔۔

ارشاد ہوا۔۔۔ "ورنگل جانا ہے اور وہاں سے ریل کے ذریعہ ناگپور روانہ ہونا ہے۔"۔۔۔ عبدالرحیم صاحب نے اپنی گھڑی دیکھی اور کہنے لگے۔۔۔ "ناگپور کی ریل کا وقت تو ہو چکا ہے!"۔۔۔ ارشاد ہوا۔۔۔ "بابا! جب بس نے فقیر کا انتظار کیا۔۔۔ تو اب۔۔۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔۔۔ ریل بھی انتظار کرے گی۔"

پہلے سے ششدر وہ عہدہ دار حضرات مزید حیرت زدہ ہو گئے۔ سبھوں نے خیال کیا کہ اگر حضرت قبلہ کی یہ بات صحیح نکلی تو ثابت ہو جائے گا کہ حضرت قبلہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں۔ بلکہ صاحبِ تصرُّف کامل ولی ہیں۔

آخر بس ورنگل جا پہنچی۔ حضرت قبلہ اور ڈاکٹر صاحب ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑے۔ یہ عہدہ داران حضرات بھی ساتھ ہو لیے۔ جب ریلوے اسٹیشن پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ریل جسے دو گھنٹے پہلے چلی جانا چاہیے تھا وہ اس وقت اسٹیشن پر ہی کھڑی تھی۔ مولیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے ناگپور کے دو ٹکٹ خریدے گئے۔ حضرت قبلہ ریل پر سوار ہو گئے۔

ریل کے رُکے رہنے کی وجہ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ ریل کے انجن میں کوئی خرابی تھی۔ جو اس وقت سے قریب 5 منٹ پہلے ہی درست کی جا سکی تھی۔

حضرت قبلہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ من و عن صحیح ثابت ہوا۔ ان عہدہ داروں کو حضرت قبلہ سے عقیدت و محبت ہو گئی۔ خود کو خوش نصیب ماننے لگے تھے کہ ایک مردِ قلندر، ولیِ کامل اور رہبر مکمل کا دیدار اور صحبت نصیب ہو گئی تھی۔ محبت جوش کھائی تو یہ سبھی لوگ بھی ریل میں اس غرض سے سوار ہو گئے کہ کچھ دیر اور صحبتِ بابرکت میں گزارنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ شاید اسی طرح کے موقعہ کے لیے حضرت مولیٰنا روم رحمتہ اللہ علیہ نے یہ شعر کہا ہو گا کہ

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

آج بھی ریل میں سوار کرانے کو آنے والے مسافروں کے ساتھ ریل میں چڑھ جایا کرتے ہیں اور جب ریل ذرا کھسکنے لگتی ہے تب اُتر آتے ہیں۔ اُس وقت بھی یہی کچھ معاملہ نظر آتا ہے۔ حضرت قبلہ کے ساتھ سبھی لوگ ریل میں سوار ہو گئے۔ ڈبے میں جانے کے بعد سب حضرت قبلہ کے اطراف بیٹھ گئے۔ من ہی من میں سوچنے لگے کہ آج مقدر نے یاوری کی ہے جو یہ لمحات نصیب ہوئے ہیں۔ وہ سبھی لوگ حضرت قبلہ کے فریفتہ و گرویدہ ہو گئے۔ اشتیاق، ذوق و شوق جب سر چڑھ گیا تو عبدالرحیم صاحب ادباً عرض کرنے لگے، " سرکار! مجھ غریب طالبِ حق کو اپنی غلامی میں لے لیجیے۔ میں اسی وقت مرید ہو نا چاہتا ہوں۔ "اِنھوں نے ذرا ہمّت دکھائی تو باقیوں نے بھی یہی سوال کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت قبلہ نے ان سب کو تسلّی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ " بابا! یہ جگہ اور وقت مناسب نہیں ہے۔ لھٰذا اگلے دورے میں جب آؤں گا تو انشاء اللہ الرحمٰن ضرور آپ کی خواہش پوری کرونگا۔ "سب لوگ بھی مان گئے۔ پھر عبد الرحیم صاحب نے چائے کی پیش کش کی۔ حضرت قبلہ نے مسکرا کر پیالہ لیا، لبِ مبارک سے لگایا ایک دو چسکیاں لیں اور واپس عبدالرحیم صاحب کو عطا فرمادیں۔ خوشی خوشی ان تمام حضرات نے اس متبرک چائے کو آپس میں بانٹ لیا اور بڑے ادب و احترام سے اسے نوش کیا۔ تبرک کو پیتے ہی دل میں مزید تقویت پیدا ہوئی۔

کچھ عرصہ بعد جب حضرت قبلہ نے اس مقام کا دورہ فرمایا تو ان سبھی عاشقوں کو دستِ بیعت عطا فرماتے ہوئے مریدی میں لے لیا۔

نام سے تیرے دن نکلتا ہے
رات کو بھی یہ کام چلتا ہے
دیکھ لیتے ہیں دیکھنے والے
کس طرح تو کسے بدلتا ہے

☆☆☆☆☆

میرے پیارے آقا حضور صوفی صاحب قبلہ ناگپور میں مقیم تھے۔ جیسا جیسا موقعہ ملتا حضرت قبلہ اطراف و اکناف کے مقامات کے دورے (سفر) فرمایا کرتے تھے۔ گذشتہ صفحات پر ہم نے کتاب "ہدایتِ صوفی" کا ذکر کیا تھا۔ اسی کتاب میں حضرت قبلہ کا ایک اور واقعہ درج ہے۔ اپنی تاریخی حیثیت سے یہ واقعہ کچھ زیادہ اہم، روح پرور، ایمان افروز اور پُر اسرار ہے۔

یہ واقعہ اس وقت واقع ہوا جب حضرت صوفی صاحب قبلہ شہر اورنگ آباد کے مشہور ترین مجذوب اور اس وقت کے کامل ولی و قطبِ اورنگ آباد حضرت بَنّے میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات فرمانے کے لئے انکے ہاں گئے۔

شہر اورنگ آباد اور اس کے اطراف واقع مقامات کو آج بھی اولیاء اللہ کا گڑھ مانا جاتا ہے۔ کئی اہل نظر بزرگوں نے اس شہر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ جب سرزمین اورنگ آباد پر پہنچ جاؤ تو سنبھل کر قدم رکھنا کہیں کسی ولی کے مزار پر قدم نہ پڑ جائے۔ یعنی اس شہر مقدس میں قدم قدم پر اولیاء اللہ کے مزارات موجود ہیں۔ اسی شہر میں حضرت بَنّے میاں صاحب مقیم تھے۔ حضرت بَنّے میاں

صاحب مجذوب منش ہونے کی وجہ سے چھوٹی لنگوٹ پہننے کے علاوہ برہنہ رہا کرتے تھے لیکن ولیِ کامل گزرے ہیں۔ اسی لئے عوام الناس کو بھی ان سے بے حد فیض پہنچا۔ چنانچہ مشہورِ زمانہ ہو گئے۔ان دنوں اس مقدس شہر کی قطبیت حضرت بنّے میاں صاحب قبلہ ہی کے سپرد تھی۔ اس عظیم بستی کے قطب ہونا حضرت مجذوب صاحب کی بزرگی کی مزید وضاحت کرتا ہے۔ بنائے ایں روز بروز کئی مشائخ عظام حضرت بنّے میاں صاحب سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت بنّے میاں صاحب کم گو ﴿کم بولنے والے﴾ سیف الزبان ﴿تیز و تلخ لہجہ میں بات کرنے والے اور جو کہیں سو ہو جائے﴾ قسم کے بزرگ تھے۔ اسی لئے کئی لوگوں کی دال یہاں نہ گلتی تھی۔ اور زبردست ڈانٹ و پھٹکار کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ آج حضرت بنّے میاں صاحب قبلہ کی درگاہ اورنگ آباد کے محلہ شاہ گنج میں واقع ہے۔ اور مزار پُر انوار اپنی آب و تاب کے ساتھ ویسے ہی تابندہ ہے۔ آج بھی اس مردِ جذب کی مزار سے ہزاروں بندگانِ خدا مستفید ہو رہے ہیں۔

یقیناً حضرت صوفی صاحب قبلہ اور حضرت بنّے میاں صاحب قبلہ دونوں ولی کامل اور حق آگاہ مردانِ خدا ٹھہرے۔ ایک حق شناس دوسرے حق شناس سے آگاہ ہو ہی جاتے ہیں چوں کہ دونوں ہم کیفیت ہوتے ہیں۔ ہمہ وقت ایک دوسرے سے خبردار تو ہوتے ہی ہیں۔ اور وقت آنے پر آمنا سامنا بھی ہو جاتا ہے۔

ایک دن ان دونوں ہستیوں کی ملاقات کی گھڑی بھی آگئی۔ حضرت بنّے میاں صاحب قبلہ عمر و تجربہ میں بڑے تھے لہذا آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے

حضرت صوفی صاحب قبلہ نے خود تشریف لے جانے کا قصد فرمایا۔ چنانچہ اپنے چند مریدین خاص کے ساتھ پھول کا ہار اور شیرینی لے کر بنّے میاں صاحب کے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوئے۔ اُدھر بنّے میاں صاحب نے محسوس فرما لیا۔ اچانک اُٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ بڑبڑاتے ہوئے دولت خانہ میں چلے گئے۔ ادھر سے حضرت صوفی صاحب قبلہ آپہنچے۔ وہاں موجودہ لوگوں سے پوچھا گیا کہ حضرت بنّے میاں صاحب قبلہ کہاں ہیں۔ تو پتہ چلا کہ خلافِ عادت حضرت قبلہ دولت خانہ میں چلے ہی نہیں گئے بلکہ دروازہ بھی اندر سے بند کر لیا ہے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے دروازہ پر دستک دی۔ چادر اُوڑھے ہوئے حضرت بننے میاں صاحب دولت خانہ سے بر آمد ہوئے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے چہرہ مجلیٰ کو غور سے دیکھنے لگے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ بھی کبھی نظر جھکائے تو کبھی اُٹھائے بنّے میاں صاحب سے خبر دار رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آنکھوں آنکھوں میں اور اشاروں اشاروں میں گفتگو فرمائی جا رہی ہو۔

آنکھ آنکھوں سے ملائی جاتی ہے

بات دل کی یوں کہی جاتی ہے

اسی کاروائی کے دوران آزمائش کرتے ہوئے حضرت بنّے میاں صاحب نے اپنے گٹھنے کو ہاتھ سے دبایا تو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔ جواباً حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنی زلفیں عنبریں میں انگشت شہادت سے بل دیا تو بننے میاں صاحب زمین سے اُوپر اُٹھنے لگے تو بنّے میاں صاحب کھڑے ہو گئے اور چہرے پر خوشی کے آثار تھے اور لبوں پر مسرت بھری تبسم کہ جیسی ہستی کو تلاشتے تھے وہ سامنے موجود تھی۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے

اس درجہ کمال نے حضرت بنّے میاں صاحب کو متاثر و مطمئن کر دیا۔ اسی وقت حضرت صوفی صاحب قبلہ نے حضرت بنّے میاں صاحب کی گلپوشی کی اور شیرینی پیش خدمت فرمائی۔ اُس وقت حضرت بنّے میاں صاحب کا رخ قبلے کی طرف ﴿یعنی بجانب مغرب﴾ اور صوفی صاحب قبلہ کا رُخ قطب کی طرف ﴿یعنی بجانب شمال﴾ تھا۔

رُخ کا بجانب قبلہ اور بروئے قطب ہونا بہت ہی بہ معنی اور پُر اسرار ہے۔ جب حضرت بننے میاں صاحب قبلہ نے رُخ کو قبلہ کی طرف کیا تو اس میں اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ عنقریب داعی اجل کو لبیک کہنے والے تھے۔ اس دارِ فانی سے وصالِ حق فرمانے والے تھے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کا رُخ انور قطب کی طرف ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ مقامِ قطبیت پر فائز ہونے والے تھے۔

حضرت بننے میاں صاحب قبلہ نے بھی میرے پیارے آقا کی گلپوشی کی۔ اور کہا "میرے پیارے صوفی! اب آپ اورنگ آباد پر جھاڑو لگایئے۔"

یہ سن کر میرے آقا کے لبوں پر تبسم لہرا اُٹھی جس سے معلوم ہوا کہ میرے آقا نے اسے قبول فرمالیا۔

درجہ بالا جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اب تک حضرت بنّے میاں صاحب نے شہر کے جملہ نظام کو برقرار رکھا اور بندگان خدا کے دلوں میں سے کفر و عناد، شرک و معاصی، غرور و فحاشی وغیرہ کو دور فرماتے رہے اور دلوں کو شمعِ توحید سے منور کرتے رہے۔ چونکہ یہ عمل صفائی کے خواص رکھتا ہے۔ چنانچہ لفظ "جھاڑو" استعمال ہوا ہے۔ یہ سب کچھ قطب کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اب یہ ذمہ

داری حضرت صوفی صاحب قبلہ کے سپرد کی جارہی تھی۔

چند دنوں میں بَنّے میاں صاحب نے پردہ فرمایا اور میرے پیارے آقا حضرت صوفی صاحب قبلہ اورنگ آباد کی قطبیت پر رونق افروز ہوئے۔ میرے پیارے آقا نے کئی سال تک فرائض قطبیت بحسن خوبی انجام دیئے۔ ان کے دورِ قطبیت میں عوام میں سکون و اطمینان رہا، روحانی ترقی، فنون لطیفہ، علم و حکمت اور تعلیم و تربیت کے کئی تابندہ ستارے اسی دور میں روشن ہوئے۔ دعا ہے کہ مولیٰ ہمیں بھی اس برگزیدہ ہستی کا دیدار عطا فرمائے۔ آمین

اے عزیز! آج بھی میرے پیارے آقا حضرت صوفی صاحب قبلہ سے وابستہ کوئی بھی شخص جب اورنگ آباد و خلد آباد جاتا ہے اور وہاں موجود بے شمار و بے مثال اولیاء اللہ کی بارگاہوں میں حاضری دیتا ہے تو صاحب درگاہ سے ایسا خلوص، محبت اور نرالا اپنا پن حصول ہوتا ہے کہ گویا کوئی اپنا اپنوں سے ملنے آیا ہو۔ یہی مشاہدہ ہمارے پیر و مرشد آقا و مولیٰ نے ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے اس حقیر ترین غلام و خادم نے یہی کچھ محسوس کیا۔ علاوہ اس کے ہمارے کئی برادران طریقت نے بھی اس احساس کو محسوس کیا۔

ایک خاص بات اس شہر کی یہ بھی عرض کرنی ہے کہ شہر ہائے اورنگ آباد و خلد آباد محل وقوع اور جغرافیائی پس منظر کے لحاظ سے مدینہ منورہ جیسی خصوصیات کے حامل ہیں۔ ویسی ہی زمین، ویسی ہی پہاڑیاں، ویسی ہی آب و ہوا اور ویسا ہی پاکیزہ ماحول۔ اگر کوئی مدینہ منورہ کا دیکھا ہوا ہو تو وہ بھی کہے کہ یہ خطے زمین شاید مدینہ طیبہ کا ہی کوئی علیٰحدہ شدہ حصہ ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ یہاں کئی آل نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اولاد علی کرم اللہ وجہ آرام فرمارہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ نبی

آخر الزماں ﷺ کا جبہ شریف بھی شہر خلد آباد کی مشہور درگاہ میں موجود ہے۔ یہ درگاہ شریف حضرت سیدنا سید شاہ زین الدین شیرازی المعروف بائیس خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر عوام الناس کو عام زیارت کے لئے جبہ شریف کے حجرہ کو کھولا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ شہر اورنگ آباد میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خویش، اقارب و مریدین رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کا دورہ اکثر شہر اورنگ آباد ہوا کرتا تھا۔ شہر اورنگ آباد کے محلہ چھاؤنی کی جامع مسجد میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ اس مسجد کو آج چھاؤنی کی بڑی مسجد کہا جاتا ہے۔ اسی محلہ میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے اکثر مریدین رہا کرتے تھے۔ مسجد کے سامنے ایک چوراہا تھا اور اس چوراہے پر ایک کنواں ہوا کرتا تھا جس سے بستی بھر کے لوگ پانی حاصل کرتے تھے۔

اس زمانے میں اُسی محلے میں ایک زبردست ساحر (جادوگر) رہا کرتا تھا، جو کہ ہمیشہ لوگوں کو اپنی خدمت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہوئے کئی جادوئی ہتھکنڈے آزمایا کرتا تھا۔ جادوگر نے کنویں کے پانی کو اپنے جادو سے مضر و زہریلا بنا دیا تھا تاکہ لوگ اس کے پاس اپنی حاجت لے کر آئیں اور اس کی جئے جئے کار ہو۔

اس مسئلہ سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مریدین بھی پریشان تھے۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس جان لیوا مسئلہ کو حل کرنے کی دعا کی۔ مریدین سے بے پناہ محبت کرنے والے آقا کہا

ں رکنے والے تھے۔ بس اُٹھ کھڑے ہوئے اور کنویں پر تشریف لائے۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے حکم فرمایا کہ ایک پیالہ پانی پیش کیا جائے۔ پانی حاضرِ خدمت کیا گیا۔ میرے آقا نے پانی دہن مبارک (منھ) میں لیا اور کنویں میں کُلی فرمادی۔ اعلان فرمایا کہ اب بستی کے لوگ اس پانی کو استعمال کر سکتے ہیں انھیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ لوگ پانی حاصل کرنے لگے اور میرے آقا کنویں کے اطراف بنے چبوترے پر تشریف فرما ہوئے۔

جادوگر کو بھی اس بات کی خبر ہوئی، غصہ میں لال پیلا ہوتا ہوا حضرت صوفی صاحب قبلہ کے روبرو آدھمکا۔ اپنے کالے جادو کے زور سے حملہ آور ہوا۔ ادھر حسبِ معمول میرے آقا نے انگشت شہادت ﴿شہادت کی انگلی﴾ کو زلف مبارک میں ڈال کر اسے پیچ دینے لگے تو ادھر جادوگر زمین سے اُوپر اُٹھنے لگا۔ بہت تلملایا، ہاتھ پاؤں مارے، بڑی کوششیں کی پر کچھ کام نہ آیا۔ اللہ تبارک و تعالی کی رضا اور مدد اپنے محبوب بندوں کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اس ساحر کو اتنی اوپر اُٹھایا کہ آس پاس کے محلوں میں لوگوں نے ساحر کو ہوا میں معلق لٹکتا ہوا دیکھا۔ میرے آقا نے اسی پل اپنے گیسوؤں سے انگلی ہٹائی اور جادوگر اس بلندی سے زمین پر گر پڑا۔ اس کا انجام کیا ہوا ہوگا، آپ سمجھ سکتے ہیں۔ اس وقت تو اسے اس کے لوگ (چیلے) اُٹھالے گئے، پھر کچھ دن بیمار رہا۔ جب صحت سازگار ہوئی تو خدمتِ عالی مقام میں حاضر ہوا۔ قدم بوس ہو کر گریہ و زاری کرتے ہوئے توبہ توبہ کرنے لگا۔ عفو و درگزر کے سمندر ٹھاٹیں مارنے لگے اور کریم آقا نے اس کو حق کی دعوت اور تلقین دیتے ہوئے معاف فرمایا۔

یوں تو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے بیشمار واقعات، کرامات اور کمالات شہر

اورنگ آباد میں واقع ہوئے ہیں لیکن افسوس کہ ذرائع اور وسائل کی کمی کی باعث ہم ان سے واقف نہ ہو سکے۔ ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مرید الحاج عبد الحمید شطاری القادری صاحب اورنگ آبادی سے ہماری ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ ان کے بڑے بھائی عبد الغفور شطاری القادری صاحب اورنگ آباد میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے ساتھ تقریباً ہر جگہ رہے تھے۔ انھیں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے بہت سارے واقعات معلوم تھے اور وہ خود بھی ان کے چشم دید گواہ بھی تھے۔ ہم نے غفور صاحب کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ غفور صاحب کا پردہ ہو کر قریب 35 سال ہو گئے۔ ہم نے حمید صاحب سے پوچھا کہ آپ وہ واقعات سنایئے تو انھوں نے کہا کہ انھیں کچھ ٹھیک طرح سے یاد نہیں۔ اور پھر ان کی صحت بھی ٹھیک نہیں تھی تو ہم نے اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بہر حال، ہم ان سارے واقعات سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ اورنگ آباد قریب 100 سال پہلے جایا کرتے تھے۔ تو اب ظاہر ہے کہ وہاں کے وسائل کا ہمیں ملنا کس قدر مشکل ہے۔ اس زمانے اور اب کے زمانے میں کئی نسلوں کا فاصلہ آچکا ہے۔

جو کچھ معلومات ہمیں اپنے معتبر ذرائع یا واسطہ سے علم میں آئے ہیں ہم انھیں کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

شہر اورنگ آباد کے محلہ چھاؤنی کا تذکرہ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں اسی محلے میں واقع جامع مسجد میں حضرت صوفی صاحب قبلہ قیام فرمایا کرتے۔ ہمہ وقت حضرت قبلہ عبادت، شغل و اذکار میں مصروف رہا کرتے۔ حضرت قبلہ کا یہ

معمول تھا کہ کم بولتے، کم کھاتے اور کم ہی سویا کرتے اور جہاں کہیں قیام فرماتے حضرت قبلہ پردہ میں رہا کرتے تھے یعنی بے دھڑک کسی کے سامنے نہیں آتے تھے اور نہ کوئی حضرت قبلہ کو بہ یک نظر دیکھ سکتا تھا۔ اگر حجرۂ قیام کا دروازہ بند ہوتا تو ہدایت تھی کہ بلا اجازت دروازہ کھولا نہ جائے، پہلے دستک دی جائے اور اگر حضرت قبلہ کی اجازت ملے تو دروازہ کھولا جائے۔ چنانچہ ہر کوئی اس ہدایت کا خیال رکھتا اور ادب کو بھی ملحوظ رکھتا تھا۔

لیکن ایک دن دو معصوم بچے جن میں سے ایک کی عمر 10 سال اور دوسرے کی عمر 12 سال تھی، حضرت قبلہ کی زیارت کے شوق نے دروازہ کی ساندھ سے اندر جھانک لیا۔ حجرے کے اندر کا نظارہ دیکھ کر دونوں کے دونوں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگوں نے جب انھیں اس حال میں دیکھا تو، دونوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔ جب عوام ناکام ہوئی تو طبیبوں اور حکیموں سے بھی رجوع کیا گیا، اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخرِ کار حضرت قبلہ کے پاس لائے گئے، دروازہ کو ادب کے ساتھ دستک دی گئی۔ حضرت قبلہ حجرے مبارک سے بر آمد ہوئے۔ حضرت قبلہ نے پانی پر کچھ دم کیا، پھر ان دونوں عاشقوں کے منھ پر چھنکاؤ کیا۔ دونوں ہوش میں آئے اور حضرت قبلہ کے قدم بوس ہو گئے۔

جب ان بچوں سے پوچھا گیا تو دونوں نے بتایا کہ ان دونوں نے بلا اجازت حجرے شریف میں جھانکے تھے، تو انھیں ہر طرف "نور ہی نور" دکھائی دیا۔ وہ ایسی تجلی تھی کہ اس کا ملاحظہ کرتے ہی دونوں دم بہ خود ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ ان بچوں نے مزید یہ بھی بتایا کہ جیسے وہ کسی دوسری دنیا میں پہنچ گئے ہوں ایسی دنیا جہاں ہر شئ نورانی تھی۔ وہاں ایسی مخلوق تھی جس کا سراپاء نور ہی نور تھا۔ پھر

یہ بتایا کہ اس مخلوق نے ان دونوں کی خدمت کی اور انھیں کچھ علوم بھی سکھائے۔ اس نورانی مخلوق کا سکھانا ختم ہی ہوا تھا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سب نورانی لوگ ہاتھ باندھے بہ ادب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک نورانی تخت پر حضرت قبلہ وہاں تشریف لائے۔ وہاں وضو فرمایا۔ جب حضرت قبلہ وضو فرما رہے تھے تو یہ دونوں بچے قریب کھڑے تھے۔ وضو کا کچھ پانی ان کے منھ پر گرا، تب وہ ذرا چمک گئے، ادھر انھیں ہوش آ گیا تو خود کو حضرت قبلہ کے روبرو پایا، حضرت قبلہ کی شان کا نظارہ دیکھ چکے تھے اس لیے دونوں حضرت قبلہ کے قدم بوس ہو گئے۔

اے عزیز! اس خصوص میں ہم چند نکات پیشِ خدمت کرتے ہیں۔

1) عاشقانِ صادقین میں سے اکثر میں دیدارِ محبوب چپکے چپکے یا علیٰ الاعلان کرنے کی چاہ پائی جاتی ہے۔ جس کو بڑے لوگ سنتِ موسوی علیہ السلام کہتے ہیں۔ وہ اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسا شوقِ دید ظاہر فرمایا تھا وہ اپنے آپ میں مثلِ بے مثال ہے۔

اے عزیز! سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ ہم اس بات کو پیش کرنے میں کسی بھی شخص کا تقابل Comparison، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہیں کر رہے ہیں۔ ہمارا مقصد تو صرف اس مبارک جذبے کو سمجھانا ہے کہ جس کے لیے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ پھر یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ شان دار جذبہ، شاندار شخصیت ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ باقی لوگ ان کے پیروی کر کے اس شاندار جذبہ کو اپناتے ہیں اور عزت والوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ہم عرض کر رہے تھے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پہلے تو دیدارِ الٰہی کا تقاضہ عرصۂ دراز تک کرتے رہے۔ ان کا وہ تقاضہ ان کے عظیم عشق کی عکاسی کر رہا ہے، ایسا سوال صرف ایسا ہی عاشق کرتا ہے کہ جس کے دل و جان کو دیدار ہی تسکین و آرام دیتا ہو۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تقاضہ اور اصرار اپنے عروج کو پہنچا تو مولیٰ بھی دیدار کرانے کو راضی ہو گئے۔ چنانچہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نور کی ایک جھلک دکھلا ہی دی۔ جب انھیں دیدار ہوا تو ان کا عشق سر چڑھ کے بولنے لگا۔ جیسا ہی انھیں دیدارِ تجلی نصیب ہوئی، وہ بے ہوش و بے خود ہو گئے۔ جب ہوش نہ رہا تو بدن کا توازن بگڑا اور وہ کوہِ طور کی ڈھلان پر گرے اور لڑکتے ہوئے وادی تک آ پہنچے۔ اتنی اوپر سے گرنے کے بعد بھی ان کی بے ہوشی میں کچھ فرق نہ آیا اور وہ اس وقت بھی برابر بے ہوش ہی تھے۔

اے عزیز! آپ کو بھی اندازہ ہو گا کہ یہی سب کچھ ہوتا ہے عاشقِ صادق کے ساتھ کہ جوں ہی دیدار کرتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام، تجلیِ دیدار کی تاب نہ لا سکے﴿استغفر اللہ، کہیں اس بات سے خدا کے رسول پر نااہلیت کے الزام کا داغ تو نہیں لگ رہا؟ اگر خدائے تعالیٰ کے نبی و رسول ہی نااہل ہوں تو پھر اہل کون ہو گا؟﴾ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ذوقِ دیدار اور جذبۂ عشق کی انتہاء ہے کہ جلوۂ مطلوب دیکھتے ہی پکے عاشق ساری دینا یہاں تک کہ خود اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتے ہیں اور ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

ان دو بچوں نے حجرے شریف میں جھانکا تو انھیں اس قدر نور دکھائی دیا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ کیوں نہ کہیں کہ: انھیں جذبۂ شوق و عشق نے بے خود بنا

دیا۔

آ! پیا ان نینن میں، تو پلک ڈہانپ تو ہے لوں

نہ میں دیکھوں اور کو، نہ تو ہے دیکھن دوں

☆☆☆

بے ہوش ہو نہ جاؤں تو پھر کیا کروں حضور!

اپنے میں کیسے آؤں، تمہیں دیکھنے کے بعد

☆☆☆

یار جو بے پردہ آیا روبرو

مٹ گیا ہر فرق تھا جو مَن وتُو

☆☆☆

2) ہم یہ بھی عرضِ خدمت کرنا چاہتے ہیں کہ جب وہ دونوں نونہال بے ہوش ہوئے تو کسی نورانی عالم میں جا پہنچے۔ اُس دنیا کو تقریر یا تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ ہاں اگر کوئی صاحبِ شرف ہو تو اس کو ملاحظہ ہو سکتا ہے۔ اس دینا کا تعارف تقریر یا تحریر میں نہیں آسکتا، اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ گلاب کے پھول کی خوش بو کو کیا کوئی شخص تقریر یا تحریر کے ذریعہ سمجھا سکتا ہے؟ نہیں سکتا۔۔۔ حالانکہ ہر کسی نے گلاب کی خوش بو کو سونگھا ہو گا پر تقریر و تحریر کے ذریعہ اس کی وضاحت ممکن نہیں لگ رہی۔ ٹھیک اسی طرح اس نوارنی دنیا کو دیکھنے والا دیکھ تو سکتا ہے پر بیان یا تحریر نہیں کر سکتا کیوں کہ عالمِ زیر و بالا میں ایسی کئی چیزیں ہیں کہ جب الفاظ کے ذریعہ سمجھانے والے الفاظ اب تک پیدا نہیں ہوئے ہیں۔

3) بیان کردہ واقعہ کی رو سے ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ہمارے آقا و مولیٰ و پیر و مرشد، ہمارے والدِ بزرگوار اور دیگر اصحاب شعور سے یہ ہدایت پائی ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبدِ مبارک کو کبھی بلا دستک نہ کھولیں۔ اگر گنبد شریف کا دروازہ بند پائیں تو ان کو کھولنے کے آداب یہ ہیں کہ۔۔۔ پہلے دروازۂ گنبد پر ایک دستک دیں۔۔۔ کچھ دیر کے لیے رکیں۔۔۔ اتنی دیر کہ قرآنِ پاک کا سورۂ کوثر پڑھنے میں جتنا وقت لگے۔۔۔ پھر دوسری دفعہ دستک دیں۔۔۔ پھر اتنی ہی دیر انتظار کریں۔۔۔ پھر تیسری دستک دیں۔۔۔ اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ گنبد شریف میں داخل ہوں۔

4مارچ 2000 ء بروز ہفتہ ، بوقت 3 بجے دن، اسی طرح کا ایک واقعہ مشاہدے میں آیا۔ اس تاریخ سے اندرون ایک ہفتہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کا عرسِ شریف منایا جانے والا تھا۔ میرے پیر و مرشد احاطہ درگاہ شریف میں عرس شریف کی تیاریوں میں مصروف تھے۔(میں) حقیر بھی بارگاہ اقدس ہی میں حاضر تھا اور مسجد کی دیواروں پر خوش نویسی کا کام انجام دے رہا تھا۔ میرے برادرِ طریقت صوفی عبد الغنی شطاری متوطن ناندیڑ بھی خدمتِ مخدوم میں حاضر تھے۔ گرمیوں کے دن شروع ہو گئے تھے۔ بارگاہ صوفی میں ہم دونوں بھائیوں کے علاوہ دیگر کئی لوگ بھی تھے۔ حاضرین میں زیادہ تر لوگ خدّام (خدمت گزار) تھے اور باقی لوگ مہمان تھے جو زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے۔

حیدرآباد سے آئے ہوئے تین مہمان حاضری کی غرض سے درگاہ شریف کے قریب آئے۔ اس وقت گنبد شریف کے تینوں دروازے بند تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے آگے بڑھ کر گنبد شریف کا دروازہ بلا دستک دیئے بے

دھڑک کھول دیا۔ جب مزارِ پاک کی طرف دیکھنے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مزار کی جگہ خود حضرت صوفی صاحب قبلہ جلوہ فرما ہیں (سبحان اللہ) یہ نظارہ تینوں حضرات نے کیا، اب کیا تھا وہ تینوں حضرات بد حواس ہو گئے۔ گھبراہٹ کے مارے بوکھلائے ہوئے گنبد شریف سے باہر آ گئے۔ ان تینوں کے بدلے ہوئے چہروں کے رنگ دیکھ کر ان کی بگڑی ہوئی حالتیں صاف صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ جب خدّام میں سے چند لوگوں نے ان کی حالت دیکھی تو فوراً انھیں میرے پیر و مرشد کے پاس لے آئے۔ سرکارِ عالی مقام نے سارا ماجرا سنا۔ پہلے تو ان تینوں کو پانی پلوایا۔ پھر مسرور ہو کر انھیں مبارک بعد دی۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کا دیدار کوئی آسان یا چھوٹی بات نہیں ہے۔ لیکن بے وقت کا یہ دیدار کسی کے بھی ہوش اڑا سکتا ہے۔ یہ بے ادبی جان لیوا بھی ہو سکتی ہے یعنی گھبراہٹ اگر حد سے بڑھ جائے تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

اس دن بھی ہمارے پیر و مرشد نے پھر سے تاکید فرمائی کہ گنبد شریف کے دروازے کو کھولنے کے آداب ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے۔

اے عزیز! جب ہم نے شام کے وقت ذرا موقعہ پایا تو اپنے آقا پیر و مرشد سے دریافت کیا کہ ۔۔۔"سرکار! گنبد شریف کے دروازوں کو بے دھڑک کھولنے والوں کو پریشانی کیوں ہوا کرتی ہے جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ صاحبِ گنبد تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں وہ بھلا کسی کی نادانی پر ناراض تو نہیں ہو سکتے؟ پھر یہ آفت و پریشانی کیوں؟"۔۔۔ اس پر سرکارِ عالی مقام نے یہ جواب مرحمت فرمایا کہ، "محبوبانِ الٰہی اپنی حینِ حیات میں ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا کرتے ہیں۔ اور بعد وفات کے اولیاء اللہ سے ذکرِ الٰہی ثابت ہے۔ اگر کوئی بے دھڑک ان کی

رہائش یا ان کی گنبد کا دروازہ کھول دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ ان کہ شغل میں خلل پڑ جاتا ہے۔ خلل ڈالنے والا غضبِ الٰہی، قہرِ الٰہی اور عذابِ الٰہی کا شکار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔"

☆☆☆☆☆

شہر اورنگ آباد میں کئی واقعات رونما ہوئے۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنے چند مریدین، معتقدین اوران کے چند مستورات (پردہ نشین عورتیں) کو ساتھ لیے ہوئے اورنگ آباد، دولت آباد اور خلد آباد کے مقدس مقامات کی زیارت کی غرض سے قافلہ کی شکل میں نکلے۔

راستہ میں حضرت قبلہ نے ایک عورت کو نہایت ہی تکلیف سے روتے ہوئے سماعت فرمایا۔ اپنے ہمراہ آئی ہوئی چند مستورات سے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ وہ جائیں اور اس تکلیف زدہ سے تکلیف کی وجہ دریافت کر آئیں۔ چنانچہ وہ لوگ گئیں اور دریافت کیا تو اس دُکھیاری نے بتایا کہ اس کی شادی ہو کر 15 برس ہو چکے تھے لیکن اس کو کوئی اولاد نہ ہو سکی تھی۔ کئی ڈاکٹروں، حکیموں اور طبیبوں سے علاج کروایا۔ ان سب نے مجھ سے بس اتنا ہی کہا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں میرے شوہر بھی بالکل صحت مند ہیں، ہم دونوں کو کوئی مرض ہی نہیں ہے۔ پھر بھی اولاد کا نہ ہونا اُن میں سے کسی کی سمجھ ہی نہیں آرہا ہے۔

دن رات عبادت کرتی ہوں خوب دعائیں کرتی ہوں۔ کئی درگاہوں میں پہنچ کر منتیں بھی کر آئی ہوں۔ میری دعاء اب تک بھی قبول نہیں ہوئی ہے۔ بس اپنی قسمت پر روتی ہوں۔ اولاد کی بے پناہ خواہش ہے۔ اس پر ستم یہ ہے کہ لوگ مجھے بانجھ بانجھ کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ لعن وطعن میرے دل جگر کو چھلنی کر دیتا ہے۔

اتنا کہتے ہی وہ مزید رو پڑی۔۔۔

مہمان مستورات نے اس کو تسلی دی۔ اس روتی ہوئی عورت نے ان سب سے پوچھا کہ، " آپ لوگ کون ہیں ؟ اور مجھ سے یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟"۔۔۔ان عورتوں نے جواب میں کہا کہ، "ہمارے پیرو مرشد نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم آپ کے رونے کی وجہ پوچھ آئیں۔۔۔" اس دُکھیاری نے پوچھا، " کون ہیں آپ کے پیرو مرشد؟"۔۔۔ مستورات نے جواب دیا، "ہمارے سرکار، قلندرِ کامل ہیں، عارف باللہ ہیں، بڑے بڑے کمالات کے مالک ہیں۔"۔۔۔

حضرت قبلہ کا تعارف سن کر وہ بڑی متاثر ہوئی اور حضرت قبلہ سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ان عورتوں نے پہلے حضرت قبلہ سے اجازت لی۔ پھر اجازت ملنے کے بعد اس کو حضرت قبلہ کی خدمتِ بابرکت میں لایا گیا۔

حضرت قبلہ کے روبرو ہوتے ہی اس نے اپنا سارا دکھڑا سنایا اور زار و قطار رونے لگی۔ حضرت قبلہ نے اس کو سمجھاتے ہوئے فرمایا، "بی بی ! نہ رو۔۔۔ صبر کرو۔۔۔ اللہ حبیب سب کی سنتا ہے۔۔۔ سب کی مراد پوری فرماتا ہے۔۔۔ اور جنھیں چاہتا ہے۔۔۔ انھیں مختلف اقسام کی آزمائیشوں میں مبتلا فرماتا ہے۔۔۔ آزمائش میں کھرے اُترنے والوں کو۔۔۔ اللہ حبیب بندوں کے گمانوں سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔۔۔ بے شک اللہ حبیب تمہیں بھی خوب عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گی۔ انشاء اللہُ الرحمٰن۔"

ارشاد فرماتے ہوئے میرے پیارے آقا نے اپنے بستے سے کچھ جام ﴿امرود﴾ نکالے اور اس مغموم کو عطا فرمایا۔ ساتھ میں خوب دعائیں بھی دیں۔ پیارے آقا کے سلوک سے اس عورت کی ہمت بندھ گئی۔

حضرت قبلہ نے آگے کوچ فرمایا۔ وہ عورت بھی ساتھ ہولی۔ چلتے چلتے راستے میں اس عورت نے حضرت قبلہ کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر لیں۔ اس کو پتا چلا کہ حضرت قبلہ ناگپور شریف کے رہنے والے ہیں۔ بہت سے مقامات پہ حضرت قبلہ کے مریدین ہیں۔ اورنگ آباد میں بھی کئی مریدین ہیں۔ حضرت قبلہ اکثر اورنگ آباد آیا کرتے ہیں۔ یہاں پر حضرت قبلہ چھاؤنی کی مسجد میں قیام فرماتے ہیں۔

چند ماہ گزرے تو اس عورت کو پتا چلا کہ اس کے گھر میں خوش خبری آنے والی ہے۔ اس کے ہاں ایک ساتھ دو دو ننھے منّے پیدا ہونے والے ہیں۔ خدائے پاک کے اس فضل پر وہ عورت بہت خوش ہوئی۔ لاکھ لاکھ شکرانے ادا کرنے لگی۔

آخر کار اس کے ہاں دو دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک کا نام "صوفی" رکھا گیا۔ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ نام حضرت قبلہ سے موسوم کیا گیا تھا۔

کچھ عرصہ گزرا، اس کے جُڑواں بچے بھی تھوڑے بڑے ہو گئے۔ وہ عورت ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے چھاؤنی کی مسجد پہنچی، حضرت قبلہ کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ دو چار روز میں تشریف لائیں گے۔

حضرت قبلہ اورنگ آباد تشریف لے آئے۔ وہ عورت بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضرت قبلہ کو جب اس نے دیکھا تو مارے خوشی کے رو پڑی اور فوراً دونوں بچوں کو قدم مبارک میں ڈال دیا۔ حضرت قبلہ نے نونہالوں کو یہ فرماتے ہوئے اُٹھالیا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ پھر اس عورت سے مخاطب ہوئے،

مسکرا مسکرا کر فرمانے لگے۔ "یہ کیا بی بی! اولاد نہیں تھی تو روتی تھی اور اب اولاد ہو گئی تو بھی روتی ہو۔"

باادب ہو کر اس عورت نے عرض کیا، "حضرت! یہ سب تو آپ کی دعاؤں کا طفیل ہے۔ آج میرے یہ آنسو خوشی کے مارے چھلکے ہیں۔"

یہ سن کر حضرت قبلہ بھی نم دیدہ ہوئے اور اس با مراد کو دیکھ دیکھ کر مسکرانے لگے۔ جیسے آنکھوں آنکھوں میں کہہ رہے ہوں۔ بی بی! آپ کی خوشی، ہماری خوشی ہے۔

اے عزیز! بے شک صبر و شکر کو اللہ حبیب پسند فرماتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اورنگ آباد کے مریدین میں سے ایک خاندان کا تذکرہ یوں ہے کہ میاں اور بیوی دونوں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مریدین تھے۔ ان کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔

پانچ بہنوں کا یہ یکلوتا بھائی بہت شریر تھا، جو کہ اک عام بات ہے۔ جیسا جیسا بڑا ہوتا رہا شرارتیں بھی بڑھتی گئیں۔ ابھی لڑکپن میں ہی تھا پر سارا گھر۔ محلہ سر پہ اُٹھا لیتا تھا۔ شریر ہونے کے علاوہ چُست بھی تھا۔ دن بھر بھاگ دوڑ، کھیل کود، گلی ڈنڈا، پتنگ بازی وغیرہ کی اُدھم مچا رکھتا تھا۔

ایک دن پتنگ بازی کرتے کرتے پہاڑی کی چوٹی پہ موجود چٹان پر جا پہنچا۔ پتنگ باز اپنی ہی دھن میں ہوا کرتے ہیں، انھیں کہاں خیال رہتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے، چرخی کہاں ہے، اس کا خود کا پاؤں کہاں ہے۔ ان کا حال بھی وہی تھا۔ کچھ دھیان تھی نہ سدھ۔ پاؤں چٹان سے پھسلا۔ لڑکھتے ہوئے موصوف پہاڑی

کے دامن میں آگرے اور بے ہوش ہو گئے۔

جب ماں باپ کو خبر لگی تو وہ دوڑے دوڑے آئے۔ انکی پریشانی اس وقت کیا رہی ہو گی، آپ اور ہم سمجھ سکتے ہیں۔ فوری دوا خانہ لے جایا گیا۔ کئی معائنے Tests کیے گئے۔ لڑکے کو ہوش آگیا۔ ماں باپ کو تھوڑی راحت پہنچی۔ یکسرے رپورٹ X-Ray Report سے پتا چلا کہ لڑکے کی ریڑھ کی ہڈّی جو کلہے سے آملی ہیں، اس کے کچھ منکے (جوڑ Joints) ٹوٹ چکے تھے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ بچہ چلنا تو دور اُٹھ کھڑا بھی نہیں ہو سکے گا۔ ساری عمر یہ اسی معذوری میں رہ سکتا ہے۔ اس ٹوٹ کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو علاج ہو جانے کا یقین کم ہی ہے۔ یہ سن کر ماں، باپ، پانچ بہنوں اور سبھی لوگوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

اس حادثہ کہ چند دن بعد، حضرت قبلہ اورنگ آباد تشریف لائے۔ حضرت قبلہ کا یہ معمول تھا کہ جس گاؤں میں جاتے، وہاں فوری حلقہ پڑھاتے۔ اس گاؤں کے سبھی وابستگان کو حضرت قبلہ کے آنے اور حلقہ کی اطلاع دی جاتی۔ سب لوگ جمع ہو کر حلقہ پڑھا کرتے تھے۔ اس سے محفلِ ذکر بھی ہو جاتا، سب حاضر بھی ہو جاتے، اور سب کی کیفیت بھی معلوم ہو جاتی۔

یہ حلقہ ہمارے ہاں "حلقۂ طریقت" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو حضرت صوفی صاحب قبلہ ہی نے ترتیب دیا ہے۔ اس میں اللہ پاک کا ذکر، درود و سلام اور شجرہ وغیرہ پڑھا جاتا ہے۔ آج بھی خانقاہ صوفی اور بہت سارے مقامات پر پڑھا جاتا ہے۔ حضرت قبلہ کہ حکم کے مطابق اکثر جگہوں پر یہ حلقہ شبِ جمعہ (یعنی جمعرات کو بعد نمازِ عشاء) پڑھا جاتا ہے اور بقیہ مقامات پر بزرگوں کی تواریخ کے لحاظ سے مقرر کر کے پڑھا جاتا ہے۔ یہ بڑی بابرکت اور مقربِ الٰہی محفل

ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ اس محفل میں اگر کوئی خاص مقصد یا مقاصد دلی رکھ کر شریک ہوں تو بہ فضلِ الٰہی پورا ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ ہم نے کئی بار کیا ہے اور ہر دفعہ کامیاب ہوئے ہیں، کئی لوگوں کا آزمودہ بھی ہے۔ اس حلقہ میں دونوں ذکر، "ذکرِ جہری اور ذکرِ مخفی" عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ذکرِ جہری ﴿بلند آواز سے کیے جانے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر﴾ کا طریقہ کار ہم اس کتاب کے آخری صفحات پر لکھنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ لیکن ذکرِ مخفی ﴿چھپا کر ذکرِ الٰہی﴾ کا طریقہ جو اس حلقہ کی جان ہے، اس کی تعلیم پیر و مرشد ہی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

چنانچہ اس دن بھی آتے ہی حضرت قبلہ نے حلقہ شریف کا اعلان فرمایا۔ سب لوگ حاضر ہوئے۔ حلقہ شریف پڑھا گیا۔ حلقہ ختم ہونے کے بعد ایک کے بعد ایک سبھی حاضرین نے حضرت قبلہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حادثے کے شکار اس لڑکے کے ماں باپ بھی حاضرِ خدمت ہوئے۔ سارا ماجرا گوشِ گزار کیا۔ قدم بوس ہوئے دل برداشتہ ہو کر، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

حضرت قبلہ نے ان دونوں کو تسلی دی۔ فرمایا کہ دوسرے دن صبح حضرت قبلہ خود ان کے گھر آئیں گے۔ لیکن ماں باپ نہ مانے۔ اصرار کرنے لگے کہ حضرت قبلہ اسی وقت چلیں۔ حضرت قبلہ پہ نازاں ہو کر کہنے لگے کہ وہ گھر بھی تو آپ ہی کا ہے۔ اب کیا تھا۔ رحمت کا سمندر ٹھاٹیں مارتے ہوئے جوش میں آیا۔ حضرت قبلہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا، "اچھا ابھی چلو۔"

حضرت قبلہ جب ان کے گھر پہنچے تو لڑکا اپنے بستر میں پڑا سو رہا تھا۔ حضرت قبلہ اس کے قریب ہو کر بیٹھے۔ کچھ ہی لمحوں میں لڑکے کی آنکھ کھل گئی۔ لڑکے

نے حضرت قبلہ کو دیکھا تو تعظیم کی خاطر اُٹھنا چاہتا تھا۔ لیکن اُٹھ نہیں پایا۔ حضرت قبلہ نے لیٹے رہنے کا اشارہ فرمایا۔ بڑے پیار سے حضرت قبلہ نے اسے دیکھا اور اپنے سیدھے دستِ مبارک سے اس کا سر سہلانے لگے ﴿آہ! بڑی خوش نصیبی، بڑی خوش قسمتی﴾ درد شدید تھا، لڑکا رو پڑا۔ حضرت قبلہ نے تسلی دی اور صبر کرنے کو کہا۔ پھر آخر میں حضرت قبلہ نے اپنی کالی کملی نکالی اور اس کو اُڑہا دی۔ لڑکے کو نیند آگئی اور غنودگی میں اسے آنکھ لگ گئی۔ حضرت قبلہ بھی روانگی کے لیے اُٹھے۔ بچے کے ماں باپ نے اپنے پیر و مرشد کا شکریہ ادا کیا اور نذرانہ دینا چاہا۔ حضرت قبلہ نے نذرانہ نہیں لیا۔ جاتے جاتے ان دونوں سے کہنے لگے، " پریشان نہ ہو، مولیٰ نے چاہا تو لڑکا صحتیاب ہو جائے گا۔"

دوسری صبح جب بچہ جاگا تو سیدھا اُٹھ کھڑا ہوا اور پورے گھر میں دھوم مچاتا ہوا ادھر اُدھر دوڑنے لگا۔ خاندان کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ مارے خوشی کے خود بھی لڑکے کے ساتھ بھاگتے، کبھی رو پڑتے، کبھی شکرانے ادا کرتے۔ فوری سے پیش تر لڑکے کو حضرت قبلہ کی خدمتِ عالی پناہ میں حاضر کیا گیا۔ لڑکے اور اس کے سارے کنبے کو خوش دیکھ کر میرے آقا مسکرا اُٹھے۔ وللہ الحمد

ماں باپ نے حضرت قبلہ کی کمبل مبارک واپس کرنی چاہی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ کملی اس بچے کو بخش دی ہے۔ اب تم چاہو تو اسے رکھ لو۔

ایسے آقا کی ایسی کملی! کون ہے جو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہے گا۔ یہ کہتے ہوئے دونوں نے کملی مبارک دوبارہ حاصل کر لی۔ اسی دن ایک نئی، شاندار بکرے کے بالوں سے بُنی اور ذرا پتلی سی عمدہ کملی حضرت قبلہ کی خدمت میں بہ طور نذرانہ و شکرانہ پیش کیا۔

اے عزیز! ہماری گذارش ہے کہ اگر آپ صاحبِ استطاعت ہیں اگر بزرگوں کے تبرّکات حاصل کرنا چاہیں تو ہمارا مشورہ ہے کہ آپ جو چیز بہ طور تبرک حاصل کریں تو ویسی ہی یا اس سے اچھی قسم کی چیز پیشِ خدمت کر دیا کریں تاکہ تبرک بھی حاصل ہو اور اس چیز کی کمی بھی نہ رہے۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پردہ فرمانے کے بعد ان کے صاحبزادے، جانشین اور سجادہ نشین حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد شطاری القادری صاحب قبلہ ﴿انھیں ہم آگے حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ سے مخاطب کریں گے﴾ گدی نشین ہوئے۔ سب علاقوں کا دورہ فرمایا۔ اورنگ آباد بھی گئے۔ وہاں حلقہ لیا۔ سب سے ملاقات فرمائی۔ حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ پہلے ہی سے اس کملی کے بارے میں جانتے تھے۔ اس کملی کے دیدار کی خواہش ظاہر فرمائی۔ جب کملی مبارک کو حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کے پاس لایا گیا۔ کملی شریف ہاتھ میں لیتے ہی حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کملی سے لپٹ پڑے اور اتنا روئے کہ سسکیوں پہ آگئے۔ تمام حاضرین جو خود بھی بڑے عاشق تھے اپنے آپ کو روک نہ سکے اور بے تحاشہ رو پڑے۔ عشق کے آنسوں نے جب دل کو اچھی طرح دھو دیا تو ذرا جان میں جان آئی۔ دردِ عشق و وفاء نے افاقہ محسوس کیا۔ پھر کملی شریف سے چمٹ جانا خود صوفی سرکار سے چمٹ جانے کا احساس پیدا کرتا ہے۔ یہی احساس تسلی بھی دیتا ہے اور معشوق کے ساتھ ہونے اور باخبر ہونے کا بھی احساس دلاتا ہے۔

اب حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ نے اپنے کو ذرا سنبھال لیا۔ ان میاں و بیوی نے اس غیر معمولی انس کا جو نظارہ کیا، اسی کہ مدِ نظرِ عرض کرنے لگے،"

سرکار! اس کملی کو رکھنا ہماری حیثیت سے پرے ہے۔ بے شک یہ کملی مبارک بڑی برکت والی ہے۔ لیکن آپ ہمارے پیرو مرشد کے جانشین ہیں۔ جب سے یہ کملی ہمیں عطا ہوئی ہے ہم نے صرف اس کا دیدار ہی کیا ہے۔ لیکن اگر آپ اسے اوڑھ لیں تو ہم کو اور زیادہ خوشی نصیب ہو گی۔"

حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ نے اُن کی اس بے لوث و بے پناہ محبت کو رد نہ کر سکے اور اپنے ہمراہ اس کملی شریف کو صوفی نگر لے آئے۔ حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ خاص خاص موقعوں پر اس کملی شریف کو زیبِ تن فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی سرکار اسے اُوڑھتے ، کیفیتِ قلندرانہ، مزاجِ مبارک سے اور پورے بدنِ اقدس سے چھلکنے لگتے۔ کچھ ہوشیار لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اُس کیفیت میں جو کوئی بات یا دعاء حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کے گوشِ گزار کی جائے، وہ فوراً پائے قبولیت کو پہنچتی ہے۔ ہم نے خود اپنے آقا پیرو مرشد کو یہی کملی اُوڑھے ہوئے کئی بار دیکھا ہے۔ اس کملی کو اُڑھ کر جو کیفیت حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی ہوا کرتی تھی ہر بار ویسی ہی کیفیت ہم نے ہمارے آقا کی دیکھی ہے۔ اور کیوں نہ ہو حدیث پاک میں ہے کہ، جیسا باپ ویسا بیٹا۔ تو پھر جیسے دادا ویسے پوتے۔

آج بھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کی استعمال کردہ تین کملیاں خانقاہِ صوفی میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک کملی شریف وہ ہے جس کا ذکر اُوپر کے واقعہ میں آیا ہے۔

اے عزیز! میرا دل کرتا ہے کہ میں بھی کسی اونچائی سے گر پڑوں اور حضرت صوفی صاحب قبلہ میری تیمارداری کو آئیں اور ویسے ہی میرے ماتھے اور

سر پر ہاتھ پھیریں۔ بس ڈر تو صرف اتنا ہے کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کروں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی بڑی ناشکری ہو گی۔ تو پھر حضرت صوفی صاحب قبلہ بھی ناراض ہو جائیں گے۔ اللہ اور اس کے محبوبوں کی ناراضگی سے تو اللہ ہی بچائے۔ آمین

لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا تو یہ میری حیثیت سے سواء ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ میرے لیے تشریف لائیں۔ کہاں وہ پیکرِ نور اور کہاں میں خاک میں ابتر۔

تو ابد آفریں، میں ہوں دو چار پَل
تو یقیں، میں گماں، میں سخن، تو عمل
تو ہے معصومیت، میں نری معصیت
تو کرم، میں خطا، تو کُجا، مَن کُجا

☆☆☆

سال ہا سال تک حضرت صوفی صاحب قبلہ نے ناگپور میں رہ کر اسی طرح کئی اور مقامات کے بھی دورے فرمائے اور سلسلہ شطاریہ کی خوب خدمت انجام دی۔ جن مقامات پر حضرت قبلہ تشریف لے گئے ان مقامات کا ذکر ہم پچھلے صفحات پر کر چکے ہیں۔ ہم کو اس بات کا یقین ہے کہ حضرت قبلہ سے ان مقامات پر بھی اسی طرح کے شاندار واقعات ظہور میں آئے ہوں گے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ وسائل وذرائع کی کمی کی وجہ سے ہم اُن واقعات سے واقف نہ ہو سکے۔ کیوں کہ یہ واقعات 100 سال یا اس کے آس پاس وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ اور اب اس دور تک کئی نسلوں کا زبردست فاصلہ حائل ہو گیا ہے۔ بس جو کچھ ہمیں معلوم ہوا تھا اسی کو پیش کرنے کی ہم نے سعادت حاصل کی ہے۔ یہ کام ہم نے

اپنے مرشد قبلہ کے حکم سے شروع کیا لیکن اب اس کی ضرورت کا اندازہ ہو رہا ہے۔ اگر ہمیں تک وہ واقعات نہ پہنچ سکے تو آج کی نسل کو وہ واقعات کبھی پتا نہیں چل سکتے جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔ کم از کم ہم انھیں واقعات کو کیوں نہ محفوظ کر دیں جو ہم تک پہنچے۔ اب ہمیں ہمارے مرشد قبلہ کی دور اندیشی کا اور بہتر اندازہ ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے آقا حکم نہ فرماتے تو یہ کام بھی روبہ عمل نہ آتا۔ آقا کی اس روشن ضمیری کو ہم ہمہ تن ہو کر بہ خمِ سر سلام کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آقا اس سلام کو قبول فرمائیں۔ آمین ثمہ آمین

اے عزیز! ہم عرض کر رہے تھے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کس طرح شہر ناگپور میں رہ کر تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ سلسلۂ شطاریہ میں مصروف رہے۔ ایک دن ہاتفِ غیبی سے نداء آئی کہ ۔۔۔ پیارے نرمل کو جا۔۔۔ مقام بنا۔۔۔ ﴿یعنی حضرت قبلہ کو غیب سے آواز آئی﴾

جب اس نداء کو حضرت قبلہ نے سنا تو نرمل جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ادھر قدرتِ ربّانی نے اپنے محبوب کی اس ہجرت کا انتظام فرمانا شروع فرمایا۔ یعنی کیسے جائیں گے؟ کون لے جائے گا؟ وہاں جا کر کہاں ٹھہرینگے؟ وغیرہ وغیرہ تمام انتظامات قدرتی طور پر ہوئے۔ جس کا ملاحظہ آپ انشاء اللہ الرّحمٰن آگے صفحات پر کریں گے۔

"نرمل" حضرت قبلہ کے زمانے میں نظام اسٹیٹ کا حصہ ہوا کرتا تھا۔ اس وقت نرمل ریاستِ دکن کے ضلع عادل آباد کا تعلقہ تھا۔ آج صرف اتنا فرق ہے کہ ریاست آندھرا پردیش کے شمالی ضلع کا جنوبی منڈل ہے۔

اس زمانہ میں آبادی بہت کم ہوا کرتی تھی۔ جغرافیائی اعتبار سے نرمل

پہاڑوں، پہاڑیوں اور گھنے جنگلات سے گھرا ہوا تھا۔ ان جنگلات سے کئی جڑی بوٹیاں اور ادویاء حاصل ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ نرمل میں زراعت و کاشت بھی اچھے پیمانہ پر کی جاتی تھی۔

اُس زمانہ میں نرمل کے اطراف و اکناف کے جنگلات میں کئی قبائیل (جنگل میں رہنے والے قبیلے) آباد تھے۔ جنھیں آج کے زمانہ میں گونڈ یا گوڈ Gaud کہا جاتا ہے۔ سفلی عملیات، جڑی بوٹی کے عملیات، جادو، ٹونا، طلسم اور کئی بھیانک قسم کے علوم پر مہارت رکھتے تھے۔ جنگلات سے حاصل ہونے والی قیمتی جڑی بوٹیوں سے کئی اقسام کے ادویاء تیار کرنے میں بھی مہارت رکھتے تھے جو کئی جان لیوا بیماریوں کو بھی پیدا کر سکتی تھی۔ تنتر ودیا (Tantra Vidya)، جوتش ودیا (Jotish Vidya)، منتر ودیا (Mantra Vidya) اور دیگر بہت سے علوم جانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کی ان کرتوتوں سے انسانی زندگی متاثر تھی۔ اور تو اور انسانی زندگیاں خطرے میں بھی تھی۔

مصلحتِ خداوندی اپنے معصوم و مظلوم بندوں کو راحت پہونچانے اور انسانی زندگی کو بہال فرمانے اپنے محبوب بندوں کو وہاں بھیجتی رہی ہے اور ان کی حفاظت فرماتی رہی ہے۔

یہ زمانہ 1922 کا یا اس کے آس پاس کا تھا۔ نرمل کے رہنے والے لوگوں میں سے چند لوگ اللہ والوں کے قدردان بھی ہوا کرتے تھے۔ انھیں لوگوں میں سے دو سگے بھائی تھے۔ ان کے نام جناب سالار خان صاحب اور جناب دادے خان صاحب بتلائے گئے ہیں۔ ان دونوں برادران کے ایک دوست جناب محبوب علی صاحب جو کہ قریبی گاؤں نرساپور کے رہنے والے تھے، یہ بھی اللہ والوں

سے محبت رکھتے تھے۔

یہ تینوں حضرات اس وقت حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبد کی پائین (پائینتی Foot-Side) میں مدفن ہیں۔ خاص یہ کہ حضرت سالار خان صاحب، حضرت قبلہ کی گنبد شریف کے چبوترے سے لگ کر اس طرح دفن ہیں کہ اگر ہم گنبد کے چبوترے کی سیڑھی پر کھڑے ہو جائیں تو ہماری سیدھی جانب کا پہلا مزار انھیں کا ہو گا۔

جناب محبوب علی صاحب اکثر نرمل آیا جایا کرتے تھے اور جب بھی نرمل آتے، تو اپنے ان دونوں دوستوں سے ضرور ملتے تھے۔ یہ تینوں عبادت گزار تو تھے ہی، لیکن جب بھی مل بیٹھتے تھے تو حضورِ پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر کیا کرتے، کبھی اہلِ بیتِ اطہار کو یاد کرتے، کبھی صحابہ کرام کا ذکر چھیڑتے، کبھی اولیاء اللہ کے واقعات کا مطالعہ کرتے، کبھی مرشدینِ کاملین کا حسنِ خلق و تصوف کو ذہن نشین رکھتے۔ ان مصروفیتوں میں کبھی کوئی دل دکھانے والا یا ایمان افروز واقعہ آجاتا تو اشک بار ہو جایا کرتے۔ غرض یہ کہ یہ تینوں حضرات مرشدِ کامل کی تلاش میں رہتے تھے۔ مگر اب تک ان کو کوئی مناسب شخصیت نہیں ملی تھی۔

اسی دوران ان تینوں حضرات نے ایک خواب دیکھا کہ یہ تینوں حضرات نظام آباد کے ریلوے اسٹیشن پر کھڑے رہتے ہیں۔ مہاراشٹرا کی سمت سے ایک ریل آکر پلیٹ فارم پر رُکتی ہے۔ اس ریل کے ایک ڈبہ سے ایک نہایت ہی نورانی شخصیت اُترتے ہیں۔ جن کے سرِ اقدس پر ناسی رنگ کا عمامہ شریف ہوتا ہے۔ اسی رنگ کی قمیص اور تہبند شریف زیبِ تن ہوتا ہے۔ ان کا چہرہ مبارک ایسا روشن ہوتا ہے کہ چودھویں کا چاند بھی پھیکا پڑھ جائے۔ قد و قامت بہت

خوبصورت اور جملہ پیکر پُر نور ہوتا ہے۔ یہ تینوں حضرات اس شخصیتِ بے مثال کی طرف لپکتے ہیں۔ گل پوشی کرتے ہیں اور قدم بوس ہو جاتے ہیں۔ پھر ان بزرگ کو ساتھ لے کر نرمل آتے ہیں۔

پہلے دن ان تینوں نے یہی خواب دیکھا پر ایک دوسرے سے تذکرہ نہ کیا۔ دوسرے دن پھر وہی خواب دکھائی دیا، لیکن تینوں اپنی اپنی جگہ خاموش رہے۔ جب تیسرے دن بھی یہی خواب آیا تو انھیں لگا کہ یہ خواب سچا ہے۔ اور پھر اپنی اپنی جگہ یہ طئے کر لیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو اس کی تصدیق اور بھی حضرات کرنا چاہیے۔ تیسرے دن یہ خواب ان حضرات نے ایک دوسرے سے بیان کیے تو تصدیق ہو گئی کہ یہ خواب سچا ہے اس لیے کہ تینوں نے ایک ہی خواب دیکھا تھا اور ان تینوں کے خواب میں کوئی بھی تبدیلی نہیں تھی۔

اپنے مقدر کے چمکنے کا انتظار کرنے والے یہ تینوں حضرات اب اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ یہ خواب واقعی سچا ہے اور جو اشارہ اس خواب کہ ذریعہ انھیں ملا تھا اس پر انھوں نے یقین کر لیا کہ یہ خواب کسی خاص مقصد کے تحت پڑا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ اس خواب کے دوران ، انھیں اس واقعہ کے دن، تاریخ، اور وقت کی بھی بشارت ہو گئی تھی۔ اسی بناء پر یہ تینوں حضرات پھولوں کے ہار لیے ہوئے، ٹھیک اسی دن، اسی تاریخ اور اسی وقت پر نظام آباد ریلوے اسٹیشن پر آکھڑے ہوئے۔ جو منظر انھوں نے خواب میں دیکھا تھا ٹھیک وہی نظارہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ مہاراشٹرا کی سمت سے ویسی ہی ریل آتی ہے۔ پلیٹ فارم پر رُکتی ہے۔

تینوں میں تشویش اس وقت پیدا ہوئی جب وہ شخصیتِ نورانی بجانب جنوب

کسی بھی ڈبے سے اُترتے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ تبھی اچانک کسی نے ان تینوں کو پیچھے سے ان کے نام لے لے کر پکارنے کی آواز سنائی دی۔ تشویش زدہ یہ لوگ جب پیچھے مُڑے تو اسی شخصیتِ نورانی کو اپنے سامنے دیکھا۔ وہی لباس، وہی عمامہ، وہی پیکرِ نورانی سامنے کھڑے تھے۔ یہ تھے، حضرت صوفی حسین علی شاہ صاحب قبلہ۔

فرطِ مسرت میں ان تینوں نے حضرت قبلہ کی گل پوشی کی۔ قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت قبلہ سے ان کی یہ ملاقات زندگی میں پہلی دفعہ ہوئی تھی۔ پہلے تو تینوں کو یکساں اور لگاتار ایک ہی خواب پڑا۔ جو کہ سچ ثابت ہوا۔ اس پر حیران کن بات یہ کہ حضرت قبلہ نے پہلی ہی دفعہ میں ان کے نام لے لے کر آواز دی جیسے کہ پہلے سے جانتے ہوں۔ جب طالبوں کو مرشدِ کامل کے آنے کی خبر و اطلاع ہو سکتی ہے تو پھر یقیناً مرشدِ کامل کو طالبوں کی خبر اس سے بھی زیادہ بہتر انداز سے ہوتی ہے۔

پلیٹ فارم پر جب یہ تینوں گل پوشی اور قدم بوسی سے فارغ ہوئے تو حیرت زدہ ہو کر حضرت قبلہ کے مکھڑے کو تکنے لگے۔ ان کو اس کیفیت سے باہر لانے کے لیے حضرت قبلہ نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ پہلے خود کا تعارف کرایا، پھر فرمایا کہ، "بابا! ہم کو نرمل جانا ہے۔ کیا آپ لوگوں نے نرمل جانے کے لیے کسی سواری کا انتظام کیا ہے؟"۔۔۔

وہ تینوں چوکنّے ہو گئے۔ عرض کرنے لگے، "جی ہاں سرکار! ہم سواری ساتھ لائے ہیں۔"۔۔۔

اس زمانے میں عام طور پر بیل گاڑی کی سواری ہوا کرتی تھی۔ جس کا تذکرہ

ہم پچھلے چند واقعات میں کر چکے ہیں۔

حضرت قبلہ اُن تینوں احباب کے ساتھ نرمل کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں پڑنے والی دریائے گوداوری پر کوئی پُل نہ تھا۔ آج پوچمپاڑ میں جو سری رام ساگر پروجکٹ ہے وہ بھی تعمیر نہیں ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ دریا رواں (بہتا) رہتا تھا۔ اس کو پار کرنے کیلیے اُس زمانہ میں بڑے بڑے ٹوکرے چلائے جاتے تھے۔

حضرت قبلہ بیل گاڑی سے دریا کے کنارے موجود گاؤں چکریال پہنچے۔ وہاں سے کرائے پر لائی ہوئی بیل گاڑی چھوڑ دی گئی۔ حضرت قبلہ اُن حضرات کے ٹوکرے میں سوار ہو گئے۔ دریا کے دوسرے کنارے پر سون نامی گاؤں تھا۔ ٹوکرا اس گاؤں کے کنارے رُکا۔ وہ تینوں دوست جو بیل گاڑی آتے وقت نرمل سے لے کر نکلے تھے وہ یہیں، اس گاؤں میں ٹھہرا کر آئے تھے۔ حضرت قبلہ کو اسی بیل گاڑی میں سوار کرا کے نرمل کی طرف چل پڑے۔

اے عزیز! اس وقت یہ وضاحت فائدہ مند ہو گی کہ سون سے نرمل جانے والی قومی شاہراہ (National Highway No.7) اس زمانے میں تھی ہی نہیں۔ بلکہ یہ راستہ جو نظام کے زمانے کا قلعہ سون گڑھ ہے اس کے مشرق سے گزرتا تھا۔ موجودہ راستہ مغرب سے گزرتا ہے۔ آج کی یہ سڑک ایکسپریس ہائی وے ہے۔ وہ راستہ بیل گاڑی یا گھوڑا گاڑی کا تھا۔ جو سون گاؤں سے ملے لیک (Malle Lake)، بپّارام، ویل مل سے ہوتا ہوا، نرمل سے مینچریال جانے والے راستے پر نکلتا تھا۔ اس راستہ پر پہنچ کر بائیں ہاتھ کی طرف مڑ کر مغرب کی طرف چلتے رہیں تو رتناپور اور آگے کونڈاپور سے نرمل میں بجانب مشرق داخل ہوتے تھے۔ جبکہ آج کے ایکسپریس ہائی وے سے جائیں تو ہم نرمل میں جنوبی سمت سے

داخل ہوتے ہیں۔

پچھلے صفحہ پر جو نقشہ دیا گیا ہے۔ اس کو دیکھ کر آج کے اور اُس دور کے راستوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آپ کو یاد ہو گا ہم عرض کر رہے تھے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ، بیل گاڑی کے راستے سے کس طرح نرمل شریف پہنچے۔

نرمل پہنچ کر حضرت قبلہ نے جناب سالار خان صاحب کے مکان میں قیام فرمایا۔ حسبِ معمول حضرت قبلہ رات کو 3 بجے جاگے۔ اپنی عبادت میں مصروف رہے۔ اشراق کے وقت حجرے سے باہر آئے۔ یہ تینوں حضرات بھی حضرت قبلہ ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ تینوں کے دلوں میں مریدی حاصل کرنے کا ذوق و شوق اس قدر تھا کہ ان کے چہروں سے یہ تمنا ظاہر ہونے لگی تھی۔ بس

تینوں نے اپنا مدعاء پیش کیا۔ پیارے آقا مسکرائے اور فرمایا، "لو بابا! تمہارا انتظار ختم ہوا۔ آؤ تمہیں بیعت کرا دوں۔" اس طرح وہ تینوں خوش نصیب ﴿جناب سالار خان صاحب، جناب دادے خان صاحب اور جناب محبوب علی صاحب﴾ دخلِ سلسلہ ہو گئے۔

مرید بنانے سے فارغ ہوئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ وہ اس شہر کے آس پاس کے مقامات کا دورہ فرمانا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت قبلہ باہر تشریف لائے اور راستوں پر نگاہ فرمائی۔ نرمل کے جنوب میں واقع شام گڑھ کے قلعہ کی طرف چلنے لگے۔ یہ تینوں احباب برابر پیچھے پیچھے چلتے رہے۔

شام گڑھ قلعہ پار ہونے کے کچھ پانچ یا چھ سو میٹر کے فاصلے پر حضرت قبلہ رُک گئے۔ جس جگہ حضرت قبلہ رُکے تھے آج وہ جگہ صوفی نگر کہلاتی ہے۔

حضرت قبلہ جہاں رُکے وہاں ایک چھوٹی چٹان تھی۔ حضرت قبلہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ کچھ دیر بعد حضرت قبلہ اُٹھے اور مشرق کی طرف موجود جھاڑیوں کی طرف گئے۔ جب جھاڑیوں میں داخل ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک تانترِک ﴿جادوگر﴾ اپنے تنتر منتر کی مشق کر رہا تھا۔ حضرت قبلہ کو دیکھ کر تانترک حیران ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ تانترک کچھ کہتا، حضرت قبلہ نے اس کو حکم فرمایا کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔ بہانے تراشتے ہوئے تانترک بولا، آپ یہاں ٹھہر کر کیا کریں گے، یہاں نہ زمین ڈھنگ کی ہے اور نہ ہی یہاں پانی ہے۔ حضرت قبلہ نے اسے پُر جلال انداز میں فرمایا، ارشاد ہوا کہ "زمین تو میرا مولیٰ

میرے لیے ٹھیک فرمادے گا"، پھر اپنا عصا مبارک ﴿لاٹھی﴾ اُٹھائی زمین میں ہلکا سا دھنسا کر فرمایا، "یہ لے پانی"، پھر کیا تھا زمین سے میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ﴿جھرنا﴾ جاری ہو گیا۔

یہ دیکھ کر تانترک کی سٹّی پٹّی گم ہو گئی۔ شاید من ہی من میں سوچنے لگا کہ وہ حضرت قبلہ کو جتنے جید سمجھا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ جید و باکمال ملے۔ جن حضرت کا صرف ہلکا سا کھودنا قدرت کے خزانے باہر لا لیا ہے، اگر ان کی لاٹھی برس پڑے تو نہ جانے کیا ہو گا۔ تو پھر اب اس کو وہاں سے چلے جانے ہی میں خیریت نظر آئی، اور وہاں سے چلا گیا۔

حضرت قبلہ نے اپنے ان تینوں مریدینِ صادق کو مخاطب فرمایا، "بابا! ذرا معلوم کرو کہ یہ زمین کس کی ہے؟"

زمین کے بارے میں معلومات حاصل کئے گئے۔ معلوم ہوا کہ زمین محکمہ جنگلات کی سرکاری زمین ہے۔ پیارے آقا حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اس زمین کو خریدنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ چنانچہ محکمہ جنگلات سے ربط پیدا کیا گیا۔ چونکہ وہ زمین پڑیت ﴿بے کار﴾ مانی جاتی تھی۔ اور شہر نرمل کے معتبر حضرات نے خریدنے کی خواہش ظاہر کی تھی، اس لیے زمین آسانی سے حاصل ہو گئی۔

جتنی زمین حضرت قبلہ نے پسند فرمائی وہ کل ملا کر 3 ایکر اور 20 گنٹے تھی۔ اس زمین کی قیمت 100 روپئے سکے عثمانی طئے ہوئی۔ حضرت قبلہ نے یہ رقم اپنے

جیب سے ادا فرمائی اور زمین خرید لی۔﴿اس زمین کی خریدی کی رسید اور رجسٹریشن کی کاپی موجود و محفوظ ہے﴾

زمین خرید کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا، "اس زمین پر مسجد، خانقاہ، چلہ جات، درگاہ شریف، مکان اور مسافر خانہ تعمیر کیا جائے گا۔ یہاں رہنے والوں اور آنے جانے والوں کو بنیادی سہولتیں مہیّا کرائی جائیں گی۔ سب آنے، جانے والے اور مریدین اسی زمین میں رہیں۔ یہ زمین مریدوں اور درگاہ کے لیے ہے۔ جو کوئی طالبِ مولیٰ یہاں آئیں گے میرا مولیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مراد بر لائے گا۔"

اے عزیز! اس مقام پر ایک بہت ہی لطیف اور انوکھا نکتہ پیشِ خدمت ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا پچھلے صفحات پر ہم نے حضرت قبلہ کے اسمِ مبارک "حُسین" کی عظمت بیان کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ آیئے! اس ضمن میں ایک اور عظمت و شان بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ یہ نامِ پاک نواسۂ رسول ﷺ کا ہے۔ اور حضرت قبلہ کے والدین نے ان کا نامِ انھیں کے نام سے رکھا ہے۔ جہاں روحانیت نے امامِ عالی مقام سے شان پائی، وہیں کئی دیگر خواص بھی حضرت قبلہ کے مزاجِ مبارک میں ظاہر ہوئے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ جب سیدنا امام عالی مقام امام حُسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں پہنچے تو وہ زمین جس میں خیمے لگائے جانے والے تھے، کربلا کی وہ زمین سرکار امامِ عالی مقام نے خرید لی تھی۔ پہلے زمین خریدی، پھر خیمے لگائے گئے، پھر اس

جگہ زبردست عبادت و ذکر ہوئے، پھر اسی زمین میں سرکشوں کے سر کچلے، پھر اسی زمین کو اپنے بھائیوں، بیٹوں، مریدوں اور غلاموں کے لہو سے لال کیا، یہی بہت تھا کہ اس زمین کو خود اپنا لہو بھی پلایا۔ جس زمین پر شہادت کا جام نوش فرمایا وہ زمین امام عالی مقام کی ذاتی ملکیت تھی۔ بے شک امامِ عالی مقام کے اس عمل سے ان کی خودداری کا معیار اور روشن ضمیری کی شان چھلک رہی ہے۔

حضرت قبلہ نے بھی اس صحرا ﴿بیابان، جنگل﴾ کو پہلے خریدا، پھر وہاں رہے، پھر خوب عبادت و ریاضت فرمائی، پھر اس جگہ مریدوں کو سکھایا کہ نفسِ سرکش کو کیسے کچلا جائے، پھر اپنے بیٹے، خلیفوں، مریدوں اور معتقدوں کو نفسِ مطمئن بنایا، پھر پردہ ہوئے تو اسی زمین میں رہنا پسند فرمایا۔ جس زمین کو یہ سارے کاموں کے لیے پسند فرمایا وہ خود ان کی ذاتی ملکیت ہے۔

ہم امام عالی مقام اور حضرت صوفی صاحب قبلہ کا تقابل نہیں کر رہے، کیوں کہ یہ محال ہے اور اہلِ نظر جانتے ہیں کہ اس کے محال ہونے کے کیا کیا رموز ہیں۔ ہم تو صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں "جیسا نام ویسا کام"

جتنی زمین حضرت قبلہ نے خود خریدی تھی آج درگاہ شریف صوفی نگر کے پاس صرف اتنی ہی زمین بچی ہوئی ہے۔ انتظامیہ اپنے جی جان سے اس کی حفاظت اور ترقی میں مصروف ہے۔ خدا نے چاہا تو جس مقصد کے لیے حضرت قبلہ نے یہ زمین خریدی تھی یہ زمین ہمیشہ اسی مقصد کے لیے استعمال میں لائی جائے گی۔ ہماری ہمت تو صرف اس لیے ہی بندھی رہتی ہے، کیوں کہ حضرت

قبلہ نے سرزمینِ صوفی نگر کو دعاء دی ہے۔ چنانچہ ہمیں یقین ہے کہ مولیٰ کے فضل و کرم سے یہ زمین اسی کام کے لیے محفوظ رہے گی۔ آمین بحقِ طٰہٰ و یٰسٓ

ہم عرض کر رہے تھے کہ یہ زمین محکمہ جنگلات سے حضرت قبلہ نے خود اپنے سرمایئے سے خرید لی۔ یہاں جو چشمہ نکل آیا تھا وہاں ایک عارضی کنواں کھدایا گیا۔ بعد میں اس کی پختہ تعمیر ہوئی جو آج بھی احاطہ درگاہ صوفی نگر میں موجود ہے۔

اس کنوے ﴿باؤلی﴾ کے بارے میں ہم نے اپنے بڑوں سے کئی باتیں اور فضیلتیں سنی ہیں۔ کہتے تھے کہ یہ چشمہ حضرت قبلہ کی فصّ اسمٰعیلی علیہ السلام کا آئینہ دار ہے۔ نبی نے زمین پر پاؤں کی ایڑی رگڑی تو پانی کا چشمہ نکل آیا۔ ولی نے چھڑی سے زمین کو رگڑا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ طریق کے اس اصول پہ کہ ولایت، نبوت کی وراثت ہے۔ وہ چشمہ نبی کا معجزہ ہے، یہ چشمہ ولی کی کرامت ہے۔ مصداقِ آں حضرت قبلہ سے وراثتِ اسمٰعیلیہ ﴿علیہ السلام﴾ ظہور پذیر ہوئی۔

یہ بھی کہتے تھے کہ اس کنوے کا پانی "آبِ شفاء" ہے۔ کسی بھی جسمانی و روحانی مرض میں شفاء کا کام دیتا ہے۔ ہم نے بھی کئی بار اس کے اعجاز کو آزمایا۔ الحمدللہ، مولیٰ نے کبھی مایوس نہیں فرمایا۔

جس پہلے دن حضرت قبلہ نے یہاں چشمہ بہایا۔ اسی دن اس مقام کا نام "صوفی نگر" رکھا۔ اسی دن حضرت قبلہ نے اس زمین کے چند مخصوص مقامات کی

نشاندہی فرمائی اور اسے صاف کرنے کا ارشاد ہوا۔ جب زمین کی رقم ادا کر دی گئی تو فوراً ہی صاف صفائی کے کام کا آغاز ہوا۔ یہ تینوں حضرات تو صفائی کر ہی رہے تھے کہ خود آقائے کریم حضرت صوفی صاحب قبلہ بھی صفائی کرنے کو ہاتھ میں اوزار لیے چلے آئے۔ یہ تینوں مریدین نے بہت اصرار کیا لیکن آقا نے ان کی ایک نہ سنی اور اپنے دستِ حق پرست سے اس زمین کو صاف ستھرا فرمایا۔ یہ صاف صفائی چند روز تک چلتی رہی۔

آس پاس کا سارا علاقہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔ گھنا جنگل ہونے کی وجہ سے اس میں کئی خطرناک جنگلی جانوروں کے بسیرے تھے۔ یہاں تک کہ قریب کے علاقوں سے شیر و ببر بھی یہاں سے گزرا کرتے تھے۔ اس سب کے باوجود حضرت قبلہ نے یہاں چلہ کشی اختیار فرمائی اور اس علاقے کو تقدس عطا فرمایا۔

پھر حضرت قبلہ نے اپنے جدِ اعلیٰ قطب الاقطاب حضرت سیدنا سید شاہ ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کا چِلہ قائم کیا۔ اُدھر وہ تینوں مریدینِ خوش بخت حضرت قبلہ کی خوب خدمت کی اور فیضِ روحانی سے مستفید ہوتے گئے۔ ان میں رونما ہونے والی کششِ روحانی اور اعلیٰ اخلاقی تبدیلی کا۔ ان کے ملنے جلنے والوں نے اس کا لگاتار مشاہدہ شروع کیا۔ جو کوئی ان سے ملتا ان سے بہت زیادہ متاثر ہو جاتا۔ یہ سب لوگ بارہا اِن سے اس مبارک تبدیلی کا سبب دریافت کرنے لگے۔ اس پر ان حضرات نے فرداً فرداً ان لوگوں پر گزرے ہوئے تمام حالات سلسلہ وار

سنائے۔ جس کو سن کر ہر کوئی ششدر ہو کر رہ گیا۔ ظاہر ہے متاثر ہونے کے بعد حضرت صوفی صاحب قبلہ سے ملاقات کروانے کا اصرار کرتے۔ حضرت قبلہ کی اجازت لے لے کر ان لوگوں نے خواہش مندوں کو حضرت قبلہ سے ملوایا۔

جب کوئی حضرت صوفی صاحب قبلہ کے نورِ محمدی ﷺ سے چمکتے ہوئے چہرے کا نظارہ کرتا تو حضرت قبلہ کا گرویدہ ہو جایا کرتا اور اس کا ظاہر و باطن دریائے نور میں غوطہ زن ہو جاتا۔ سرور و مستی کی کیفیت برزخِ کبریٰ کی خوش حالی کا مشاہدہ کرواتی۔ جس پر ہر شخص دل و جان سے فدا ہو جایا کرتا۔ حضرت قبلہ سے دستِ بیعت حاصل کر کے حضرت قبلہ کی غلامی و مریدی اختیار کرتے ہی اس سفر الیٰ صراط المستقیم کا آغاز ہو جاتا۔ حضرت قبلہ کی صحبتِ بابرکت کے فیض اور سلسلے کے ذکر و اذکار اور مشاغل ان سبھی لوگوں میں بھی قوتِ روحانی اور کششِ روحانی کے ساتھ اعلیٰ ترین اخلاق پیدا ہو جایا کرتے۔

دوسری طرف حضرت قبلہ کی چلہ کشی، عبادت و ریاضت کا سلسلہ جاری رہتا پھر حضرت قبلہ نے اپنے استادِ ستودہ صفات مست بادۂ جبار حضرت سیدنا سید شاہ عبداللہ حسینی المعروف صوفی علی سرمست قلندر قادری شطاری صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز ﴿ناندورا شریف﴾ کا چلہ شریف خود اپنے دستِ مبارک سے قائم فرمایا۔

اے عزیز! ایک شبہ کا ازالہ از حد ضروری ہے۔ کچھ لوگ مانتے ہیں کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے اسمِ مبارک کا لقب "صوفی" انہی بزرگ سے

منسوب و موسوم ہے۔ جبکہ ہماری تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ لقب "صوفی" حضرت قبلہ کو بارگاہ بیجاپور سے ملا ہے۔ حضرت قلندر صاحب قبلہ کو بھی وہیں سے یہ لقب "صوفی علی سرمست قلندر" ملا ہے۔ ہماری تحقیق پر ہمیں اطمینان اس لیے بھی ہے کیوں کہ حضرت قبلہ، حضرت قلندر صاحب قبلہ کے شاگرد ہیں لیکن مرید بیجاپور کے ہیں۔ جبکہ قلندر صاحب قبلہ خود بھی بیجاپور کے مرید ہیں۔ یعنی اپنے پیر کے مقام سے وابستہ مرید کو قلندر صاحب قبلہ لقب کیوں عطا کریں گے۔ اگر ایسا ہوتا تو پیر کے آگے بڑا پن بتانا ظاہر ہوتا۔ اور ہمیں یقینِ کامل ہے کہ حضرت قلندر صاحب قبلہ اخلاق و وفاء کا ایسا پیکر ہیں کہ وفاداریاں ان پر نازاں ہو کر فخر کرتی ہیں۔ تو پھر ان سے اس طرح کے عمل کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔ بس واضح ہو کہ حضرت قبلہ کا لقب "صوفی"، حضرت قبلہ کے پیر و مرشد، سرکار سلطانِ قلندراں و مخدومِ قلندری حضرت سیدنا سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ سجادہ نشین حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب رضی اللہ عنہ بیجاپور کا عطا فرمودہ ہے۔

حضرت قلندر صاحب قبلہ کا جو چلہ شریف حضرت قبلہ نے قائم فرمایا اس کے بعد سے حضرت قبلہ نے حضرت قلندر صاحب قبلہ کا عرس منانا شروع فریا۔ جو کہ اسلامی مہینے رجب المرجب کی 23، 24 اور 25 کو منایا گیا۔ اس عرس میں تمام مریدین، معتقدین اور ان کے علاوہ کئی دیگر لوگوں کو بھی بلایا جاتا تھا۔ عرس میں شریک ہونے والے لوگ بھی دستِ بیعت حاصل کر کے مریدی میں داخل

ہونے لگے۔اس کی وجہ سے سلسلۂ صوفی نگر وسیع سے وسیع تر علاقوں تک جا پہنچا۔ آج تاریخ تک بھی یہ عرس شریف منایا جاتا ہے۔ جو چلہ شریف حضرت قبلہ نے قائم فرمایا وہ آج حضرت قبلہ کی گنبد شریف کے سَرہانے سے اسی شان و شوکت کے ساتھ موجود ہے۔

سلسلہ کی انھیں مصروفیتوں میں حضرت صوفی صاحب قبلہ شب و روز مصروف رہا کرنے لگے۔ حضرت قبلہ ان مصروفیتوں کے باوجود اپنی عبادات و ریاضات سے کبھی دور نہیں ہوئے۔ اسی دوران حضرت قبلہ نے حضور سلطان الاولیاء سیدنا غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا چلہ مبارک بھی قائم فرمایا۔انشاءاللہ الرحمٰن ہے اس کتاب کے آخر میں درگاہ شریف کا نقشہ پیش کریں گے۔ جس میں درگاہ میں موجود مقامات کی وضاحت کریں گے۔

حضرت قبلہ کی بزرگی و کمالات کے واقعات عام ہونے لگے جس سے حضرت قبلہ کی شہرت منظرِ عام پر آنے لگی۔ عوام الناس کی آوک جاوک کا سلسلہ بھی بڑھنے لگا۔ اسی کے پیشِ نظر مریدین نے آپسی مشورہ سے یہاں پر پختہ خانقاہ صوفی، مسجدِ صوفیہ اور کنواں تعمیر کرانے کا ارادہ کیا۔ یہ تجویز حضرت قبلہ کے حضور پیش کی گئی۔ حضرت قبلہ بہت خوش ہوئے اور منظوری عطا فرمادی۔

اپنی اپنی سکت کے مطابق سبھی لوگوں نے ان تعمیرات میں حصہ لیا۔ ایک بہترین قسم کی جھونپڑی۔ خانقاہ صوفی کے لیے تعمیر کی گئی۔ اسی کے اندر ایک

چھوٹا سا حجرہ شریف بھی تعمیر کیا گیا جس میں حضرت قبلہ عبادات ادا فرماتے اور آرام بھی کیا کرتے تھے۔

اسی جگہ پر آج خانقاہِ صوفی، حجرۂ سجادہ نشین موجود ہے۔ اس کے علاوہ اسی عمارت میں سماع خانہ بھی موجود ہے جو کہ بعد میں حضرت صوفی واحد علی شاہ صاحب قبلہ کے زمانے میں توسیع کے وقت تعمیر ہوا۔ اس جھونپڑی کی جگہ پر پختہ تعمیر بھی حضرت ہی نے کروائی۔ اس عمارت کو میرے پیرو مرشد سرکارِ عالی مقام نے مزید پختہ فرمایا اور اس میں فرش، استر کاری اور چھت کی مزید درست کروائی۔ اب بھی یہ عمارت سے فیضانِ صوفیت جاری و ساری ہے۔

خانقاہ صوفی کے علاوہ مسجدِ صوفیہ کے لیے بھی ایک جھونپڑی تعمیر کی گئی۔ اس میں بھی ایک حجرہ شریف بنایا گیا۔ جس میں خصوصی مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا تھا۔ کبھی کبھار حضرت قبلہ خود بھی اس میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صوفی واحد علی شاہ صاحب قبلہ نے اس مسجد کی بھی تعمیر و توسیع فرمائی۔ مجھ حقیر کو بچپن ہی سے صوفی نگر کی حاضری کا شرف حاصل ہے، میں نے اپنے بچپن میں حضرت صوفی واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی تعمیر کروائی گئی مسجدِ صوفیہ دیکھی ہے۔ تعمیر پرانی ہونے کی وجہ سے وہ عمارت موسموں کی بے رُخی کو سہہ نہ سکی، تو ڈھہ گئی تھی۔ پھر میرے پیرو مرشد قبلہ نے اسی جگہ نئی اور پختہ مسجد تعمیر فرمائی۔ جو کہ اب بھی سلامت ہے۔

ان سب کے ساتھ کنویں کی بھی پکی تعمیر کرائی گئی۔ یہ کنواں آج بھی اس تعمیر کا ایک آخری شاہکار کے طور پر موجود ہے۔ جسے دیکھ کر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس بے سہولتوں والے دور میں اس کی تعمیر میں کتنی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔

اے عزیز! خاص الخاص بات یہ ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے خود بہ نفسِ نفیس ان تعمیراتی کاموں میں حصہ لیا۔ کبھی سبّل ہاتھ میں لیے بنیادوں کی کھدائی فرماتے، کبھی پھاوڑوں سے ٹوکروں میں مٹی ڈالا کرتے، کبھی ٹوکرے اُٹھاتے، مٹی کہیں دور پھینک آتے، کبھی بڑے بڑے پتھر اپنے کاندھوں پہ اُٹھا تے اور بنیادوں میں لا ڈالتے، پتھروں کی سختی اور وزن اتنا زیادہ ہوا کرتا کہ حضرت قبلہ کندھے مبارک اس کی وجہ چھل جایا کرتے۔ لیکن حضرت قبلہ ان تعمیرات کو برابر اپنا تعاون عطا فرمایا کرتے۔ مریدین کے لاکھ روکنے کے باوجود نہیں رُکتے۔ یہی نہیں حضرت قبلہ کے پاس آئے ہوئے نذرانے اور ناگپور سے آنے والی آمدنی کی پائی پائی حضرت قبلہ نے تعمیرات میں خرچ فرمادی۔

وہ سارے تعمیرات، وہ دقتیں، وہ تکالیف، حضرت قبلہ نے صرف اور صرف رضائے الٰہی اور مریدین کی راہِ ہدایت کی خاطر اُٹھائیں۔ مریدین کے آرام اور سہولتوں کی خاطر خود اس قدر محنتیں فرمائیں کہ اس وقت سے لیکر قیامت تک کے جملہ مریدین مل کر اپنی جان، مال اور اولاد کو لُٹا کر بھی اس احسان کا بدلہ کبھی نہیں چُکا سکتے۔

درگاہ شریف صوفی نگر میں دیکھتے دیکھتے تعمیری کام مکمل ہو گئے۔ مریدین نے حضرت قبلہ کے لیے دولت خانہ (مکان) بھی تعمیر کیا۔ حضرت قبلہ نے اپنے اہلِ خاندان کو بھی یہیں رہنے کے لیے بُلا لیا۔ ہم نے سنا ہے کہ حضرت قبلہ کے زوجہ محترمہ حضرۃ بی بی صغریٰ صاحبہ علیہا الرحمتہ اللہ اور ایک صاحبزادے (جا نشین) اور چار صاحبزادیوں پر یہ خاندان مشتمل تھا۔ وہ سب بھی یہاں آکر حضرت قبلہ کے ساتھ رہائش پذیر ہو گئے۔

ہمارا اندازہ ہے کہ حضرت قبلہ کے پہلے سجادہ نشین و جانشین حضرت صوفی واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی عمرِ شریف اس وقت 12 برس کی تھی ہو گی۔

مریدین اور معتقدین بارہا صوفی نگر آنے جانے لگے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس بلند پایہ شخصیت کی رہبری میں ان کی روحانی تربیت بے مثال انداز سے ہوا کرتی تھی، بلکہ دیگر تعلیمات جیسے کہ تعلیماتِ قرآن واحادیث، تعلیماتِ شریعت، آدابِ زندگی، زبانِ عربی، زبانِ فارسی، زبانِ اردو، زبانِ ہندی، زبانِ تلگو، عام حسابات، علمِ جفر، علمِ رمل، علمِ آثار، علمِ اسماء، علمِ قیافہ، علمِ فلکیات، علمِ ارضیات، علمِ نجوم، علمِ تعبیر، علومِ سائنس، علمِ حکمت، علمِ طب وغیرہ وغیرہ وغیرہ سکھا کر ان کے ذہنوں کو روشن کیا جاتا تھا۔ ایک بار جو اس سے فارغ ہوتا پھر اسے علمِ شطاریہ سے نواز کر کامل کر دیا جاتا تھا۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اس بار گاہ سے کئی جیّد و کامل علمائے ربّانی فارغ ہوئے اور آسمانِ ولایت پر سورج، چاند

اور ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں اور طالبوں کی کامیاب رہبری کرتے رہے ہیں۔ یہ مثال یہاں صادق آتی ہے کہ "بنیاد پختہ ہو تو عمارت بھی پختہ ہوتی ہے۔"

ان طالبوں کے لیے لنگر ﴿کھانے﴾ کا بھی انتظام ہوا کرتا تھا۔ اس بارگاہ کی یہ شان ہے کہ یہاں سے کوئی بھوکا نہیں لوٹایا گیا۔

اس عظیم درس گاہ میں طالب چاہے جیسی طلب لایا اس نے اپنی مراد ضرور پائی۔ ہاں اگر کسی کا پیالہ ہی چھوٹا ہو تو اسے مشروب بھی کم ملے گا، اس میں ساقی کا کیا دوش۔

جُگ جُگ سے اس جَگ کی، ہم نے دیکھی ریت

جس کا جتنا کانسہ ہو، اس کو اتنی بھیک

اسی زمانے سے خانقاہِ صوفی کے پیروکار، عالمانِ باکمال اور عاشقانِ زبردست نے مرشد قبلہ کی قدم بوسی ﴿پاؤں چومنے کا﴾ طریقہ اختیار کیا۔ اگر آقا ایسا زبردست ہو تو جانثاری کے نمونے ظہور میں آ ہی جاتے ہیں۔ کسی نے بڑا پیارا مصرعہ کہا ہے:

خدا جب حُسن دیتا ہے، نزاکت آ ہی جاتی ہے

یہ شرفِ قدم بوسی اس لیے بھی تھا کہ یہ ان عاشقوں کے قلبِ بے چین کو راحت پہنچاتا تھا۔ پیکرِ نور سے ان کی یہ لگن ان کے درجات کی بلندی کا سبب بھی بنتی تھی۔

مریدانِ صوفی سرکار نے قدم بوسی کا جو طریقہ اختیار کیا ہم آج بھی اس کے لیے ان سب کے شکر گزار ہیں۔ اگر وہ اس بلند فضیلت کام کو اختیار نہ کرتے تو آج ہم اس نعمت سے محروم رہتے۔ کیا خوب طریقہ ان لوگوں نے اپنایا، جب کبھی حضرت قبلہ کے سامنے آتے تو قَدَمَیْن شَرِیْفَیْن ﴿دونوں قدموں﴾ کا بوسہ لیا کرتے اور اپنی عقیدت، محبت اور محکومیت کا اظہار کرتے۔ جو کہ ایک غلام کا اصلی سرمایہ ہوتا ہے۔

لیکن آج کے اس پُر فتن دور میں لوگ قدم بوسی کا اختلاف کرتے ہیں، اس پر انگلیاں اُٹھاتے ہیں، اس کو غلط کام کہتے ہیں، غیر شرعی کہتے ہیں، یہی سب کہتے کہتے حد سے گزر جاتے ہیں اور اس کام کو بہت بڑا گناہ کہہ دیتے ہیں۔ معاذ اللہ! ان میں سے کچھ لوگ تو اسے شرک کہتے ہیں جبکہ یہ ہرگز شرک نہیں ہے بلکہ شرف ہے۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ اور دیگر اولیاء اللہ نے بھی قدم بوسی سے منع نہیں فرمایا۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر یہ کام خلافِ اسلام ہوتا تو حضرت قبلہ خود اس کو منع فرماتے اور خود بھی اس سے پرہیز فرماتے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ قدم بوسی کبھی بھی غیر اسلامی نہیں ہو سکتی۔

قدم بوسی دراصل بوسہ لینا ہوتا ہے۔ عربی میں اسے تَقْبِیْلٌ کہتے ہیں۔ اسلام میں اور بھی تقابیل کا تصور پایا جاتا ہے۔

1. تقبیل الشفقت: کسی بڑے کا کسی چھوٹے کو شفقت سے چومنا۔

2. تقبیل التعظیم: کسی کو بزرگ مان کر ان کی تعظیم میں بوسہ دینا۔

3. تقبیل التزویج: برائے زوجین۔

شفقت سے چومنا تو ہر طرح سے جائز اور صحیح ہے۔ حضور پُر نور ﷺ نے امامین کریمین حضراتِ حسنین کو شفقت سے بوسہ فرمایا۔ کبھی ماتھے کو چوما، کبھی رخساروں کو بوسہ فرمایا، کبھی کندھے، سینے اور پشت کا بوسہ کیا، کبھی نواسوں کے نازک نازک لب چومے، کبھی آنکھیں چوم لیں، کبھی قدموں تک کو چوم لیا۔ ان کے علاوہ حضور پُر نور ﷺ نے اپنی پیاری بیٹیوں کو بوسہ فرمایا، بالخصوص سیدۃ النسآء حضرۃ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو۔ ان اہلِ بیت کے علاوہ کئی لاڈلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آقائے دوجہاں سے بوسے کی عزت ملی۔

کئی عمر رسیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چھوٹے بھائیوں کو بوسہ لیا۔ یہ بھی بوسۂ شفقت کے زمرہ میں آتا ہے۔

دادا دادی، نانا نانی، وغیرہ اپنے ناتی پوتوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کو چومتے ہیں۔ قریبی رشتہ دار جیسے چچا، ماموں، پھوپھی، خالہ، وغیرہ وغیرہ بھی بوسہ لیا کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ بھی تقبیل الشفقت میں شمار ہوتے ہیں۔

کبھی کبھار استاد لوگ بھی اپنے شاگردوں کا بوسہ لیا کرتے ہیں۔ وہ بھی بوسہ شفقت ہی کا ہوتا ہے۔

بیان کردہ بوسے اسلام میں پوری طرح جائز ہیں اور رائج ہیں۔ چنانچہ اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔

دوسرے قسم کا بوسہ ﴿چومنا﴾ تقبیل التعظیم ہے۔ تعظیم کا بوسہ وہ ہوتا ہے جس سے احترام ظاہر کیا جاتا ہے۔ احترام ان لوگوں کا ہوتا ہے جنھیں عزت دار سمجھا جائے۔ کس کو عزت دار سمجھا جائے؟ اسی موضوع پر حدیث شریف پیشِ خدمت ہے۔

حدیث کی کتاب صحیح البخاری، جلد دوم، صفحہ نمبر 339، حدیث نمبر 707، الکتاب المناقب، یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ایک روز کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، "یا رسول اللہ ﷺ ! لوگوں میں عزت دار کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "جو ان میں سب سے متقی ہو،"

اللہ اور رسول کے منشے کے مطابق اگر کوئی متقی شخص دکھائی دے تو اُس کی تعظیم کرنا شرف کی بات ہے اور اگر کوئی اس کام کے لیے اس کی قدم بوسی کرے تو وہ تقبیل التعظیم ﴿احترام کے بوسے﴾ میں شمار ہو گا۔

اس کے علاوہ، یہ تو سمجھی سمجھائی بات ہے کہ والدہ اور والد تو خداداد عزت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے عزت دار ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہوتا ہے۔ لھٰذا والدین کی قدم بوسی بھی بوسہ ٔتعظیم میں شمار کی جائے گی۔

اسی طرح دادادادی، نانانانی، استادِ محترم، و دیگر صاحبِ شفقت لوگوں کی قدم بوسی بھی بوسہ ٔتعظیم میں شمار کی جائے گی۔

خاص الخاص بات یہ یاد رکھیں کہ بوسہ ٔتعظیمی کی اصل وجہ ادب ہوا کرتی ہے۔ یہ بوسہ ادب ظاہر کرنے کا جید راستہ ہے۔ جو با ادب ہوں گے وہ اس سے رو گردانی نہیں کریں گے۔

ہم ادب کے اس خصوص میں اور بھی کئی دلائل پیش کرسکتے ہیں پر عقل و عدل والوں کے لیے یہی کافی ہے۔

قرآن پاک کے سورۃ المآئدہ کی آیت 101 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْۚ١ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْؕ١ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَاؕ١ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر انھیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انھیں معاف فرما چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں کئی کتبِ تفاسیر اور حدیث کی کتابوں نے شانِ نزول بیان کیا ہے۔ امام التفسیر حضرت امام طبری علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب "جامع البیان فی تفسیر القرآن" میں 310 ہجری میں لکھا ہے۔ یہ امام طبریؒ جنھوں نے تبع تابعین کے زمانے کو پایا تھا۔ یہ امامِ تفسیر، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاد ہیں۔ یوں تو ان کے اور بھی کئی شاگرد جید محدث اور مفسّر گزرے ہیں پر یہ

دونوں حضرات ﴿امام بخاری اور امام مسلم﴾ مشہور و معروف ہیں۔ان کا ذکرِ خیر ان دونوں نے اپنی اپنی کئی کتابوں میں کیا ہے۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے سے بہت قریب اور علمِ تفسیر، حدیث اور فقہ میں جید ہونے کی وجہ سے آج تک کے تمام مکاتبِ فکر انھیں اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ بعد میں لکھی گئی تفسیریں اس تفسیر سے جواز لیتے رہی ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ تفسیر کی قدیم اور جید کتاب ہے۔بیان کردہ آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ:

حضور ﷺ سے لوگ بے کار، بے تکے اور بیہودے سوالات کیا کرتے تھے۔ معاذ اللہ، کچھ لوگ تو مذاقیہ انداز میں سوالات پوچھتے تھے۔ جب حضور ﷺ سے جواب پاتے تو بعد میں ان جوابات کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ پیٹھ پیچھے ان لوگوں کا یہ گستاخانہ عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جلال دلانے والا تھا۔چنانچہ وہی ہوا، ایک دن تاجدارِ کائنات ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف لائے۔ ممبرِ نبوت پر کھڑے ہو گئے۔ جلال وہ غضب کی کیفیت رُخِ پُر نور سے چھلک رہی تھی۔اس کے باوجود کچھ لوگوں نے اسی طرح کے بیہودے سولات کرنے شروع کر دیئے۔ کوئی پوچھتا تھا، اس کا باپ کون ہے؟ کوئی سوال کرتا تھا، اس کا اونٹ گم ہو گیا ہے وہ کہاں ہے؟ کوئی کچھ پوچھتا، کوئی کچھ، لیکن ان کے جملہ سولات غیر متعلقہ تھے۔

ادھر آقا ﷺ کے جلال میں اور اضافہ ہونے لگا۔ ہر کسی کو اپنی عافیت خطرے میں لگنے لگی۔ کچھ صحابہ کرام رو پڑے، کچھ نے اپنے چہرے ہاتھوں اور کپڑوں سے چھپا لیے۔ صحابہ کا یہ طرزِ عمل، اُن کے دلوں کے احوال ظاہر کر رہا ہے۔ قریب تھا کہ آقائے دوجہاں ﷺ کو اور زیادہ جلال آتا۔ ایسے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ سیدِ عالم ﷺ کے روبرو ہو کر، گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ اپنے ہاتھوں سے آقائے دوجہاں ﷺ کے قدموں کو تھام لیا۔ سرورِ کونین ﷺ کی قدم کو چومنے لگے۔ آقا ﷺ کے دونوں قدموں کے بوسے لینے لگے۔ پھر بڑے ادب سے عرض کرنے لگے کہ ہم تہہ دل سے اور اعلاناً اللہ تعالیٰ کو اپنا خدا، حضور ﷺ کو اس کے سچے رسول اور قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس مؤدبانہ عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور پُر نور ﷺ کے جلالِ مبارک میں کمی واقع ہوئی اور آقا ﷺ ممبر پر تشریف فرما ہو گئے، یعنی بیٹھ گئے۔

اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ تو نبی تھے ان کے لیے قدم بوسی ہمیشہ جائز ہوتی ہے۔ لیکن مرشدوں کی قدم بوسی کیوں؟ کیا یہ بھی نبی یا نبی کے برابر ہیں؟ معاذ اللہ، ایسا نہیں ہے۔ در اصل بات یہ ہے کہ شریعت میں وہ کام جائز ہو جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہو جائے۔ اور پھر اس واقعہ میں ادب بھی سکھایا جا رہا ہے۔ حضرت عمر نے آدابِ رسول ﷺ کا نمونہ پیش کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خاموشی نے اس طریقہ کو اجازت عطا فرما دی ہے۔ جس کام

کو صحابہ کرام انجام دیں اور رسولِ پاک ﷺ اجازت دیں تو پھر یہ حق کس کو پہنچتا ہے کہ اس کو برا، غلط، ناجائز، حرام یا شرک کہتا پھرے۔ کیا ان کی نظر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، معاذاللہ ثمہ معاذاللہ، مشرک ہیں؟

حضرت امام طبری ؒ کی تفسیر سے جو ماخوذہ ہم نے پیش کیا ہے یہ اور بھی کئی تفسیر کی کتابوں میں موجود ہے۔ حضرت علامہ سالوی کی " تفسیر کشف البیان" میں انھوں نے 427 ہجری میں لکھا۔ حضرت علامہ طبرسی نے اپنی " تفسیر مجمع البیان" میں 540 ہجری میں لکھا۔ حضرت ابنِ کثیر نے " تفسیر ابنِ کثیر" میں لکھا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی نے "الدر المنثور" میں 911 ہجری میں لکھا۔ اور بھی کئی مفسروں نے اپنی اپنی تفسیروں میں یہی واقعہ نقل کیا ہے۔ آج دار السعودیہ، دار العلوم دیوبند اور کئی بد عقیدہ اداروں سے آنے والی تفاسیر سے اس عبارت کو مِٹا دیا گیا ہے۔ جو ان لوگوں کی علمی خدمات کا بہترین نمونہ ہے۔

حضرت امام نسائی اور حضرت امام حبان رحمتہ اللہ علیہما نے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب حضرۃ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر آتے دیکھتے تو ان کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے، ان کا استقبال فرماتے، ان کے ہاتھوں کو بوسہ فرماتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لاتے اور انھیں اپنی نشست پر بٹھایا کرتے۔ اسی طرح جب سیدہ فاطمہ زہرا کے گھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے تو وہ حضور ﷺ کے لیے کھڑی ہو جایا کرتیں، استقبال کیا کرتیں، کبھی ہاتھوں کا اور کبھی ہاتھوں اور

قدموں کا بوسہ لیا کرتیں، حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر اندر لاتیں، اپنی نشست پر بٹھایا کرتیں تھیں۔

اے عزیز! حضور ﷺ کا بوسہ دینا تقبیلِ شفقت ہے اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا بوسہ لینا بوسۂ تعظیمی ہے۔اسی اصول پر کھڑے ہونا اور اپنی نشست پر بٹھانا بھی تصور کیا جانا چاہئے۔

حدیث کے ایک اور بڑے امام جو کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ ان کا نام امام ابنِ ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ ہے۔انھوں نے اپنی کتاب "اَلاَدَبُ" میں پہلا ہی باب "تَقبِیلُ الیَد وَالرِّجلَہ" یعنی ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لینے پر قائم کیا ہے۔ اپنے استاد کی تقلید کرتے ہوئے امام بخاری نے بھی ایسی ہی ایک کتاب "اَلاَدَبُ المُفرَد" لکھی ہے۔یہ پوری کتاب آدابِ حیات کے مصطفوی نظام ﷺ کے عنوان پر مشتمل ہے۔اس کتاب کے صفحہ نمبر 339 پر حدیث نمبر 975 کہ تحت صحابہ کا یہ بیان منقول ہے کہ "ہم نے حضور ﷺ کی دست بوسی اور قدم بوسی کی۔ ہم نے آقا ﷺ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور انھیں چومتے ہی رہے، پھر ہم نے آقا ﷺ کے دونوں قدمِ مبارک پکڑ لیے اور انھیں چومتے ہی رہے۔"﴿اس کے علاوہ یہ حدیث سنن ابی داؤد میں امام ابی داؤو نے کتاب الآداب، جلد 4، حدیث نمبر 5225 میں بھی نقل کیا ہے۔ساتھ ہی ساتھ امام بخاری ہی نے اپنی کتاب "تاریخ الکبیر" میں بھی نقل کیا ہے۔امام ابنِ ابی حاتم نے بھی لکھا ہے اور دیگر کئی محدیثین نے اس بیان کو نقل کیا ہے۔﴾

حضرت امام بخاری نے اسی کتاب "اَلاَدَبُ المُفرَد" میں صفحہ نمبر 340 پر حدیث نمبر 975 میں اور حضرت امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے السنن الکبریٰ میں، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی مشہور کتاب "مدارج النبوۃ" میں اور دیگر کئی محدیثین نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے جو حضرت ابنِ عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جب کبھی قبیلہ عبد القیس کا وفدِ﴿قافلہ﴾ مدینے کو آتا، جیسے ہی جمالِ جہاں آراؐ ﷺ پر ان کی نظر پڑتی تو فوراً اپنی سواریوں سے اُترتے، دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو چومنے لگتے۔﴿حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کا جذبِ عشق و شوق ایسا تھا کہ حضور ﷺ نے انھیں ہمیشہ قدم بوسی کی اجازت عطا فرمائی اور کبھی منع نہیں فرمایا۔﴾

حضرت امام ترمذی، حضرت امام نسائی، حضرت امام ابنِ ماجہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور دیگر محدیثین نے یہ حدیث نقل کی ہے جس کو حضرت امام ترمذی نے حسن اور صحیح کی سند دی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ :

ایک دن دو یہودی سرکار ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ کہنے لگے کہ "اگر آپ اللہ کے سچے نبی ہیں تو ہمیں وہ 10 باتیں بتایئے جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہم یہودیوں کو تاکید کی ہے۔" اس پر آقائے نامدار ﷺ نے انھیں وہ 10 باتیں بیان فرمادیں۔ سرکار ﷺ کا علم دیکھ کر انھیں یقیں آگیا کہ حضور ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ از راہِ تعظیم انھوں نے سرکار ﷺ کی قدم بوسی کی

اجازت چاہی۔ سید الانبیآء والمرسلین ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ان دونوں یہودیوں نے حضور ﷺ کی قدم بوسی کی۔

حضرت امام مخزی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ایک کتاب "اَلتَّقبِیلُ الیَد" کے نام سے 380 ہجری میں تحریر کی۔ اس میں انھوں نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک تفصیلی حدیث نقل کی ہے۔ اس میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ایک اِعرابی (دیہاتی) صحابی حضور پُر نور ﷺ کی بار گاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کرنے لگے، "یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی معجزہ دکھایئے تاکہ گھر لوٹوں تو بھی ہمیشہ میرا ایمان تازہ رہے۔" آقائے نامدار ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔ کچھ دور فاصلے پر ایک درخت تھا۔ آقائے نامدار ﷺ نے اس درخت کو ارشارہ فرماتے ہوئے ارشاد کیا، "اے درخت! میرے پاس چلا آ۔"

حضرت رسالت مآب ﷺ کے حکم کو کون ٹال سکتا ہے۔ درخت تو بالکل نہیں ٹال سکتے۔ اس درخت نے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے حرکت کر کے اپنی ساری جڑیں توڑ لیں اور کھسکتا ہوا حضور ﷺ کے پاس آیا اور قدموں میں گر پڑا۔

آقا ﷺ نے واپس جانے کا حکم فرمایا اور وہ درخت چلا گیا۔ اپنی پُرانی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ اعرابی فرطِ مسرت سے عرض گزار ہوئے، "یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے سرِ مبارک اور قدموں کا بوسہ لینے کی اجازت عطا

فرمائیں۔ "حضور پُر نور ﷺ نے اجازت عطا فرمائی۔ ان اعرابی صاحب نے سرِ پاک اور مبارک قدموں کا بوسہ کیا۔

پھر مزید عرض کرنے لگے، "یارسول اللہ مجھے اجازت دیجے کہ میں آپ کو سجدہ کرنا چاہتا ہوں۔" حضور ﷺ نے فرمایا، "پچھلی امتّوں میں سجدۂ تعظیم جائز ہوا کرتا تھا لیکن میرے دین میں سجدۂ تعظیم حرام ہے۔ اگر کوئی کسی کو سجدہ کر سکتا ہوتا تو میں بیویوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔" ان اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ نے پھر کچھ عرض نہ کیا۔

یہ حدیث شریف حضرت امام حاکم نے اپنی کتاب " اَلْمُسْتَدرَکَ الْحَاکِم" میں حدیث نمبر 7402 کے تحت نقل کیا ہے۔ اس کے اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ یعنی یہ صحیح حدیث ہے۔

اے عزیز! درجہ بالا حدیث سے ثابت ہے کہ قدم بوسی دینِ اسلام میں جائز ہے۔ بلکہ سنت ہے۔ ایک اور خاص بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ قدم بوسی ایک کام ہے اور سجدہ دوسرا کام ہے۔ یعنی قدم بوس ہونا سجدہ کرنا ہر گز نہیں ہے۔ کچھ لوگ قدم بوسی کرنے والوں کو کہتے ہیں کہ انھوں نے سجدہ کیا، اور غیر کا سجدہ کیا، لھذا یہ شرک ہے، گناہِ کبیرہ ہے۔ ہم ان حضرتِ عقل مند سے ادباً عرض کرتے ہیں کہ حضرت اُوپر دی گئی حدیث شریف میں دیکھئے۔ سرکار ﷺ نے قدم چومنے کی اجازت دی اور سجدہ سے منع فرمادیا۔ اس سے صاف ظاہر اور ثابت ہو گیا ہے کہ قدم چومنا اور سجدہ کرنا دونوں الگ الگ کام ہیں۔ جس میں

قدم چومنا تو جائز و سنت ہے لیکن سجدۂ تعظیمی حرام ہے اور ہم حرام سے پرہیز کرتے ہیں۔ قدم بوس ہونے والے کو سجدہ کرنے والا کہنا، تہمت لگانا ہے۔ خواہ مخواہ کی جھوٹی تہمت لگانا وہ بھی اس کام ﴿قدم بوسی﴾ کے لیے جس کی حضور ﷺ نے اجازت دی ہے، اللہ جلّ شانہٗ کے جلال اور غضب کو دعوت دینا ہے۔

حضرت علامہ معین الکاشفی رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت مولٰینا عبد الرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھی تھے۔ یہ خود بھی بڑے شاعر اور مفسر تھے۔ انھوں نے 890 ہجری میں سیرتِ رسول ﷺ پر ایک مایۂ ناز کتاب "معارج النبوۃ" کے نام سے لکھی۔ اس کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 508 پر انھوں نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

جب آقائے دوعالم ﷺ نے پردہ فرمالیا۔ اس وقت جسمِ اطہر حضرۃ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ علیہا اسلام کے گھر میں رکھا گیا تھا۔ جب اس بات کی خبر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو وہ دوڑ کر آئے۔ آقائے نامدار ﷺ کے رخِ پُر انوار سے چادر ہٹائی اور جب چہرۂ رسول ﷺ پر نظر پڑی تو آقا ﷺ کے پیشانیِ مبارک کو دو مرتبہ چوم لیا اور تیسری مرتبہ قدمِ پاک کا بھی بوسہ لیا۔

حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب "اَلاَدَبُ الْمُفرَد" میں حدیث نمبر 976 میں لکھے ہیں کہ:

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عباس ابنِ عبد المطلب رضی اللہ عنہما کی قدم بوسی کی۔

اے عزیز! غور فرمائیں کہ حضرت عباس ابنِ عبد المطلب رضی اللہ عنہما نبی ہیں کہ غیر نبی ہیں؟ غیرِ نبی ہیں۔ ان کی قدم بوسی کی، تو کی کس نے؟ حضرت رسالت مآب ﷺ کے خلیفہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے۔

اور تو اور یہ سنیں، "اَلاَدَبُ الْمُفرَد" ہی میں درج ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جنھوں نے لمبی عمر پائی تھی۔ اب یہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ لیکن آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ بالکل صحیح اور سلامت تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے نواسہ زادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، جو کہ اکیلے کربلا میں باقی رہے تھے۔ مدینہ میں ہی رہا کرتے تھے۔ جب ان کے صاحب زادے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اتنے بڑے ہوئے کہ چلنے، پھرنے اور بولنے لگے تو حضرت امام زین العابدین انھیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرانے کے لیے ان کے پاس لائے۔ حضرت جابر سے سرکار امام زین العابدین نے اپنے بیٹے کا تعارف کرایا۔ حضرت جابر بہت خوش ہوئے۔ حضرت امام باقر کو اپنے قریب کیا، اور کہنے لگے "اے ابنِ رسول ﷺ میں آپ تک حضور ﷺ کا سلام پہنچاتا ہوں، قبول فرمایئے۔" یہ کہتے ہوئے حضرت امام محمد باقر کا بہت احترام کیا اور ان کی قدم بوسی کی۔ جب حضرت امام زین العابدین نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو کہنے لگے، "مجھے میرے آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری آخر عمر میں،

میں امام حسین کے ایک نونہال بیٹے سے ملوں گا۔ یہ بھی فرمایا تھا کہ جابر! جب تو میرے اس بیٹے سے ملے گا تو اس کو میرا سلام کہنا۔ سو میں نے کہہ دیا۔ یہ ﴿حضرت امام باقر﴾ رسول اللہ ﷺ کے ایسے بیٹے ہیں کہ انھیں میرے نبی ﷺ نے یاد فرمایا اور سلام فرمایا۔ میں ان کے اس وقار کی تجلیاں دیکھ رہا ہوں سو ان کی تعظیم میں ان کے قدم چومتا ہوں۔"

اے عزیز! یہ کیسا انوکھا واقعہ ہے۔ اس میں کیسے کیسے راز کھل گئے ہیں۔ ہم تو بس ان سارے مذکورہ ہستیوں کو سلام کرتے ہیں۔ باقی نکات تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔

مزید یہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابنِ کثیر۔ اَلْبَدَیَہ وَالنَّھَایَہ۔ جلد 11۔ ص 34 میں حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم کی ملاقات کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یہی بات امام ذہبی، امام نبوی نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء اللغات میں لکھی۔ اور امام ابنِ حجر اسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں اور علامہ شیروانی شافعی نے بھی لکھی ہے۔

جب امام مسلم اور امام بخاری کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے امام بخاری کو "یا استاذ الاستاذین" یعنی اے استادوں کے استاد کہہ کر مخاطب کیا اور اجازت کی خواہش ظاہر کی کہ " میں ﴿امام مسلم﴾ آپ کے قدم چومنا چاہتا ہوں اجازت دیجیے"

حضرت امام مسلم جو صحیح مسلم کے مصنف ہیں۔ خود اتنے بڑے محدّث ہیں۔ان کے اس سوال سے قدم بوسی کے مسئلہ پر ان کا موقوف ظاہر ہو رہا ہے جو کہ یہ بتاتا ہے کہ امام مسلم قدم بوسی کو ناجائز نہیں سمجھتے۔صالح لوگوں کی قدم بوسی عملِ مسنون ہے۔اس میں ہر دفعہ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ مسلک حنفیہ کی سب سے بڑی کتاب "دُرُّ الْمُخْتَار" میں قدم بوسی کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ قدم بوسی کرنے کے لیے اگر کوئی پاؤں مانگے تو دیا کریں، جائز ہے۔ حضور ﷺ نے دیا تھا۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی مشہور کتاب "فتویٰ عالمگیری" میں انھوں نے قدم بوسی کے سوال کا جواب دیا کہ بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو تعظیماً چومنا جائز ہے۔

امام اہلسنت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضلِ بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے قدم بوسی کے بارے میں جو جواب دیا وہ فتاویٰ رضویہ کی جلد 22 پر کتاب القدر میں صفحہ 360 پر ہے۔قدم بوسی کے لیے پاؤں مانگا جائے تو دیا کریں، یہ جائز ہے، حضور پُر نور ﷺ نے قدمِ پاک عطا کیا تھا۔ہاں، کسی کے قدم کے آگے زمین پر بوسہ نہ لیا جائے، یہ ناجائز ہے۔

☆☆☆

پاؤں پڑھنا بھی بڑی نعمت ہے

جو مؤدب کے ہاتھ آتی ہے

درجہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا ہو گا کہ دست بوسی، قدم بوسی اسلام میں جائز ہے۔ صحابہ میں رائج رہی سنت بھی ہے اور یہ اس لیے عمل مسنون بھی ہے۔ صرف ادب والوں کو راس آتی ہے۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا بہت سارے لوگ قدم بوسی پر اعتراض جتاتے ہیں۔ جب شہر نرمل اور عادل آباد میں یہ بات مشہور ہونے لگی کہ نرمل کے قریب کوئی پیر حضرت صوفی صاحب ہیں جو مریدوں سے قدم بوسی کراتے ہیں۔ تو یہاں آباد چند لوگوں کو اس پر سخت اعتراض ہوا۔ پھیلتے پھیلتے یہ بات یہاں کے علماء کے کان پر بھی پڑی۔ انھوں نے طئے کیا کہ حضرت صوفی صاحب کے پاس چلیں اور انھیں اس کام سے روک دیں۔ چنانچہ ایک دن آپس میں طئے کر کے یہ لوگ صوفی نگر آدھمکے۔ چونکہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کو نصیحت کرنا چاہتے تھے اس لیے اس موضوع کی کئی کتابیں بھی ساتھ لائے۔

جب وہ لوگ صوفی نگر آپہنچے تو سیدھے احاطے میں داخل ہو گئے۔ اس وقت حضرت صوفی صاحب قبلہ اپنے حجرے میں مصروفِ ذکرِ الٰہی تھے۔ کچھ خاص خادم حضرات صوفی نگر میں موجود تھے جو خانقاہ کے سامنے موجود املی کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسا ہی ان خادموں کی نظر اُن علماء پر پڑی جو بیل گاڑی میں سوار ہو کر آئے تھے، یہ انکے پاس پہنچے اور علماء سے آنے کی غرض دریافت کرنے لگے۔ علماء نے کہا کہ وہ حضرت صوفی صاحب قبلہ سے ملنے کے

لیے اور مناظرہ کرنے کے لیے آئے تھے۔ موضوعِ مناظرہ قدم بوسی تھا۔ ان خادم حضرات نے بتایا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ اس وقت مصروفِ عبادت تھے۔ اس پر علماء بھڑک گئے اور رِعب دار انداز میں کہا کہ اُن کے پاس جائیں اور علماء کے وفد کی آمد کی اطلاع دیں۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے لاڈلے مرید جناب یعقوب علی صاحب حضرت قبلہ کے پاس پہنچے، حضرت قبلہ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو انھوں نے علماء کی آمد کا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ یہ سن کر حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ انھیں ادب و احترام کے ساتھ خانقاہ میں بُلا لائیں۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی۔ علماء کرام کو ادب و احترام کے ساتھ اندر بُلا لیا گیا۔

علماء کرام ساری کتابوں کے ساتھ خانقاہ میں آئے۔ انھیں ان کی نشستیں دکھائی گئی۔ علماء اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

کچھ ہی دیر بعد حضرت قبلہ بھی حجرے شریف سے خانقاہ میں تشریف لے آئے۔ جب حضرت قبلہ حجرے میں آئے تو دمِ مبارک کو قبض کر لیا تھا، یعنی ذکرِ الٰہی کے ساتھ سانس روک لی تھی۔ جب کبھی مرشدانِ حق ایسا کرتے ہیں تب کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب حضرت قبلہ ان علماء کے سامنے تشریف فرما ہوئے تو فرمایا، "کہئے کس غرض سے آمد ہوئی ہے؟" علماء میں سے ہر کوئی کچھ نہ کچھ کہنا چاہتے تھے پر جب انھوں نے غور کیا تو ان کا سارا علم اور حافظہ (یادداشت) سلب ہو چکا تھا، یعنی غیب

ہو چکی تھی۔ انھیں کچھ سمجھ میں آرہا تھا نہ کچھ سوجھ ہی رہا تھا کہ وہ یہاں آئے کیوں تھے، کتابیں لائے کیوں تھے، ان کو کہنا کیا تھا، وغیرہ وغیرہ سب بھول گئے تھے۔

لاکھ سوچنے کے بعد بھی انھیں کچھ نہیں سوجھ رہا تھا۔ اسی کشمکش میں کافی وقت گزر گیا۔ آخر کار حضرت قبلہ ہی نے ان سب سے ایک ایک کر کے گفتگو فرمائی۔ ان کو ان کے سوالات یاد دلا دیئے تو انھیں سب کچھ یاد آگیا۔ حضرت قبلہ نے پہلے عالم صاحب سے ارشاد فرمایا کہ آپ کا سوال فلاں تھا اور آپ فلاں کتاب کے فلاں صفحہ نمبر کی فلاں دلیل دینے آئے تھے۔ تو سنیئے! اُسی کتاب کے فلاں صفحہ پر فلاں جملے میں آپ کے سوال کا جواب موجود ہے۔

ایک کے بعد دیگر تمام عالم صاحب کو حضرت قبلہ نے اسی طرح سوالات و جوابات عنایت فرما دیئے۔ پھر کچھ دیر خاموشی سی چھائی رہی، ان علماء کو لگا کہ ان کا علم ان کو بہتر انداز میں واپس مل گیا تھا۔

علماء کرام نے جب حضرت قبلہ کے تصرّف کا مشاہدہ کر لیا تو فرطِ حیرت سے قدومِ مبارک پر گر پڑے۔

آہ! جس کام سے منع کرنے آئے تھے خود ہی وہ کام کر بیٹھے۔

یہ شہادت گہہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اے عزیز! ایک مفید و مفت مشورہ حاضرِ خدمت ہے۔ اگر کسی مرشدِ کامل سے کوئی اختلافی موضوع پر سوال کرنا ہو تو ان سے بڑے ادب کے ساتھ دریافت کیا جائے یا پھر ان کے مریدین سے دریافت کر لیا جائے ورنہ لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اُوپر اس واقعہ میں ہوا ہے۔

یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ کرامت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظہور پذیر ہوا کرتی ہے۔ منشائے یزدانی یہ ہوتا ہے کہ کسی مرشد کو اپنا ولی ظاہر فرمائے۔

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ، خانقاہِ صوفی میں رہتے ہوئے کئی مقامات کا دورہ بھی فرمایا کرتے۔ نتیجتاً اسی دوران کئی سرکاری ملازمین، تجار اور دیگر پیشوں سے وابسطہ لوگ حضرت قبلہ سے نعمتِ بیعت حاصل کرنے لگے۔ ارادتمندوں کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ کئی معتبر لوگ صوفی نگر حاضر ہوتے ہوئے حضرت قبلہ سے بیعت اور تربیت حاصل کرنے لگے۔ جن میں سے چند کے اسماء مبارک ہم بطورِ حسنِ عقیدت مختصراً عرض کرتے ہیں۔

- حضرت صوفی شاہ محمد عبد اللطیف قادری شطاری صاحب، محاسبِ جنگلات (Accountant Forest Department) نرمل
- حضرت صوفی شاہ محمد حسین عرفِ عابد علی شاہ قادری شطاری صاحب، تاجر پارچہ (Cloth Merchant) جوگی پیٹھ
- حضرت صوفی حاجی محمود علی قادری شطاری صاحب، تاجر، ضلع عادل آباد

- حضرت صوفی شاہ احمد جابری قادری شطاری صاحب، تاجر، متوطّن یلاریڈی
- حضرت صوفی شاہ فرید الدین قادری شطاری صاحب، متوطن، میٹ پلی
- حضرت صوفی شاہ صالح محی الدین قادری شطاری صاحب، محاسبِ جنگلات، نلگنڈہ
- حضرت صوفی شاہ واحد علی خان قادری شطاری صاحب، میر منشی جنگلات، کھمم
- حضرت صوفی شاہ محمد عبد القادر قادری شطاری صاحب، میر منشی جنگلات، اورنگ آباد
- حضرت صوفی شاہ محمد قمر الدین قادری شطاری صاحب، تاجر ظروف، ڈاکور، یلاریڈی
- حضرت صوفی عثمان علی شاہ قادری شطاری صاحب، گتہ دار، باچارام
- حضرت صوفی حاجی محمد عبد الحمید قادری شطاری صاحب، ملازم سرکار، اورنگ آباد
- حضرت صوفی شاہ اللہ بخش قادری شطاری صاحب، تاجر، باچارام
- حضرت صوفی شیخ احمد قادری شطاری صاحب، تاجر، ڈاکور، ضلع میدک

ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے دائرائے ارادت میں شامل ہوئے۔ ان میں کئی عورتیں بھی شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆

مریدین اور طالبانِ مولیٰ اپنے مرشدِ کامل حضرت صوفی صاحب قبلہ کے حضور میں رہ کر خانقاہِ صوفی، صوفی نگر نرمل میں آتے اور راہِ سلوک کے منازل اپنے مالک و مولیٰ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی نگرانی و رہبری سے آسان از آسان طریقے سے عبور جاتے۔

لیکن یہ مرشدِ کامل حضرت صوفی صاحب قبلہ اپنی تمام مصروفیات کے با وجود عبادات، ریاضات اور مجاہدات کا وقت نکال ہی لیا کرتے اور خود عبادات، اشغال و اذکار میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ اکثر راتوں کو حضرت صوفی صاحب قبلہ خانقاہِ صوفی کے پچھلے صحن (میدان) میں، جہاں اب حضرت بڑے پیر کا چلہ مبارک ہے وہاں مشغولِ عبادت رہا کرتے تھے۔

اطراف و اکناف میں گھنا اور گپ جنگل تھا۔ یہ جنگل کئی خونخوار جانوروں سے بھرا ہوا تھا۔ جیسے کہ: شیر، ببر، ریچھ، چیتے، اور ناگ (King Cobra)

رات کا دوسرا اور پھر تیسرا پہر نکل آتا تو ان میں سے کئی جانور اکثر اس طرف نکل آتے تھے۔ حضرت قبلہ اس ویران و بیابان میں تنِ تنہاء بیٹھے رہتے۔ کبھی کبھار شیر بھی حضرت قبلہ کے اتنے قریب آجاتے کہ ان کی سانس سے نکلنے والی ہوا کے اثر سے حضرت قبلہ کے ریش مبارک (داڑھی مبارک کے بال) اڑنے لگتے۔ کبھی کبھی تو شیروں کے خاندان کے خاندان اُٹھ آتے۔ کبھی حضرت قبلہ کے قریب بیٹھ جاتے، کبھی حضرت قبلہ کے سامنے لیٹ جاتے، کبھی حضرت قبلہ کا طواف کرنے لگتے۔

اے عزیز! تصور تو کیجئے کہ یہ منظر کیسا لگتا ہو گا۔ جنگل کی خاموش رات، ہر طرف سنّاٹا، ذکر و ذات میں غرق حضرت قبلہ، اطراف گھومتے شیر، ٹہلتے ہوئے ببر، چھلانگیں مارتے چیتے، کونڈلی مارے پھنکارتے ناگ۔ ایسا لگتا ہو گا کہ سب اپنی اپنی تمنائے دید لے کر حضرت قبلہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہوں۔ اور کیوں نہ ہوں یہ حضرت قبلہ ہیں ہی مُرْشِدُالْعٰلَمِیْنُ۔

☆☆☆☆☆

مُرْشِدُالْعٰلَمِیْنُ حَضْرَتْ صُوْفِی صَاحِبْ قِبْلَہ کی بارگاہ میں جہاں انسان ذوق و شوق کے ساتھ دائرۂ ارادت میں شامل ہوتے وہیں کئی جن (جنّات) بھی حضرت قبلہ سے دست بیعت حاصل کرتے اور ہدایت پاکر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتے تھے۔

حضرت قبلہ کی درگاہ شریف کے سرہانے، مسافر خانے کے پیچھے، قطب الاقطاب حضرت سیدنا سید شاہ ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کا چلہ مبارک جو نیم کے درخت کے اطراف چبوترے کی شکل میں بنا ہوا ہے، وہاں چلہ شریف سے 10 فیٹ کے فاصلے پر ایک پُرانہ اور بہت بڑا سانپ کا پُٹّھا (بل) ہے۔ اس بل کے بیچوں بیچ سے ایک بیل نکلی ہے جو اس درخت پر بغیر کسی سہارے کے چڑھی ہوئی ہے۔ اکثر بیل درخت کے تنے کے سہارے سے اُوپر چڑھا کرتی ہیں۔ لیکن یہ بیل راست درخت کی ٹہنوں پر چڑھی ہوئی ہے۔ جس وقت یہ بیل پیدا ہوئی ہو گی، درخت کی ٹہنیاں بہت اوپر رہی ہوں گی، تو پھر یہ بیل زمین سے اتنی اونچی

ٹہنیوں پر کیسے پہنچ گئی؟ نہ صرف یہ بیل اُتنی اوپر پہنچی بلکہ اب تک وہیں ہے۔ درخت کے اور اس بیل کے بیچ سے چلنے کا راستہ موجود ہے۔ درخت کی وہ ٹہنیاں جس پر یہ بیل چڑھی ہوئی ہے زمین سے تقریباً 15 فیٹ کی اونچائی پر ہے۔ خیر! آپ خود دیکھ لیں تو ہمارے تعجب کا اندازہ لگا لیں گے۔

اس سانپ کے بل کے بارے میں ہم نے اپنے سرپرستوں سے سنا ہے کہ اس میں تین اژدھے اور سنہرے رنگ کا قریب ڈھائی میٹر لمبا اور تین انچ موٹا سانپ ہے۔ اس سنہرے سانپ کے سر پر قریب ایک بالشت لمبے سنہرے رنگ کے بال ہیں اور اس کی آنکھیں لال رنگ کی ہیں۔ پہلی بار ہم نے سنا تو ہمیں لگا کہ وہ گولڈن ہیڈ (Golden Head Snake) نامی سانپ ہو گا جس کا زہر دنیا کا سب سے قاتل زہر مانا جاتا ہے۔ لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ یہ سانپ بھی زہریلا نہیں ہے تو ہم تعجب میں پڑ گئے جو اب تک قائم ہے۔

بعد میں معلوم پڑا کہ دراصل یہ سانپ نہیں ہے بلکہ حضرت قبلہ کے مرید جنّات ہیں جو قریب 85 سال سے بھی زیادہ سے یہاں موجود ہے۔ جب ہم نے ان کے بارے میں سنا تو ہمارے دل میں ان کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی۔ ہم نے بارگاہِ صوفیت میں اپنی یہ تمنا پیش کی۔ اس طرح مارچ 1993ء میں ہم نے پہلی بار ان کو دیکھا۔ رات کا وقت تھا۔ یہ موصوف جھاڑیوں سے نکل کر لنگر خانے کی طرف رواں دواں تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سن 1972 ء میں ہمارے جدّ ِ اعلیٰ حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ کے اس وقت کے سجادہ نشین و گادی نشین حضرت فخر قلندریت سیدنا سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی ہاشمی قادری شطاری صاحب قبلہ (روحی فداہٗ) حضرت صوفی صاحب قبلہ کے عرس کی صدارت و نگرانی کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ عرسِ شریف حضرت قبلہ کا 42 واں عرس تھا۔ سرکارِ جدِ اعلیٰ کے ساتھ انہی کے کچھ خاص ارادت مندان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ سرکارِ جدِ اعلیٰ کے یہ ماننے والے لوگ کیسے جید ہوں گے یہ اندازہ لگا نا بہت مشکل ہے۔

15 ذی الحجہ 1391 ھ مطابق یکم فروری 1972 ء کو سرکارِ جدّ ِ اعلیٰ کے سرپرستی میں منایا جانے والا یہ عرسِ شریف حضرت قبلہ کا 42 واں اور حضرت قبلہ کے پہلے سجادہ نشین کا آخری عرس شریف تھا۔ شاید اسی لیے اس کے دوسرے دن جو حضرت قبلہ کے چراغاں منانے کا دن تھا ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ آج تک اسے یاد کیا جاتا ہے۔

وہ واقعہ اس طرح ہے کہ سرکارِ جدّ ِ اعلیٰ کے ساتھ آئے ہوئے ان جید حضرات میں سے دو حضرات سرکارِ جدّ ِ اعلیٰ کی اجازت سے سانپ کے اس پُرانے بل کے پاس آئے۔ انھوں نے کچھ کنکریاں اس بل میں ڈالیں۔ پھر کیا تھا اس میں موجود تین اژدھے اور وہ سنہری سانپ بل سے باہر نکل آئے۔ حاضرین میں سے

سب نے ان چاروں سانپوں کو دیکھا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ چاروں صحیح و سلامت واپس بل میں لوٹ گئے۔

بے شک یہ واقعہ اپنے آپ میں ایک انوکھا واقعہ ہے۔ جو یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ حضرت قبلہ کی بارگاہ وہ عظیم درس گاہ ہے، ایسی عظیم پناہ گاہ ہے کہ اس میں نہ صرف انسانوں، جنوں اور جانوروں کو پناہ دی جاتی ارواحِ جن و انس کو نورِ عرفان سے روشن کر کے انھیں مقرّبِ بارگاہِ الٰہی کر دیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مذکورہ جن حضرات تو وہ ہیں جو درگاہ شریف ہی میں ڈیرا جمائے ہوئے سالہا سال سے حاضر ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی جن حضرات ہیں جو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے ارادت مند ہیں۔ ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ شہنشاہِ جنّات بھی حضرت قبلہ کے ارادت مند ہیں۔ قرآن، حدیث اور بزرگوں کے اقوال سے پتا چلتا ہے کہ جنّات کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ ایک واقعہ کے مطابق جنوں کا بچہ 600 سال کا ہوتا ہے۔ لھٰذا بہت ممکن ہے کہ حضرت قبلہ سے بیعت حاصل کرنے والے سبھی اجنّاء زندہ ہوں۔ اگر یہ لوگ رو بہ حیات ہیں تو عین ممکن ہے کہ آج بھی درگاہ شریف میں حاضر ہوتے ہونگے۔ ہم زیادہ کچھ تو کہہ نہیں سکتے لیکن ہاں ہم ششدر ضرور ہیں کہ ہر سال حضرت قبلہ کہ عرسِ شریف میں ہمیں کم از کم 15 سے 20 نئے نئے لوگ ملتے ہیں جنھیں مل کر لگتا ہے کہ ہم انھیں جانتے ہیں، لیکن حقیقتاً پہلی بار مل رہے

ہوتے ہیں۔ان اجنبیوں کی حرکتیں ایسی ہوتی ہیں جیسے یہ بھی اس بارگاہ کے غلام ہوں اور کچھ کام کاج کر کے خدمت کا کام انجام دے رہے ہوں۔اس کیفیت سے ہم پچھلے 20 سال سے دوچار ہو رہے ہیں۔ہر سال درگاہ شریف صوفی نگر میں دو دو صندل ہوتے ہیں اس لحاظ سے ہم نے اس بات کو کم از کم 40 مرتبہ آزمایا ہے۔ یہ محض ایک اتفاق تو نہیں ہو سکتا۔اور پھر مستقر نرمل، اطراف و اکناف سے آنے والے مہمان، سلسلۂ صوفیہ سے وابسطہ تقریباً سبھی لوگوں کو ہم یا ہمارے دوستوں یا ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی پہچان مل ہی جاتی ہے۔اُن کچھ اجنبیوں سے ہم نے اُن کے پتے لیئے تھے تاکہ ہم عرس اور دیگر تقاریب کی اطلاع کریں۔پھر ہم نے انھیں خط لکھے پر کوئی جواب وصول ہوا نہ پھر دوبارہ وہ دکھائی دیئے۔

اس معاملے میں ہم کچھ طئے کر پائیں یا نہ کر پائیں، لیکن اس غیر معمولی اور غیر فطری معاملے پر بہت حیرت ہے۔

☆☆☆☆☆

خانقاہِ صوفی میں مریدین کا سفر راہِ سلوک تیز سے تیز تر ہوتا چلا جارہا تھا۔ حضرت قبلہ کے زیرِ سایہ تمام ارادت مند (مریدین) منازلِ دشوار تر کو آسانی سے طئے کرتے چلے جارہے تھے۔علومِ وحدانیت اور روحانیت کا یہ عظیم مرکز خاموشی سے اپنے مشن پر گامزن تھا۔

دوسری طرف مریدین کا حلقہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جتنے لوگوں نے مریدی حاصل کی ان سب کہ ساتھ کچھ نہ کچھ واقعات مرتب ہوتے رہے۔ دور و نزدیک کے کئی شہروں اور قصبوں کے لوگ بھی دائرۂ مریدی میں داخل ہونے لگے۔ ظاہر ہے کہ یہ دور رہنے والے لوگ حضرت قبلہ کو اپنے اپنے شہر یا گاؤں کو بُلا لیجانے لگے۔ اس سلسلہ میں بھی حضرت نے کئی مقامات کا دورہ فرمایا۔ جس کی مختصر فہرست ہم نے پچھلے صفحات پر لکھی ہے۔

نرمل کے محکمہ جنگلات کے دفتر میں حضرت قبلہ کا اکثر جانا آنا ہوا کیوں کہ صوفی نگر کی یہ زمین حضرت قبلہ نے محکمہ جنگالات ہی سے خریدی فرمائی تھی۔ ظاہر ہے جب آنا جانا ہوا تو وہاں کام کرنے والے سبھی چھوٹے بڑے عہدہ داروں سے ملاقات ہونے لگی۔ ُملوگ اور ورنگل میں جو معتبر عہدہ داران حضرت قبلہ کے مریدی میں تھے وہ بھی اس دفتر آئے۔ انھوں نے بھی حضرت قبلہ کا تعارف کرایا۔ پہلے سے یہ متاثر از شخصیت لوگ مزید متاثر ہو گئے۔

اُن میں کچھ لوگوں نے آزمانے کے لیے حضرت قبلہ سے طرح طرح کے سوالات کئے، حضرت قبلہ نے انھیں مطمئن جوابات مرحمت فرمادیئے۔ اور کچھ لوگوں نے اپنے بگڑے مقدرات کی داستان سنائی، حضرت قبلہ نے ان کے لیے دعاء فرمائی تو ان کی مشکلات اللہ حبیب نے کشا فرمادی۔

اسی دفتر کے محاسب (Accountant) حضرت عبد اللطیف صاحب تھے جو ایک نہایت شریف النّفس شخص تھے۔ یہ حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔

ملازمت کے سلسلہ میں نرمل آئے تھے، یعنی ان کی ڈیوٹی یہاں تھی۔ جھوٹ بولنا، رشوت خوری کرنا، لوگوں کو ستانا، فریب کرنا یہ ان کی فطرتِ خوش آئین میں سرے سے پائی ہی نہیں جاتی تھی۔ یہ بڑے خاموش مزاج ہوا کرتے تھے۔ علومِ دینیہ پر بھی اچھا خاصہ عبور رکھتے تھے۔ ان کی ملاقات جب حضرت قبلہ سے ہوئی تو یہ بھی بڑے متاثر ہوئے۔ دل ہی دل میں ایک سوال سوچ لیا، یہ مان لیا کہ اگر حضرت قبلہ کو اس کا پتا چل جائے تو وہ خود ہی اس کا جواب دیں گے۔ خدا کی ذاتِ واحدہٗ لاشریک کا پتا رکھنے والے حضرت قبلہ کے لیے دلوں کی بات جان لینا کیا بڑا کام تھا۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے ان کو خود ہی جواب عطا فرما دیا۔ (یہ بات کچھ کچھ حضرت قبلہ کے اور ان کے پیرو مرشد صاحب کے درمیان ہوئے واقعہ جیسی ہی ہے)

اب کیا تھا محاسب صاحب کے دل کا حساب ہو گیا اور وہ بڑے ادب سے عرض کرنے لگے "حضرت میں بھی آپ کے دستِ مبارک سے جامِ وحدت پینا چاہتا ہوں۔" یعنی مرید ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضرت قبلہ نے عرضی قبول فرمائی اور مریدی میں داخل فرمالیا۔

جب نفوسِ قدسیہ حضرت قبلہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت سے جُڑتے ہیں تو پھر کمال ہوتا ہے۔ ان حضرت کا معاملہ بالکل حضرت قبلہ جیسا ہی تھا۔ ایسی ہی محبت، ویسا ہی ادب، ویسا ہی شوقِ عبادت، ویسا ہی جذبۂ خدمت۔ دیکھتے ہی دیکھتے

ان کی شخصیت پر حضرت قبلہ کی شبیہ مبارک چھا گئی۔ آگے چلنے کے بعد یہ حضرت قبلہ کے دوسرے خلیفہ ہوئے۔

جب ہم نے پہلی مرتبہ ان کی تصویر کی ایک جھلک دیکھی تو، قسم ہے اس ذات کی جو مردے سے زندہ اور زندے سے مردہ کو پیدا فرمانے پر قادر ہے، ہمیں لگا کہ یہ حضرت صوفی سرکار ہی کی تصویر ہے۔ جب ہم نے ذرا غور سے دیکھا تو معلوم پڑا کہ یہ تصویر حضرت صوفی شاہ محمد عبد اللطیف شطاری القادری صاحب قبلہ کی ہے، جو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مرید اور خلیفہ ہوئے ہیں۔

اے عزیز! یہ ہوتی ہے محبت کہ محب، محبوب کی تصویر بن جاتا ہے۔

یہ حضرت صاحبِ عرس بزرگ ہیں اور ان کی درگاہ ضلع محبوب نگر کے قصبے امر آباد میں واقعہ ہے۔ حضرت قبلہ کی گنبد شریف جو حضرت قبلہ کے سجادہ نشین اول نے تعمیر فرمائی اس میں سب سے زیادہ تعاون انھیں کا رہا۔

ان کی اس زبردست شخصیت سے حیدرآباد کے اور دوسرے بھی کئی لوگ متاثر ہو کر حضرت قبلہ کے مرید ہوئے۔

سنا ہے کہ حضرت قبلہ بھی انھیں بہت چاہتے رہے، یہاں تک کہ اگر یہ کوئی تجویز لے کر حضرت قبلہ کے پاس آتے تو حضرت قبلہ انھیں کبھی منع نہ فرماتے۔ جس کی یہ سفارش کرتے حضرت قبلہ اسے بھی قبول فرمالیا کرتے۔

حضرت قبلہ کے ساتھ ان کا یہ معاملہ دیکھ کر حضرت قبلہ کے سبھی مریدین وخلفاء نے ان کے بڑے پن کو تسلیم کیا، اور انھیں اس کا حق اس طرح ادا کیا کہ سبھی لوگ ان کو "بڑے بھائی" کہتے اور مانتے رہے۔

مرشدِ محترم سے ایسی محبت رکھنے والے پائے کے مرید پر اللہ حبیب ہر لمحہ لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

شہنشاہِ قلندراں حضرت صوفی حسین علی شاہ صاحب قبلہ روحی و قلبی فداہٗ نے اور کئی مقامات کا دورہ فرمایا۔اسی طرح ضلع میدک کے ایک قصبہ "ارکلہ" تعلقہ "اندول" کا بھی دورہ فرمایا جہاں حضرت قبلہ کے کئی مریدین رہائش پذیر تھے۔اس وقت حضرت قبلہ اپنے مریدِ جاں نثار مولوی عبدالقادر صاحب محاسبِ جنگلات کے مکان میں رونق افروز تھے۔

جب حضرت قبلہ کسی گاؤں کے دورے پر ہوتے تو آس پاس کے علاقوں میں موجود پیروں پیمبروں کے چاہنے والے بھی حاضرِ خدمت ہوجایا کرتے تھے۔ تلاشِ پیرِ کامل رکھنے والے حضرات بھی حضرت قبلہ کی محفل میں حاضر ہوتے تھے۔ جن جن کے مقسوم میں جامِ صوفی کا نوش کرنا ہوتا تھا وہ بھی داخلِ سلسلہ ہوجایا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت قبلہ کی آمد جب ارکلہ میں ہوئی تو کئی پروانۂ شمعِ حقیقیت کے جم گھٹا لگ گیا۔ انھیں پروانہ جات میں باچارام کے تاجر پیشہ حضرت صوفی شاہ محمد حسین المعروف صوفی عابد علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ بھی تھے۔ (آگے چل کر انھیں حضرت قبلہ نے خلافت و اجازتِ دست بیعت سے سرفراز کیا۔ اگر کوئی آج ان حضرت کی تصویر ایک جھلک میں دیکھے تو ہم شرط لگا سکتے ہیں کہ اِن کی تصویر کو حضرت صوفی صاحب قبلہ ہی کی تصویر کہے گا۔ انھوں نے ہزاروں لوگوں کو سلسلۂ شطاریہ میں داخل فرمایا۔ ان حضرت قبلہ کے بھی کئی جید خلفاء کرام ہوئے ہیں، جنھوں نے سلسلہ میں ایسی نمایاں خدمات انجام دی ہیں کہ ہم ان کے احسان مند ہیں اور رہیں گے۔ یہ بڑے ہی جید اور صاحبِ کرامت بزرگ ہیں۔ ان کی شہرت تمام خطۂ دکن میں ہے اور انھیں دکن کے اولیاء اللہ میں منفرد مقام حاصل ہوا ہے۔ ضلع میدک کے تعلقہ جوگی پیٹھ کے تالاب انا ساگر کے ساحل پر ان حضرت کی درگاہ شریف ہے جو آج تک بھی طالبانِ حق کی رہبری کر رہی ہے۔)

سنا ہے کہ حضرت عابد علی شاہ صاحب قبلہ پہلے سلسلۂ نقشبندیہ کے چراغ رہے ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں تربیت کے دوران کے پیر و مرشد قبلہ جو بڑی عمر کے تھے انھوں نے پردہ فرمالیا تھا۔ اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ لیکن پردہ فرمانے سے پہلے انھوں نے حضرت عابد علی شاہ صاحب کو فرمایا تھا کہ آپ کی

ملاقات ایک مردِ قلندر سے ہوگی، آپ ان سے بیعت حاصل کریں، آپ کی منازل طئے ہو جائیں گی اور مطلوب حاصل ہو جائے گا۔

پھر ان پیرِ نقشبندیہ صاحب قبلہ نے پردہ فرمالیا۔ حضرت عابد علی شاہ صاحب کی تلاشِ مردِ قلندر شروع ہوگئی۔

جن دنوں حضرت قبلہ ارکلہ کے دورہ پر پہنچے اس وقت حضرت عابد علی شاہ صاحب بھی حضرت قبلہ کی خدمتِ اقدس میں اسی تلاش کے تحت آئے ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ سے ملنے کے بعد انھوں نے حضرت قبلہ سے دستِ بیعت حاصل کی۔ حالآنکہ عمر میں یہ حضرت قبلہ سے بڑے تھے۔

مریدی اختیار کرنے کے بعد حضرت عابد علی شاہ صاحب نے کئی چلہ کشی کی میقاتیں مکمل کی۔ ان کا ذوق و کمال کا ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت صوفی صاحب قبلہ نے انھیں اپنے ساتھ رکھ لیا۔ اپنی عملی زندگی کے کمالات سے انھیں بہرہ مند فرمایا۔ اس طرح عابد علی شاہ صاحب، حضرت قبلہ کے ساتھ صوفی نگر آگئے۔ حضرت قبلہ کی نگرانی اور زیرِ تربیت رہ کر منازل و مراتب طئے کر رہے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ مرشدِ مکرّم اور خانقاہِ صوفی کی زبردست خدمت کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا ان کی عمرِ ظاہرہ حضرت قبلہ سے بڑی تھی۔ اس پر انھیں ایک دن خیال آیا کہ "یہ کیا ہے، میں اپنے سے چھوٹوں کی خدمت میں لگا ہوا ہوں۔"

اس زمانے میں بھی حضرت قبلہ کا یہ معمول ہوتا تھا کہ حضرت قبلہ تہجد کے وقت بیدار ہوتے اور فجر کے بعد اشراق تک مشغولِ عبادت رہا کرتے تھے۔ حضرت عابد علی شاہ صاحب ہمیشہ حضرت قبلہ کی خدمتِ اقدس میں موجود رہ کر مامورِ خدمت رہتے تھے، چاہے وہ 24 گھنٹوں کا کوئی بھی وقت ہو۔ حضرت قبلہ کے وضو کے پانی، غسلِ شریف کے پانی، لباس پاک اور یہاں تک کہ جوتے مبارک اور نعلین شریفہ (چپل) وغیرہ تک کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اس لیے حضرت قبلہ کے جاگنے سے پہلے خود جاگ جاتے تھے اور تمام ضروریات کا انتظام کر دیا کرتے تھے۔ جب حضرت قبلہ رات کو حجرہ شریف میں چلے جاتے تو یہ خادمِ صادق اپنا بستر صحن میں لگا لیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ رات کو جب حضرت قبلہ اپنے حجرے شریف میں چلے گئے۔ اس رات جب انھیں یہ خیال آیا کہ یہ اپنے سے چھوٹوں کی خدمت انجام دے رہے تھے، تو انھوں نے حضرت قبلہ کے حجرے شریف کو باہر سے بند کر دیا اور کنڈی (زنجیر) لگا دی۔ صحن میں اپنے بستر پر آکر سو گئے۔

جب تہجد کا وقت آیا اور حضرت عابد علی شاہ صاحب ابھی نیند ہی میں تھے، انھیں حضرت قبلہ کے قدموں کی آہٹ اور کھنکھارنے کی آواز سنائی دی۔ یہ حضرت ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ سامنے سے تشریف لا رہے تھے، ہاتھ، پاؤں اور ریشِ مبارک (داڑھی شریف کے بال) کسی

قدر گیلے تھے اور حجرہ شریف کی زنجیر نکال کر حجرے میں داخل ہوتے ہوتے فرما رہے تھے، "کی جی با! فقیر کُو بند کرتیئں؟" (کیا جی بابا، فقیر کو بند کرتے کیا؟)

حضرت عابد علی شاہ صاحب نے جب یہ الفاظ سنے تو ان کے بدن میں لرزہ سا پیدا ہوا۔ جلدی سے باوضو ہو کر حضرت قبلہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ جب پیرِ محترم کے روبرو ہوئے تو آنکھیں اشکبار تھیں، دل ملول و مغموم تھا اور سراپاء عجز و ندامت کی تصویر بن کر لرزاں تھا۔ اسی حالت میں حضرت قبلہ کے قدموں میں گر پڑے۔ پشیمانی و شرمساری کے ساتھ رونے لگے۔ اب بھی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ سر کو اُٹھایا تو ندامت اور پشیمانی اپنے شباب پر تھی۔ ایسی گریہ وزاری کرتے ہوئے انھوں نے معافی طلب کی۔

رحمت کا سمندر جوش میں آیا، حضرت قبلہ کے رُخِ رشکِ قمر پر بڑی ہی پیاری سی تبسّم نمودار ہوئی جسے دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔ حضرت قبلہ نے انھیں معاف تو فرما ہی دیا ساتھ ہی ساتھ بلندیِ درجات کی دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

پھر اس کی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھو

گناہ گار یہ کہہ دے کہ گناہ گار ہوں میں

اے عزیز! جیسا کہ ہم نے آپ سے پچھلے صفحات پر ذکر کیا تھا وہی یہاں بھی دُہراتے ہیں کہ بزرگوں کے واقعات میں یہ بات اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ پہلے تو

ان سے ایسا کوئی فعل سرزد ہو جاتا ہے جس پر یہ لوگ شرمندہ و پشیمان ہو جاتے ہیں اور اپنی گریا وزاری سے مثلِ بے مثال قائم کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ بیان کردہ واقعے میں ہوا ہے۔ ہم حضرت عابد علی شاہ صاحب قبلہ سے غلطی کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ شخصیت ہے ہی بے مثال اور پھر ہمارے مقتداء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ الحمد۔

گرفتِ خطائے بزرگاں خطاست

حضرت عابد علی شاہ صاحب کے معاملے میں ہم بڑے ادب سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ان کا معاملہ یہ جانیں اور صوفی سرکار ہی جانیں۔ ہاں اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ:

جب خطا ہوتی ہے، تو عطا ہوتی ہے

یاد رکھیئے کہ رہے اپنی ندامت قائم

☆☆☆☆☆

جیسا کہ ہم نے عرض کیا، جب بھی کبھی حضرت صوفی صاحب قبلہ کسی قصبے یا شہر کا دورہ فرماتے، تو آس پاس کے بہت سارے لوگ وہاں حضرت قبلہ سے ملاقات کو حاضر ہو جایا کرتے تھے۔

اسی طرح جب حضرت قبلہ نرسا پور گئے، وہاں ڈاکٹر قادر علی صاحب کے گھر قیام فرمایا۔

یہ نرساپور، مُلوگ اور پرکال کے راستے پر ہے جو کہ ضلع ورنگل کے قصبہ جات ہیں۔ نرساپور سے مشرق کی طرف 8.5 کلو میٹر پر مُلوگ اور جنوب مشرقی سمت میں 23 کلو میٹر یا اُس کے آس پاس، فاصلہ پر پرکال واقع ہے۔

پرکال کے رہنے والے لوگ اپنے کسی کام سے مُلوگ جارہے تھے۔ راستے میں نرساپور سے ہو کر گزرے۔ جب مُلوگ کے قریب تھے تو انھیں کوئی حاجت پیش آئی۔ وہ لوگ راستے میں رُکے۔ اس طرح رُکنے والے لوگ اکثر آگے، پیچھے، اُوپر، نیچے سب جگہوں کو یوں ہی تفریحاً دیکھا کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب آسمان کی طرف دیکھنے لگے تو انھیں نرساپور کے اوپر ایسی روشنی دکھائی دی کہ انھوں نے سمجھا کہ وہاں کوئی بہت بڑی آگ لگ گئی ہو گی۔

چنانچہ حیرانی اور پریشانی میں یہ لوگ نرساپور پہنچے۔ جب اس جگہ پہنچے جہاں سے روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ تو حیران ہو کر رہ گئے، کیوں کہ وہاں کوئی آگ لگی ہی نہیں تھی۔ یہ ڈاکٹر قادر علی صاحب کا مکان تھا اور اس وقت حضرت قبلہ ان کے مکان میں قیام فرما تھے۔

خوش قسمتی سے یہ لوگ پہلے ہی سے ڈاکٹر قادر علی صاحب کی جان پہچان والے تھے۔ چنانچہ اپنی پہچان کا مکان ہونے کی وجہ سے ان لوگوں نے ڈاکٹر قادر علی صاحب کے مکان پر دستک دی۔ ڈاکٹر صاحب بر آمد ہوئے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ ان کے گھر مرشدِ

باصفاء کی آمد ہوئی ہے۔ حضرتِ پیر و مرشد بڑے ذاکر و متقی ہیں۔ ان کے ذکر کی روشنی ہو گی جو ہر سو پھیل کر ان کی آمد و موجودگی کا اعلان کر رہی ہو گی۔

یہ لوگ یہ جواب سن کر مزید حیران ہو گئے۔ ان لوگوں نے حضرت قبلہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ وقت حضرت قبلہ کے ذکر و عبادت کا ہے چنانچہ ان کی ملاقات صبح ہی ہو سکتی ہے۔ اتنا سننے کے بعد وہ لوگ واپس مُلوگ لوٹ گئے۔

دو دنوں میں اپنے سارے کام فوری سے پیش تر نپٹا کر نرساپور پہنچے۔ حضرت قبلہ سے ملاقات کی خاطر ڈاکٹر صاحب کے دولت خانہ پر پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تمنا ظاہر کی۔ ڈاکٹر صاحب انھیں حضرت قبلہ کے پاس لے آئے۔ حضرت قبلہ کے روبرو ہوتے ہی ان لوگوں کے دلوں میں گُدگُدی سی کوئی لہر دوڑ گئی۔ سبھی کے دل فرطِ مسرّت سے جھوم اُٹھے۔ انھوں نے حضرت قبلہ سے بیعت کی تمنّا ظاہر کی۔ حضرت قبلہ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور انھیں داخلِ سلسلہ فرمالیا۔

اے عزیز! جس دل کو اپنی اصل سے وصل کی تڑپ ہو اسے پیرِ کامل مل ہی جاتے ہیں۔

اے عزیز! آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے آپ سے عرض کیا تھا کہ جس وقت حضرت صوفی صاحب قبلہ پہلی مرتبہ صوفی نگر آئے تو وہاں ایک تانترک (جادوگر) بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت قبلہ نے اسے یہاں سے بھجوا دیا تھا۔ جب وہ یہاں

سے نکلا تو اپنی جادو گری کی مشق کا اڈا اس نے شام گڑھ کے قلعہ کے پاس بنا لیا تھا۔ شام گڑھ کا قلعہ نرمل اور صوفی نگر کے درمیان میں واقع ہے۔

ظاہر بات ہے کہ وہ جادو گر اس کی جادو اور تنتر، منتر کے علم سے لوگوں کو ستانے لگا۔ پریشان و ستم زدہ لوگ حضرت قبلہ سے شکایت کرنے لگے۔ حضرت قبلہ نے انھیں ہر ہر طرح سے بچایا۔ لیکن جب شکایتوں کی فہرست طویل ہو گئی تو حضرت قبلہ، اس کی خبر لینے اس کے پاس جا پہنچے۔

جب حضرت قبلہ کچھ قریب پہنچے تو وہ بدباطن تانترک اس کی کرتوتوں میں مصروف تھا۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کی بُلائی ہوئی شکتیاں، ایک کے بعد ایک فرار ہو رہی تھیں۔ جب اس نے یہ سب محسوس کیا تو ان سب کا جائزہ لیا۔ جب ادھر اُدھر دیکھنے لگا تو اس کو سامنے سے حضرت قبلہ تشریف لاتے دکھائی دینے لگے۔ حضرت قبلہ کو آتے ہوئے دیکھ کر تانترک کونڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ تنتر منتر پڑھنے لگا۔ حضرت قبلہ بھی دور ہی ٹھہر گئے۔ جادو کے زور سے اس نے بھرپور وار کیا لیکن اس کی محنت اکارت ہو گئی۔ پھر اس نے اس سے بھی بڑھ کر وار کیا لیکن اس بار بھی کچھ بگاڑ نہ سکا۔ تیسری دفعہ اس نے اپنی پوری طاقت سے وار کیا۔ اس دفعہ حضرت قبلہ نے اسے وار کرنے سے روک لیا۔ حضرت قبلہ کو اس دفعہ قدرہ جلال پیش آیا۔ حضرت قبلہ نے اپنی انگشتِ شہادت (شہادت کی انگلی) کو اپنی معنبر زُلفِ شریف میں ڈالا اور زُلفِ مبارک کو بل دینے لگے۔

اب کیا تھا، دیکھے ہی دیکھتے تانترک ہوا میں اُٹھنے لگا۔ اِدھر حضرت قبلہ زِلفِ مبارک کو بل دیا کرتے اور اُدھر وہ تانترک اُوپر اور اُوپر اُٹھتا جاتا۔ تانترک اتنا اونچا اٹھا کہ قلعہ کی دیواروں کے اُوپر سے نظر آنے لگا، یعنی قلعہ کی دیواروں سے بھی اُنچا اُٹھایا گیا۔ پھر یک بارگی میں حضرت قبلہ نے اپنی انگشت مبارک زلف سے چھڑائی، اور تانترک زمین پر گر پڑا۔ زمین سے ٹکراتے ہی تانترک بے ہوش ہو گیا۔ حضرت قبلہ وہاں سے لوٹ آئے۔

اس دن سے آج تک نہ وہ اور نہ ہی کوئی اور تانترک یا جادو گر، یہاں کوئی دکھائی نہیں دیا۔

محبوبانِ الٰہیٰ جس مقام کو اپنے قیام کی عزت عطا فرماتے ہیں، اس مقام پر بلا، وبا، جادو گر یا تانترک ٹِک ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مقام خاص رحمتوں اور برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "عِندَ ذِکرَ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِیلَ الرَّحْمَۃِ"، جہاں صالح لوگوں کا ذکر ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوا کرتی ہے۔ جب کہ صرف صالحین کے ذکر پر ہی رحمت نازل ہوا کرتی ہے، تو اب آپ خود ہی اندازہ لگایئے کہ جہاں خود صالحین رہائش پذیر ہوں، یقیناً وہاں رحمتوں کا نزول اپنے شباب پر ہوتا ہے، وہاں خوب رحمت نازل ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت قبلہ جہاں جہاں سے گزرتے، وہاں وہاں سے روئے زمین کو پاک فرماتے چلتے، اس طرح رفتہ رفتہ اطراف و اکناف کا سارا علاقہ صاف

وستھرا ہو گیا، اور رحمتِ الٰہی سے بھر گیا۔ مبارک ہے ہر وہ جگہ جہاں حضرت قبلہ کے قدمِ مبارک پڑے۔

وہی مقام محبت کی جلواہ گاہ بنے

جہاں جہاں سے وہ گزرے

جہاں جہاں پہنچے

☆☆☆☆☆

رفتہ رفتہ اس نورِ مجسّم حضور صوفی صاحب قبلہ کی شہرت سارے علاقۂ دکن میں عام ہونے لگی۔ جوں جوں مریدوں کا حلقہ بڑھتا چلا گیا توں توں علاقے کے مختلف مشائخ عظام سے بھی حضرت قبلہ کا تعارف ہوتا چلا گیا۔ حضرت قبلہ کے مریدین نے جو بلند پروازی اور عشقِ زبردست دکھایا، اس سے کم و بیش علاقۂ دکن کے سبھی مشائخ ان کی تعریف کرنے لگے۔

اسی بیچ حضرت قبلہ کی شہرت بادشاہِ وقت نظام الملک کے دربار تک جا پہنچی۔ حضرت قبلہ کے بارے میں جاننے کے بعد بادشاہ صاحب نے حضرت قبلہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔

اس سلطنت کے بانیوں ہی سے یہ رواج تھا کہ یہ لوگ پیر، فقیر اور اہل اللہ کے دل دادا تھے۔ بزرگانِ دین سے ملنا ان کی دعائیں حاصل کرنا یہ لوگ باعثِ شرف و عزت اور رحمتِ الٰہی و برکت تصور کرتے تھے۔ (تبھی تو اللہ حبیب نے

انھیں عوام پر سلطانی عطا کی تھی اور شاید آج ہم اہل اللہ کو چھوڑ کر محکوم بنے ہوئے ہیں) چونکہ یہ بادشاہ لوگ کئی بزرگوں سے مل چکے تھے اس لیے کچھ حقائق، اسرار و رموزِ خاصہ سے واقف تھے۔ اسی پر یہ لوگ مشائخ کو پرکھا کرتے تھے۔

جب بادشاہِ وقت کو حضرت قبلہ سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا تو انھوں نے انکے ایک سفیر کو حضرت قبلہ کے ہاں بھیجا۔ ساتھ انھیں ہدایت دی کہ جب حضرت قبلہ سے ملاقات ہو تو وہ انھیں "حق" کے معنیٰ پوچھیں۔ پھر اسکا ایک جواب بھی ان سفیر کو دے دیا اور کہا کہ اگر حضرت قبلہ اس کا جواب یہی دیں جو بادشاہ نے دیا تو وہ سفیر انھیں اپنے ساتھ لے کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوں اور اگر جواب کچھ اور ہی دیں تو حضرت قبلہ کو وہیں چھوڑ آئیں، ساتھ نہ لائیں۔

دار السلطنت ، ریاستِ دکن سے وہ سفیر خانقاہِ صوفی میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ درس و تربیت کا سلسلہ جاری تھا۔ سفیر بھی اس محفل میں شامل ہو گئے۔ جب درس تمام ہوا تو سفیر صاحب نے اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ بادشاہ حضرت قبلہ سے ملاقات کے تمنائی ہیں۔ پھر یہ بھی پوچھا کہ "پہلے آپ حق کا معنیٰ بتائیں۔"

جب یہ سنا تو حضرت قبلہ نے بآوازِ بلند "حق" فرمایا اور گہرے استغراق میں چلے گئے۔ ادھر وہ سفیر صاحب منتظر تھے کہ اگر حضرت قبلہ انھیں وہی جواب عنایت فرمائیں جو بادشاہ سلامت نے کہا تھا تو حضرت قبلہ کو حیدرآباد لیجائیں اور

بادشاہ سلامت سے ملائیں۔ لیکن وہ بے چارے یہ نہیں جانتے تھے کہ "حق" کا لفظ ان کی اور بادشاہ کی طرح محض ایک لفظ نہیں تھا بلکہ حضرت قبلہ کے لیے "حق" خود الہٰ العالمین کی ذاتِ مبارک تھی۔ اسی لیے جوں ہی حضرت قبلہ نے حق فرمایا، فوری غرقِ ذات ہو گئے۔

اسی گہرے استغراق میں جب دوسری مرتبہ حضرت قبلہ نے بآوازِ بلند حق کا نعرہ لگایا۔ اسی دم ہر طرف ایک نورانی تجلی نمودار ہو گئی۔ سب حاضرین نے دیکھا کہ حضرت قبلہ کے نورِ مجسّم سے نور کی تجلیاں پھوٹ رہی تھیں۔ ان تجلیات کی تاب کسی میں نہ تھی، چنانچہ سب حاضرین بے ہوش ہو گئے۔

حضرت قبلہ کی اس کیفیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حضرت قبلہ کے تمام زُلفِ مبارک کھڑے ہو گئے اور سارے جسمِ منور سے نور ہی نور ظاہر ہونے لگا۔

خاصی دیر بعد حضرت قبلہ کے مریدِ خاص حضرت عابد علی شاہ صاحب ہوش میں آئے۔ (ان کے بارے میں پچھلے صفحات پر تفصیل دی گئی ہے) یہ عاشقِ پیر جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلے حضرت قبلہ کی طرف دیکھے۔ اس کیفیت کا ملاحظہ کیا جس سے یہ پہلے ہی سے واقف تھے۔ چنانچہ یہ بھی جانتے تھے کہ ایسے حالات میں کیا کرنا چاہئے۔ وہ اُٹھ کھڑے ہوئے، کنویں پر پہنچے، ایک کے بعد ایک کر کے پانی کے گھڑے بھر بھر کے لانے لگے اور حضرت قبلہ پر ڈالنے لگے۔ اس طرح جملہ 15 گھڑے پانی ڈالنے کے بعد حضرت قبلہ کی کیفیت میں معمول آیا۔ حضرت قبلہ حجرے شریف میں تشریف لے گئے۔

حضرت عابد علی شاہ صاحب نے باقی بے ہوش لوگوں پر بھی پانی چھنکا تو وہ سب بھی ہوش میں آگئے۔ ان میں بادشاہ کے سفیر بھی تھے، وہ بھی ہوش میں آگئے لیکن ابھی کچھ بے خبری سی ان پر طاری تھی۔ اسی بے خبری کے عالم میں انھوں نے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو حضرت قبلہ کے روبرو پیش ہوئے، ان کے بدن میں کپکپی اور تھرتھری سی پیدا ہو گئی۔ حضرت قبلہ نے اُن پر ایک مہر کی نظر ڈالی اور فرمایا کہ "بابا! بادشاہ سے دریافت کرنا، کنواں پیاسے کے پاس آتا ہے یا پیاسا کنوئیں کے پاس۔"

حضرت قبلہ کا یہ فرمان سن کر سفیر صاحب صوفی نگر سے رخصت ہوئے۔ بادشاہ کے دربار میں کیا ہوا یہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔

اے عزیز! جو بزرگ جس قدر شان والے ہوتے ہیں وہ اسی قدر خوددار اور غیرت مند ہوا کرتے ہیں۔ انھیں بادشاہوں سے کوئی لالچ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ فقیری خود ہی بادشاہی کی اصل ہوتی ہے۔ بادشاہِ وقت مادیت کا تو بادشاہ ہو سکتا ہے پر فقیر سارے عالَموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ بادشاہ فقیروں کی دہلیز پر آئے، نیاز مند ہوئے لیکن فقیر بادشاہوں تو کیا، خدا کے علاوہ کسی کے نیاز مند نہیں ہوئے۔ یہ ان کی غیرتِ ایمانی کا بہترین نمونہ ہے۔ بادشاہ محتاج ہوتا ہے اور فقیر اللہ حبیب کے فضل سے مختار ہوتا ہے۔ بادشاہ خوش آمد پسند ہوتا ہے اور فقیر اللہ کی حمد و ثناء کے عوض خوددار و غیرت مند ہوتا ہے۔ فقیر حقیقت میں بادشاہ ہوتا ہے اور بادشاہِ وقت ان کا سوالی ہوتا ہے۔ زمانے کو باد

شاہوں کے انعام و اکرام کا لالچ ہوتا ہے اور فقیروں کو ان کے انعامات تو کیا دینا کی شہرت اور دولت سے کہیں زیادہ عزیز ان کی خودداری اور غیرت مندی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے بادشاہوں کے بُلاوے اور انعام و اکرام کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔ اکثر فقراء فرماتے ہیں کہ بادشاہ تو خود سوالی ہوتا ہے وہ فقیر کو بھلا کیا دے سکتا ہے۔ بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی میں خودداری اور غیرت مندی کے کئی واقعات ملتے ہیں۔

اِس فقیری میں ہے بادشاہی چُھپی، در پہ فقراء کے خود بادشاہی جُھکی
یہ فقیری ملی جب تیرے عشق میں، خسروی میرے گھر سے کہاں جائیگی

☆☆☆☆☆

آپ کو یاد ہو گا کہ چند صفحات پہلے ہم نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے نرمل اور پھر صوفی نگر آنے کا واقعہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ ہم نے عرض کیا تھا کہ دریائے گوداوری پر کوئی پُل نہیں تھا اور موضوعات چکریال اور سون کے درمیان اس دریا کو پار کرنے کے لیے بڑے بڑے ٹوکرے استعمال ہوتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ بارش کے موسم میں دورہ پر روانہ ہوئے۔ نظام آباد سے صوفی نگر کی واپسی تھی۔ نرمل جانے کے لیے موضع چکریال تک آ پہنچے

تھے۔ دریا پار کر کے موضع سون کو جانا تھا پھر وہاں سے صوفی نگر نرمل کا ارادہ فرمایا تھا۔

طوفانی بارش کی وجہ سے دریا بہت تیز بہہ رہا تھا۔ ٹوکرے بھی ڈرتے ڈرتے چلائے جارہے تھے۔ حضرت قبلہ اپنے چند مریدین کے علاوہ کچھ علاقائی لوگوں کے ساتھ ایک ٹوکرے میں سوار ہوگئے۔ اُدھر دریا اس کے شباب پر بہہ رہا تھا اور اِدھر حضرت قبلہ کی یہ عارضی کشتی منجدھار میں آنے والی تھی۔ سبھی لوگ خوف زدہ تھے لیکن حضرت قبلہ کے ماتھے تک پہ کوئی بل نہ تھا۔

لوگوں کو جس کا ڈر تھا آخر کار وہی ہوا، ٹوکرا جوں ہی بیچ دریا میں آپہنچا تو تیز لہروں اور تیز دھار کی وجہ سے تھپیڑے کھانے لگا۔ اس میں سوار سب لوگ ڈر اور سہم گئے ٹوکرے میں واویلا سا مچ گیا۔ سب کو اپنی اپنی جان کے لالے دیکھائی دینے لگے۔

جب لوگ پریشان ہوگئے تو حضرت قبلہ کے مریدین نے دہائی دی اور امداد کا سوال کیا۔ یہ سن کر حضرت قبلہ نے ٹوکرے کے بیچ سے ٹوکرے کے کنارے کو ٹھوکر لگائی۔ حضرت قبلہ کا ٹھوکر لگانا تھا کہ ٹوکرا سیدھا بہنے لگا اور صحیح و سلامت موضع سون کے کنارے پر جا پہنچا۔ ٹوکرے سے اُترتے ہی سبھی لوگوں نے حضرت قبلہ کا شکریہ ادا کیا اور اللہ کی بڑھائی بیان کی۔

اُسی وقت حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ "انشاءاللہُ الرحمٰن، عن قریب اس دریا پر پُل تعمیر ہو جائے گا۔"

حسبِ ارشاد اُسی سال اس دریا پر پُل تعمیر ہو گیا۔ ساتھ ہی ایک عالیشان سڑک بھی نکالی گئی ، جو کہ صوفی نگر درگاہ کے بالکل سامنے سے گزرتی ہے،اور جو قومی شاہ راہ نمبر سات National High Way No.7 کہلاتی ہے۔ آج یہ سڑک ایکس پریس ہائی وے ہو چکی ہے۔

اے عزیز!اولیاء اللہ قادر الکلام ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم البیان ہوتے ہیں۔ جو کچھ ان کی زبان سے نکل جاتا ہے وہ تقدیر بن کر ظاہر ہوا کرتا ہے۔ درجہ بالا واقعہ میں حضرت قبلہ کی دو کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی، ٹوکرے کو دریا کے پار لگوانا۔ دوسری، مستقل پُل کے متعلق ارشاد فرمانا۔

☆☆☆☆☆

ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ناگپور اس کے آس پاس کے علاقوں کے بھی کئی لوگ حضرت قبلہ کے ارادت مند ہو گئے تھے۔ صوفی نگر میں مستقل رہائش پذیر ہو جانے کے بعد بھی حضرت قبلہ ناگپور شریف آیا جایا کرتے رہے تھے۔

اسی طرح حضرت قبلہ ایک دفعہ ناگپور تشریف لے گئے۔ وہاں پر قریب گاؤں ماتھانی کے رہنے والے ایک مرید آئے، حضرت قبلہ کو ان کے گھر چلنے کی دعوت دی۔ حضرت قبلہ نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور ہاں تشریف لے جانے کی تاریخ انھیں عطا فرمائی۔

مقررہ تاریخ کو حضرت قبلہ اس گاؤں کو پہنچے۔ ان صاحب نے حضرت قبلہ کا استقبال کیا۔ پھر اپنے گھر لے گئے۔ گھر کے ایک عالی شان حصہ میں حضرت قبلہ کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ اس کمرے میں ایک پلنگ لگایا گیا۔ اس پر صاف ستھرا بستر لگایا گیا۔ اس کے سامنے ایک پردہ لگایا گیا تاکہ جب حضرت قبلہ چاہیں اس پردے کو کھول دیا جائے اور حضرت قبلہ پردہ پوش رہیں۔

دوسرے دن صبح جب وہ میزبان صاحب بازار گئے تو وہاں انھیں کچھ دوست مل گئے۔ ان سے بات چیت میں انھیں گھر آنے میں دیر ہوگئی۔ انھیں بار بار حضرت قبلہ کا خیال آنے لگا کہ شاید سرکار جاگ گئے ہوں گے، شاید کسی چیز کی ضرورت آن پڑی ہو۔ اسی کے مدِّ نظر انھوں نے اپنے دوستوں سے بارہا عرض کیا کہ "مجھے گھر جانا ہے، میرے سرکار میری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔"

ان کے اس بار بار کے اصرار پر ان کے دوستوں نے ان کا مذاق بنایا۔ مذاق ہی مذاق میں کہنے لگے کہ " آپ اپنے پیر سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں۔ کیا آپ کے پیر شیر ہیں؟" ان کی اس بات کو سن کر وہ کچھ اور دیر وہاں رُکے۔ جب کافی دیر ہوگئی تو گھر جانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے وہ دوست جو ان کے اخلاقِ حمیدہ سے واقف تھے۔ وہ یہ بات جانتے تھے کہ ان صاحب میں آئی اخلاقی تبدیلیاں اور قربتِ بارگاہِ الٰہی حضرت قبلہ ہی کی وجہ سے تھا، چنانچہ وہ تو پہلے ہی سے متاثر تھے۔ جب ان کے دوست گھر جانے

لگے، تو ان لوگوں نے بھی حضرت قبلہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی، میزبان صاحب کے ساتھ وہ لوگ بھی ان کے گھر آ گئے۔

گھر آنے کے بعد ان لوگوں کو اسی حجرے میں بٹھایا گیا جہاں درمیان میں پردہ تھا اور پردہ کے پیچھے حضرت قبلہ تشریف فرما تھے۔

صاحب خانہ نے حضرت قبلہ کو بڑے ادب و احترام سے آواز دی اور کہا کہ ان کے کچھ دوست ہیں جو حضرت قبلہ سے ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ارشاد ہوا کہ انھیں بٹھایا جائے۔

کچھ ہی دیر بعد حضرت قبلہ نے یہ کہتے ہوئے پردہ اُٹھایا کہ "ہاں جی با! فقیر شیر ہے۔" جب ان لوگوں نے حضرت قبلہ کی طرف دیکھا تو انھیں حضرت قبلہ کے چہرۂ مبارک کی جگہ ایک بہت بڑے ببر کا رُخ دیکھائی دیا۔ اس ببر کے چہرے میں ایسا رُعب تھا کہ وہ سب لوگ دیکھتے ہی ہوش کھو بیٹھے۔

اتنا کہہ کر حضرت قبلہ نے پردہ پھر سے چھوڑ دیا اور واپس پردہ پوش ہو گئے۔ اِدھر ان صاحب نے اپنے دوستوں پر کچھ پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آئے۔ ان صاحب نے ان سے کہا کہ "اب کچھ سمجھ میں آیا کہ میں کیوں ڈرتا تھا۔ وہاں تم نے حضرت قبلہ کے بارے میں گمان کیا اور اِدھر حضرت قبلہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔"

اے عزیز! پتا چلا کہ بزرگوں کے بارے میں اچھا گمان کرنا چاہئے۔ اگر کہیں ہمارا گمان غلط ملط ہوا تو اللہ حبیب کی ناراضگی مول لینے کے برابر ہو گا۔ جس کا نتیجہ کبھی خیر نہیں ہو سکتا۔ ایک مقولہ جو صوفی نگر میں بہت مشہور ہے، جس کو حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد صاحب قبلہ نے فرمایا، "یہاں با ادب کو جزا اور بے ادب کو سزا فوری ملتی ہے۔" اسی سلسلۂ صوفیہ میں بڑے بڑے شاعر بھی ہوئے ہیں۔ بارگاہِ صوفی کے ایک مشہور شاعر (حضرت محمد رشید احمد اسیرؔ حامد صاحب قادری شطاری علیہ الرحمتہ اللہ) نے کیا خوب لکھا ہے کہ

با ادب باہوش رہنا ہر نفس ہر آن تم
یہ درِ صوفی ہے کسی اہلِ زر کا گھر نہیں

☆☆☆☆☆

ایک دفعہ کا ذکر یوں بھی ہے کہ ایک دن نرمل کے قریبی گاؤں سُوَرنا سے ایک مستورہ (عورت) خانقاہِ صوفی میں روتی، بلبلاتی آئی۔ بارگاہ میں موجود خدّام حضرات نے ماجرا پوچھا۔ اس نے کہا کہ اس کا بچہ جو 10 برس کا ہے وہ 15 دن سے غائب ہے۔ ہر جگہ تلاش کیا پر اس کا کہیں کچھ پتہ نہ چل سکا۔ ان مستورہ کو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے حضور میں لے جایا گیا، جس کی انھوں نے خواہش کی تھی۔

حضرت قبلہ نے ان سے سارا ماجرا سماعت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا "بی بی! روؤ نہیں۔ میرے مولیٰ نے چاہا تو لڑکا صحیح و سلامت گھر واپس آجائے گا۔"

حضرت قبلہ کے فرمان کو سن کر ان کی جان میں جان آئی۔ ہمت بھی بندھ گئی، انھوں نے آنسو پوچھے اور صوفی نگر سے گھر جانے کے لیے رخصت ہو گئیں۔ جب گھر پہنچی تو گھر کے سامنے لوگوں کا مجمع کھڑا دیکھیں۔ ان کا دل ذرا ڈگمگایا۔ جلدی جلدی وہ گھر کے قریب پہنچیں۔ مجمعے نے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ گھر میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ ان کا لڑکا لوٹ آیا تھا۔ لیکن لڑکا خاموش اور گُم سُم تھا، کپڑے بھی میلے اور پھٹے ہوئے تھے۔ مائی کو تشویش تو تھی پر بیٹے کو واپس دیکھ کر خدا کا شکر بھی بجالاتی تھیں۔

اسی اثناء میں لڑکے کے والد بھی آگئے۔ تب دونوں ماں باپ نے مل کر بچے کی ہمت باندھی۔ نہلا دُھلا کر صاف کپڑے بھی پہنائے۔ پھر کچھ کھلا پلا کر لڑکے سے پوچھنے لگے کہ وہ آخر کہاں تھا، اس کی حالت ہوئی کس طرح؟

لڑکے نے کہا کہ جب وہ رات کو طہارت کی غرض سے باہر نکلا تھا۔ اس نے دیکھا کے ایک چمکتا ہوا تخت اُڑ کر اس کی طرف چلا آیا، اس میں کچھ عورتیں سوار تھیں۔ انھوں نے اس بچے کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور پھر تخت ہوا میں اُڑنے لگا۔ کچھ دیر بعد لڑکا سو گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ کسی محل جیسی جگہ پر ہے۔ اور ان عورتوں جیسی کئی عورتیں وہاں موجود تھیں۔

لڑکے نے ان سے پوچھا کہ یہ کونسی جگہ ہے تو اسے بتایا گیا کہ وہ پریستان تھا۔اس نے ان عورتوں (پریوں) سے کہا کہ اسے گھر جانا ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ تو اس کی بات سن کر اسے رانی کے پاس لے جایا گیا۔ رانی نے اس سے پوچھا کہ وہ وہاں کیسے پہنچا تو اس نے بھی سارا ماجرا کہہ سنایا۔ رانی نے کہا، چاہے تم جیسے بھی آئے ہو، تمہارا آنا غلط ہے اور تمہیں اس کی سزا دی جائے گی۔ پھر اس لڑکے کو قید میں ڈال دیا گیا۔

ایک کے بعد ایک دن گزرتے گئے۔ پھر جس دن رِہا کیا گیا تو اسے بتایا گیا کہ اسے چھوڑا جا رہا ہے۔ وہ بھی اس لیے کہ اس کی چھٹی ایک بہت بڑے ولی نے کرائی ہے۔ بس رِہا کیا گیا اور واپس لا کر گھر چھوڑا گیا۔

قید میں جو دن اس لڑکے نے گزارے تھے وہ بہت تلخ تھے۔ اس سخت قید کا اس بچے کے دل و دماغ پر بڑا گہرا اثر ہوا تھا۔ لیکن اب اپنے ماں باپ کے گھر آ کر بچہ خوش تھا۔

چند دن بعد وہ ماں باپ اس بچے کو لے کر صوفی نگر آئے۔ حضرت قبلہ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت قبلہ بھی بچے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اللہ حبیب کا شکر ادا کیا۔

اے عزیز! ہمارے پیر و مرشد کے ساتھ بھی ایسا ہی ایک واقعہ ہوا، جس کے ہم خود چشم دید گواہ ہیں۔ ایک صاحب نے اپنے بچے کے گم ہو جانے کی اطلاع دی

اور سرکارِ عالی مقام سے دعاء کی درخواست کی۔ سرکارِ عالی مقام نے دعاء فرمائی۔ وہ صاحب ابھی گھر بھی نہیں گئے تھے، لیکن ان کا بیٹا گھر پہنچ گیا تھا۔ وللہ الحمد

اہل اللہ حضرات مقبول دعاء کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ حبیب کے حکم سے اللہ حبیب کے بندوں کو راحت اور آرام پہنچاتے ہیں۔" جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔"

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کی شہرت جب عوام میں مقبول ہونے لگی تو کئی لوگ فیضِ روحانی کی تلاش میں حضرت قبلہ کے پاس پہنچنے لگے۔ ایک دن ایک مائی آرمور، ضلع نظام آباد سے حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوئیں۔ حضرت قبلہ سے ملاقات ہوئی تو عرض کرنے لگیں کہ ان کا بیٹا دیوانہ، پاگل ہو گیا تھا۔ سب کو مارتا توڑتا رہا کرتا تھا۔ گھر تو گھر، محلہ بھر کے لوگ اس کے پاگل پن سے تنگ آ چکے تھے۔

یہ سب سن کر حضرت قبلہ نے پوچھا کہ "بی بی! اس وقت آپ کا بیٹا کہاں ہے۔" انھوں نے کہا کہ "ساتھ لائی ہوں۔"

حضرت قبلہ خانقاہ سے باہر اس کو دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حضرت قبلہ نے جب دیکھا کہ لڑکے کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا ہے تو حضرت قبلہ کو سخت افسوس ہوا۔ فرمایا" بابا! لڑکے کو چھوڑ دو۔"

حضرت قبلہ کے حکم کی تعمیل میں لڑکے کو آزاد کر دیا گیا۔ پہلے تو وہ بے قابو ہو کر لوگوں پر جھپٹنے لگا۔ اسی دوران اس کی نظر حضرت قبلہ کی نگاہِ قلندرانہ سے ملی۔ یکایک وہ خاموش ہو گیا۔ حضرت قبلہ نے اشارہ سے اس کو قریب بُلایا تو وہ ایسا خاموشی سے چلا آیا جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔

جب وہ قریب آیا تو حضرت قبلہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ لڑکا بیٹھ گیا تو حضرت قبلہ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کے سر کو سہلایا۔ اس پر غنودگی سی طاری ہوئی اور وہ فوراً سو گیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ جاگا تو الحمدللہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔

اے عزیز! یہ کیسے عجیب معالج ہیں علاج بھی کرتے ہیں پتا نہیں چلتا۔ آج کے زمانے کے سائنس دان یہ مانتے ہیں کہ سب سے مشکل علاج دماغ کا ہوا کرتا ہے۔ لیکن حضرت قبلہ کی شخصیت مبارکہ اور طریقۂ علاج کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ سب سے آسان علاج دماغ کا ہوتا ہے۔ یہ ہے اصلی سائنس جو اللہ والے اپناتے ہیں۔ زمانۂ حاضر کے سائنسدانوں! آؤ، ان کی غلامی اختیار کرو تاکہ تم اللہ کی بنائی ہوئی کائنات اور سائنس کو اچھی طرح سمجھ سکو۔ آؤ، ان سے سیکھو کہ علاج کیسے کیا جاتا ہے۔ تم پیسے لے کر بھی مریض کو ٹھیک نہیں کر پاتے اور یہ ہیں کہ مفت میں صحت کی نعمت سے سرفراز فرمایا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سلسلہ کی اشاعت میں اور اسلام کی تبلیغ میں حضرت صوفی صاحب قبلہ نے کئی مقامات کے دورے فرمائے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے آپ سے ضلع میدک کے موضع ڈاکور کے بارے کہا تھا اور حضرت عابد علی شاہ صاحب کے بارے میں بتایا تھا۔ یہ حضرتِ عابد علی شاہ صاحب ڈاکور کے قریبی موضع باچارام میں رہا کرتے تھے۔ ان کے عشق کے بارے میں تو ہم تھوڑا بہت جان ہی چکے ہیں، جو کہ ایک تعارف تھا، اصلیت میں ان کے عشق کو یہ خود جانیں یا ان کے پیر یا اللہ حبیب یا اس کے رسول ﷺ۔

حضرت عابد علی شاہ صاحب جب حضرت قبلہ کے قریب ہوئے تو حضرت قبلہ کو باچارام چلنے کی درخواست کرنے لگے۔ باچارام میں اور بھی چند جید مریدین پہلے ہی سے رہائش پذیر تھے۔ پھر حضرت عابد علی شاہ صاحب کا اصرار بھی پیشِ نظر تھا۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے باچارام کا بھی دورہ فرمایا تو اس جگہ سے اتنے مانوس ہوئے کہ جب بھی اس علاقے کے کسی گاؤں کو جاتے تو دو ایک دن ضرور باچارام میں گزار آتے۔ خصوصاً جب بیجاپور شریف تشریف لے جانا ہوتا تو ضرور بہ ضرور باچارام میں قیام فرمایا کرتے۔

حضرت عابد علی شاہ صاحب کے علاوہ یہاں حضرت عثمان علی شاہ صاحب اور حضرت اللہ بخش شاہ صاحب بھی رہا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ اور بھی کئی مریدین بھی یہاں آباد تھے۔ جتنے بھی یہ حضرات یہاں تھے سب کے سب جید اولیاء اللہ گزرے ہیں۔

ہمارے پیر و مرشد قبلہ کے ساتھ اس مقام کو کئی بار جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ جس محلہ میں حضرت قبلہ قیام فرمایا کرتے تھے وہ محلہ آج بھی تجلیات کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ہم جب جب یہاں گئے ہیں، محبت نے ہمیں خوب رُلایا ہے۔ اللہ اس جگہ کو اسی طرح گہوارۂ نور بنائے رکھے، کہ اس جگہ کی حاضری ایمان کی تازگی کا باعث ہے۔

حضرت قبلہ جب کبھی باچارام جاتے تو حضرت عثمان علی شاہ صاحب کے مکان کو اپنے قیام کی عزت سے سرفراز فرماتے۔ اس مکان میں ایک بالا خانہ (A Room on Upper Floor) ہے جس میں حضرت قبلہ کا قیام ہوا کرتا تھا۔ اس بالا خانے میں حضرت قبلہ کے علاوہ ان کے سجادہ نشینان ہی قیام کیئے ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں کبھی کسی نے قیام نہیں کیا۔ یہ بالا خانہ آج بھی نورِ حقانیت سے روشن ہے۔ اسی گھر سے بہ مشکل 25 قدم کے فاصلہ پر حضرت عابد علی شاہ صاحب کا مکان بھی واقع ہے۔

حضرت عثمان علی شاہ صاحب کی شادی ان کے لڑکپن ہی میں ہو گئی تھی۔ ان کی زوجہ محترمہ کی عمر بھی اس وقت بہت کم ہی تھی۔ یہ محترمہ بھی حضرت قبلہ ہی کی مرید تھیں۔ ان سے ہماری بھی ملاقات ہوئی تھی۔ ہم خود کو خوش قسمت مانتے ہیں کہ ان محترمہ سے ہماری ملاقات ہوئی۔ انھیں حضرت قبلہ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ہم نے حضرت قبلہ کے بارے میں ان سے خوب باتیں کیں۔ انھوں نے بھی ہمیں حضرت قبلہ کے بارے بہت ساری باتیں

بتائیں۔ حضرت قبلہ کے شب و روز کے بارے میں، کھانے پینے کے بارے میں، رہن سہن کے بارے میں، لباس وغیرہ کے بارے میں یہاں تک کہ عطریات کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔

حضرت قبلہ کی صرف ایک تصویر ہے جو کہ کیمرے (Camera) سے لی گئی ہے۔ وہ تصویر بھی ہمیں انہی سے دستیاب ہوئی۔

ان کے دولت خانے کے بالا خانے میں ہم نے حضرت قبلہ کے استعمال کردہ برتن (مٹی کا ایک کلیہ) کی بھی زیارت کی ہے۔ اور بھی چند چیزیں حضرت قبلہ کی استعمال کردہ وہاں ہم نے دیکھی ہیں۔ حضرت قبلہ کے پردے کے 70 سال بعد بھی حضرت قبلہ کا بستر اس بالا خانے میں موجود ہے۔ اس مکان میں اب ان کے صاحبزادے حضرت مجاہد علی شاہ صاحب رہائش پذیر ہیں۔ یہ حضرت بھی اسی سلسلہ کے چراغ ہیں۔

اس قصبہ عظیم باچارام میں حضرت قبلہ کے جتنے بھی ارادت مندان تھے سبھی ریاضت اور عبادت میں لاثانی رہے ہیں۔ جتنے زبردست یہ مقتداء ہیں اتنے ہی زبردست ان کے یہ مقتدی ہیں۔

حضرت قبلہ کے بڑے جاں نثار مرید حضرت اللہ بخش صاحب بھی یہاں ہی رہا کرتے تھے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ یہ بس ایک تہہ بند باندھتے تھے اور بکرے کے بالوں والی کمبل اُوڑھتے تھے۔

حضرت قبلہ بھی ان سے بڑی محبت کیا کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ کے یہ بھی بڑے عاشق تھے۔ حضرت قبلہ سے محبت کرنے والے عبادت و ریاضت کی طرف مائل نہ ہوں ایسا نہیں ہو سکتا۔ بنائے ایں یہ بھی ریاضت کے لیے جنگل میں چلے گئے۔ لیکن ان کے بچے ابھی چھوٹے تھے۔ والد کی غیر موجودگی ان کو ستانے لگی۔ ان کی اس پریشانی کی وجہ سے ان کی والدہ بھی پریشان ہو گئیں۔

گاؤں کے کچھ لوگ حضرت اللہ بخش صاحب کو ڈھونڈنے گئے۔ سارا جنگل چھان مارا پر ان کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔

چند ہی دن بعد حضرت قبلہ وہاں تشریف لائے۔ حضرت اللہ بخش صاحب کے زوجہ اور ان کے بچے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بچوں کو پریشان دیکھ کر، حضرت قبلہ نے اللہ بخش صاحب کو واپس بُلانے کا ارادہ فرمایا۔ بازار سے ایک پھول کا ہار منگوایا۔ کچھ خاص مریدین کو جمع فرمایا۔ پھر انھیں اللہ بخش صاحب کا پتہ دیا، ان لوگوں نے کہا کہ وہ انھیں پہلے ہی وہاں ڈھونڈ آئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ "بابا! اب جاؤ۔ وہ تمہیں وہیں ملیگا۔"

چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی حضرت قبلہ کی بتائی ہوئی جگہ ہی پہ اللہ بخش صاحب مل گئے۔ انھیں وہ پھول کا ہار پہنایا گیا۔ حضرت قبلہ کا بُلاوا بھی سنایا گیا۔ وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور گاؤں واپس لوٹ آئے۔ آتے آتے راستے میں ان کے پیر بھائیوں نے ان سے پوچھا" ہم نے آپ کو ہر جگہ ڈھونڈا آپ نہیں ملے۔ آخر آپ تھے کہاں؟" انھوں نے کہا کہ "میں وہیں تھا آپ لوگوں نے مجھے دیکھا ہی

نہیں" انھوں نے پھر کہا کہ "ہم اتنے لوگ آئے تھے آپ کسی کو بھی کس طرح نظر نہیں آئے؟ آپ یہاں نہیں تھے۔۔۔" اللہ بخش صاحب نے جو جواب دیا اس کو سن کر وہ لوگ اور زیادہ حیران ہوگئے۔ انھوں نے بتایا کہ اس دن ڈھونڈنے کون کون آئے تھے۔ انھوں نے کپڑے کیا کیا پہنے تھے۔ سب کچھ بتا دیا۔

جب حضرت قبلہ سے ملاقات ہوئی تو وہ فوراً قدموں میں گر گئے۔ حضرت قبلہ نے ان سے فرمایا" بابا! ابھی بچے چھوٹے ہیں ذرا یہ بڑے ہو جائیں تو پھر ریاضت کی سوچنا۔" اللہ بخش صاحب نے عرض کیا" سرکار! میں کیا جانو۔ آپ جو کہیں ویسا ہی ہو گا۔" اس جواب نے حضرت قبلہ کو خوش کر دیا۔ حضرت قبلہ نے مسکرا کر فرمایا" ٹھیک ہے! اب سے جو تو چاہے گا تجھے مل جائے گا جس مقام کو حاصل کرنے ریاضت کرتا پھرتا تھا اب وہ سب کچھ ایسے ہی حاصل ہو جائیگا۔"

یہ کہہ کر حضرت قبلہ نے ان پر محبت بھری نگاہ ڈالی اور وہ سیر اب ہو گئے۔ پھر انھیں کبھی کسی ریاضت کا خیال آیا نہ وہ ریاضت کو گئے۔ جو مقام چاہتے تھے گھر بیٹھے حاصل کر لیا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆

ہم نے آپ سے عرض کیا تھا یہ گاؤں باچارام حضرت عابد علی شاہ صاحب کا وطن تھا۔ صوفی نگر میں تعلیم کا سلسلہ تمام ہوا تو یہ بھی یہیں آ گئے تھے۔ حضرت

قبلہ جب باچارام تشریف لائے تو اسی گاؤں کے تالاب کے کنارے ایک سانپ کے بِل پر حضرت عابد علی شاہ صاحب کو چلہ کش ہونے کا حکم سنایا۔

حضرت عابد علی شاہ صاحب اسی جگہ چلہ کش ہو گئے۔(ہم نے وہ تالاب اور سانپ کا پُٹھا دیکھا ہے)سنا ہے جب وہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تو اس بِل میں موجود سانپ ان کے بدن پر رینگا کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو گلے میں پھندا تک ڈال دیا کرتے تھے، لیکن شاہ صاحب کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تھی۔اور یہ بھی سنا ہے کہ جب وہ ہر سانس کے ساتھ ذکر کرتے تھے تو تالاب کے پانی میں اسی طرح کی حرکت پیدا ہوتی تھی۔یعنی جب یہ سانس کو ذکر کے ساتھ اندر لیتے تھے تو پانی انکی طرف آتا تھا اور جب سانس چھوڑتے تھے تو پانی مخالف طرف چلا جاتا تھا۔ان کی اس کیفیت کو جب ہم نے سنا تو بے ساختہ ہمارے منھ سے یہ الفاظ نکل گئے

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر

شریکِ زُمرۂ لَا یَحزَنُوں کر

خرد کی گُتھیاں سُلجھا چکا ہوں

میرے مولیٰ مجھے صاحب جنوں کر

اسی جگہ حضرت قبلہ کے سب سے بڑے عاشق حضرت عثمان علی شاہ صاحب بھی رہا کرتے تھے۔ انھیں کے مکان میں حضرت قبلہ قیام فرمایا کرتے

تھے۔عبادت، نسبت اور عشق کی جو مثال انھوں نے قائم کی ہے اس کی نظیر ملنانا ممکن کی حد تک مشکل ہے۔

بس اسی ایک بات سے آپ اندازہ لگالیں کہ، جب حضرت قبلہ کا پردہ فرمانے کا وقت قریب آیا، تو حضرت قبلہ نے انھیں اپنے پاس بُلایا، بڑے پیار سے قریب بِٹھایا، اور آہستہ سے رحلت ورخصت کی اطلاع سنائی۔ یہ سننا تھا کہ اس عاشقِ زار کی کیفیت بدل گئی، دل پہ ایسی ضرب لگی کہ یکسر رونے لگے۔یہی بہت تھا کہ حضرت قبلہ نے ان کے دل کو ایک اور غم عطا فرمادیا، کہنے لگے "عثمان!جب میرا پردہ ہوجائے گا تو میری تدفین صوفی نگر ہی میں کی جائے گی اور درگاہ بھی تعمیر ہوگی۔پر ان سب میں تو کبھی صوفی نگر نہیں آنا۔" یہ سن کر عاشقِ زار کے دل پہ جیسے غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا، انھوں نے حضرت قبلہ کے قدم پکڑ لیے اور عرض کرنے لگے، "یہ کیا سرکار میرے سب بھائی تو صوفی نگر جاسکتے ہیں پر میں نہیں۔ایسا کیوں سرکار؟"

شفقت اور محبت بھرے لہجے میں حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا" میرے عثمان! اگر تو صوفی نگر آئے گا تو فقیر کو تیرے لیے باہر آنا پڑے گا اور یہ نظارہ عوام دیکھ نہیں سکے گی، لھٰذا تو کبھی صوفی نگر نہیں آنا۔"

حکم کی تعمیل کی گئی اور عثمان علی شاہ صاحب زندگی میں کبھی بھی صوفی نگر نہیں آئے۔

اے عزیز! اسی سے ان کے عشق کا اندازہ لگا لیجئے۔ ہم تو بس ان پر رشک کرتے ہیں۔ عشق ہو تو ایسا ہو جو آقا کو بھی محسوس و ملحوظ ہو جائے۔ آہ!

عشق اوّل، عشق آخر، عشق کل

☆☆☆☆☆

مطلوبِ عاشقان حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پردہ فرمانے کے بعد، لوگ انھیں لوگوں سے رجوع ہوتے رہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ باچارام گاؤں میں ہیضہ (Cholera) کی وباء پھیل گئی۔ جب اس بیماری سے لوگ مرنے لگے تو گاؤں کے دانش مند لوگ حضرت عثمان علی شاہ صاحب کے پاس آئے اور ہیضہ کی شکایت کی۔ شکایت سن کر انھوں نے ایک نشان یعنی پرچم (Flag) منگوایا۔ اس پر "المدد یا صوفی علی نور اللہ" لکھا اور یہ پرچم لوگوں کو دیا اور فرمایا کہ اس پرچم کو سارے گاؤں میں پھراؤ۔

پرچم کو سارے گاؤں میں پھرایا گیا۔ الہٰ العالمین کے فضل سے ہیضہ کا نام و نشان مٹ گیا۔ لوگوں نے انھیں خوب دعائیں دیں۔

اے عزیز! ہم نے کچھ صفحات پہلے ایک حدیث شریف پیش کی، جس کا مفہوم تھا کہ جس جگہ اللہ حبیب کے صالح بندوں کا ذکر ہوتا ہے اس جگہ اللہ حبیب کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں رحمت نازل ہو، وہاں بلاء یا وباء ٹِک ہی نہیں سکتی۔ اللہ الحمد

☆☆☆☆☆

اسی طرح حضرت قبلہ نے باچارام کے اطراف واکناف کے مقامات کا دورہ کیا۔ جیسے: کوڑپاک، یلاریڈی، ناگسان پلی، ٹیکمال، جوگی پیٹ، اندول، سنگاریڈی وغیرہا۔

ایک دفعہ جب حضرت قبلہ اندول کا دورہ فرما کر وہاں سے رخصت ہو رہے تھے۔ تو پیچھے پیچھے ایک بڑی بی (بوڑھی خاتون) دوڑتی ہوئی آرہی تھیں۔ بلند آواز سے "سرکار، سرکار، سرکار۔۔۔" کی صدائیں دے رہی تھیں۔ اس لیے کافی دور ہی سے ان کی آواز سن کر بیل گاڑی روک دی گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ حضرت قبلہ کے پاس آپہنچیں۔ بڑی بی بری طرح ہانپ رہی تھیں۔ حضرت قبلہ نے انھیں اپنے پاس بٹھا لیا اور خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا۔ جب ان کی سانس ذرا برابر ہوئی تو عرض گذار ہوئیں:

"میرے سرکار! میرا پوترا پچھلے تین دنوں سے ہوش بے ہوش ہے۔ کافی دنوں سے وہ بیمار رہ رہا تھا۔ یہاں کے سب حکیموں اور ڈاکٹروں کو بتا چکی ہوں۔ سب نے یہی کہا ہے کہ اس بچے کا بچ پانا مشکل لگ رہا ہے۔ پھر ان لوگوں نے حیدرآباد لے جانے کی صلاح دی، اس لیے حیدرآباد بھی لے گئی۔ وہاں کے ڈاکٹروں نے بھی یہ کہہ کر میرے بچے کا ہاتھ چھوڑ دیا کہ اس کا بچنا بہت مشکل ہے۔ حالانکہ میرے بچے کو کئی گلوکوز، انجکشن یہاں تک کہ خون بھی چڑھایا گیا ہے پھر بھی اس کی حالت نازک کی نازک ہے۔ ابھی حیدرآباد کی موٹر سے اُتری ہوں۔ میرا دل

کہتا تھا کہ ایک بار اگر میرے سرکار اس بچے کو دیکھ لیں تو ضرور بہ ضرور میرا بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس لیے گھر پہنچتے ہی آپ کے بارے میں معلوم کی، تو پتا چلا کہ آپ ابھی ابھی سنگاریڈی کے لیے نکلے ہیں۔ چنانچہ ڈوڑتی ہوئی آپ تک پہنچی ہوں۔ میرے اللہ نے میری مدد کی اور آپ مجھے مل گئے ہیں۔"

حضرت قبلہ نے دریافت کیا کہ "بی بی! اب وہ بچہ کہاں ہے؟"

بڑی بی نے بتایا " سرکار! بچے کو اس کے دادا، والد اور والدہ لے کر آ رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ساتھ ہی تھی پر مجھے رہا نہ گیا اور میں آگے آگے دوڑ آئی۔"

اتنا کہہ کر بڑی بی حضرت قبلہ کے قدموں میں گر پڑیں اور بڑے دکھ سے رونے لگیں۔ ان کے رونے میں ایسا درد تھا کہ خود حضرت قبلہ کے آنکھوں میں آنسو اُتر آئے۔ حضرت قبلہ کی نم آنکھیں دیکھ کر سبھی حاضرین رو پڑے۔

ابھی ماحول غمگین ہی تھا کہ بچہ حضرت قبلہ کے حضور میں حاضر کر دیا گیا۔ انھیں نم آنکھوں سے حضرت قبلہ نے اس بچے پر نگاہ فرمائی۔ دستِ مبارک کو دعاء کے لیے پھیلا دیا۔ رُخِ انور کو آسمان کی طرف اُٹھا کر یوں دعاء فرمائی، "اے زمین و آسمانوں کے خالق! اے زندگی اور موت کے مالک! میرے محبوب کے لیے اس بچے کو زندگی اور صحت عطا فرما۔"

ابھی حضرت قبلہ نے ہاتھ بھی نیچے نہیں فرمائے تھے کہ سارے کے سارے لوگ بے ساختہ رو پڑے۔ یہاں تک کہ سِسکیوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں، اسی دکھ بھرے لہجہ میں سبھی لوگوں نے آمین آمین کی صدائیں بلند کی۔

جب کوئی ولیِ کامل کسی کے لیے دعاء کرتے ہیں تو اللہ حبیب ان کے حق سے اس دعاء کو قبول فرماتا ہے۔ اے عزیز! یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ مولیٰ نے حضرت قبلہ کی دعاء قبول فرمائی اور اس بچے کو صحت کاملہ عطا فرمائی۔

☆☆☆☆☆

اسی طرح ایک دن جب قبلۂ عالم حضرت صوفی حسین علی شاہ صاحب قبلہ اپنے چند خاص مریدین کے ساتھ اندول سے ہوتے ہوئے باچارام تشریف لے جا رہے تھے۔ اسی راستے پر جوگی پیٹ بھی آتا ہے۔ جب جوگی پیٹ سے ذرا آگے کو گزرے تو راستے میں انا ساگر نامی بڑا تالاب آتا ہے۔ اس تالاب کے کنارے حضرت قبلہ نے بیل گاڑی روکنے کا حکم فرمایا۔ گاڑی روک دی گئی تو فرمایا کہ طہارت سے فارغ ہونا ہے، چنانچہ اسی غرض سے راستے سے دوسری طرف کو تشریف لے گئے۔ جلد ہی واپس آگئے۔ وضو فرمایا اور پھر سے بیل گاڑی میں سوار ہوگئے۔ اب یہ قافلہ انا ساگر کے ساحل سے گزر رہا تھا۔ کچھ ہی دور جانے کے بعد حضرت قبلہ نے اس جگہ (جہاں بیل گاڑی روکی گئی تھی) کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ، "بابا! دیکھنا یہاں جنگل میں منگل ہو گا، دن رات یہاں لوگوں کا ہجوم ہو گا۔"

جب حضرت عابد علی شاہ صاحب قبلہ بارگاہِ صوفیت سے فارغ التحصیل ہوئے، انھیں اجازتِ خلافت اور دستِ بیعت دی گئی، یعنی خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے حضرت قبلہ کی اسی بتائی ہوئی جگہ کو خریدا اور وہاں خانقاہ، مسجد، مسافر خانہ، چلہ شریف، ایک چھوٹا سا مکان وغیرہ تعمیر کیا اور ہمیشہ کے لیے یہیں آبسے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ حضرت عابد علی شاہ صاحب قبلہ بارگاہِ صوفیت کے جید اور اہم خلیفہ گزرے ہیں۔ آپ یہ نہ سوچیں کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی کتاب میں ان کے خلفاء کا ذکر کیوں کیا جارہا ہے؟ یہ ذکر اس لیے ہے کیوں کہ کسی معلم کی کارکردگی کی کیفیت معلوم کرنی ہو تو ان کے شاگردوں کو دیکھا اور پرکھا جاتا ہے۔ بس اسی لیے ان اصحابِ جید کا ذکر کیا جارہا ہے۔ یوں تو حضرت قبلہ کے جملہ شاگرد (مریدین) جید اور صاحبِ کرامت بزرگ گزرے ہیں۔ لیکن ہم اس مختصر کتاب میں ان سب کا ذکر تو نہیں کرسکتے اس لیے چنندہ اصحاب کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں۔

ہم حضرت عابد علی شاہ صاحب قبلہ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ یہ زبردست صاحبِ کرامت بزرگ گزرے ہیں۔ یہ حضرت تاجرِ پارچہ(Cloth Merchant)ہوا کرتے تھے۔ گاؤں گاؤں جا کر کپڑے بیچا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب یہ کپڑوں کی گٹھڑی (گٹّھا) سر پر اُٹھائے چلتے تھے تو وہ گٹھڑی ان کے سر سے ایک بالشت اُوپر اُٹھی رہتی تھی۔

جیسے دونوں طرف سے کوئی اس کو اُٹھا کر ساتھ ساتھ چل رہے ہوں۔ ان کی اس کرامت کو دیکھ کر کئی لوگ متاثر ہو جایا کرتے تھے۔ اسی طرح بڑی محنت سے انھوں نے سلسلے کی خدمت انجام دی اور کئی طالبانِ مولیٰ کو حق کی راہ چلائی۔ آج ان کے کئی خلیفوں کا بھی عرس منایا جاتا ہے۔

اناساگر کے کنارے جس زمین کے بارے میں حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا تھا انھوں نے وہیں پر اپنی خانقاہ بنائی۔ اس خانقاہ کے قیام کے بعد حضرت قبلہ بھی یہاں آنے جانے لگے۔

چند ہی دنوں میں حضرت عابد علی شاہ صاحب کے مریدین کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا۔ کئی دانش مندوں نے انکے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور کئی مریدوں نے منازل سلوک کو طئے کرتے ہوئے ان سے خلافت حاصل کی۔ یہ سارے مریدین و خلفاء اپنے مرشد ہی کی طرح بڑے عاشقِ پیر گزرے ہیں۔

جب ان لوگوں کی تعداد بڑھی تو ظاہر ہے ان میں علمِ عرفان و تصوّف کا فہم بھی بڑھ گیا۔ ایک روز ان مریدوں اور خلفاء نے حضرت عابد علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا، "سرکار! ہمارے دادا پیر قبلہ (حضرت صوفی صاحب) جب کبھی ہمارے علاقے میں تشریف لا رہے ہیں، بہت کم ہی وقت ہم لوگوں کو دے پا رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دادا پیر سرکار کو خاص کر بلایا جائے تاکہ ہم ان کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوں اور ہمیں ان کی خدمت کا موقعہ بھی نصیب ہو۔"

یہ سن کر حضرت عابد علی شاہ صاحب کی طبیعت میں عشق کا طوفان اُمڈ پڑا۔ پیر کی محبت نے دل کو گرمادیا، نم دیدہ ہو کر فرمانے لگے،" ضرور جی بابا ضرور"

حضرت صوفی صاحب قبلہ کو اس خاص دورے کے لیے مدعو کرنے کو اپنے چند مریدینِ خاص کے ساتھ حضرتِ عابد علی شاہ صاحب بارگاہ صوفی نگر میں آئے۔ مدعاء پیشِ خدمت کیا۔ حضرت قبلہ یہ سن کر مسکرائے، اس دعوت کو قبولیت کی عزت عطا فرمائی۔ان سبھی کو اپنی آمد کی خوش خبری سنائی اور دن و تاریخ مقرر فرمادی۔

حضرت قبلہ کی عطا کردہ تاریخ کو وہ سب لوگ جوگی پیٹ کے بس اڈے پر جمع ہو گئے اور حضرت قبلہ کی آمد کی راہ دیکھنے لگے۔ آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئی۔ تقدس مآب حضرت قبلہ کی بس آ پہنچی۔ حضرت قبلہ نے سرزمین پر قدم رکھا۔ ادھر مریدین کی قدم بوسیاں شروع ہو گئیں۔ ابھی ایک دو ہی لوگوں نے قدم بوسی کی تھی حضرت قبلہ بنا بتائے اس مکان کی طرف روانہ ہو گئے جہاں حضرت قبلہ کے ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہ مکان خاصہ بڑا تھا، حضرت قبلہ نہ صرف یہاں پہنچے بلکہ اس حجرے میں چلے گئے جہاں حضرت قبلہ کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

حسبِ آداب، سب سے پہلے حضرت عابد علی شاہ صاحب حجرے میں داخل ہوئے، قدم بوسی کی، پھر ایک ایک کر کے اطراف و اکناف سے آئے ہوئے حضرت قبلہ کے مریدین نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

حضرت عابد علی شاہ صاحب کے خاص خاص مریدین و خلفاء نے بھی قدم بوسیاں کیں۔ بعد نماز عصر حلقہ طریقت پڑھا گیا۔ پھر مغرب ہوئی، بعد مغرب کھانا کھلایا گیا۔ بعد عشاء حسبِ حکم قوالی کی محفل سجائی گئی۔ اس محفل میں حضرت قبلہ کے خاص خاص مریدین کے علاوہ عابد علی شاہ صاحب کے عام و خاص مریدین شریک تھے۔ قوالی کی یہ محفل اسی کمرے میں سجائی گئی جہاں حضرت قبلہ کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کمرے کے سامنے ایک بڑا برامدہ تھا جس میں کچھ عام مریدین بھی آ بیٹھے تھے۔ بڑے ہی ادب و احترام سے اس محفل کا آغاز ہوا۔

آہستہ آہستہ محفل پر حقانی و نورانی رنگ چھاتا چلا جا رہا تھا۔ قوال صاحب نے ایک کلامِ عشق جو فارسی زبان میں تھا، سنانا شروع کیا۔ اس قوالی میں ایک ایسا شعر تھا کہ حضرت قبلہ پر کیفیت چھا گئی۔ اپنے داہنے دست مبارک سے حضرت قبلہ نے اپنی دائیں زانو پر ضرب لگایا اور برجستہ زبانِ حق ترجمان سے "حق" کی صدا بلند فرمائی۔ رُخِ پُر نور کا رنگ زرد ہو گیا۔ گیسوئے مبارک مور کے پنکھوں کی مانند کھڑے ہو گئے۔ حاضرین پر غلبہ عشق و ذوق چھا گیا۔ کچھ لوگوں کے آنسو

نکل پڑے۔ لیکن حضرت قبلہ کے ایک مرید زبردست پر ایسی کیفیت چھائی کہ ان کی روح پرواز کر گئی اور وہ انتقال کر گئے۔

مریدینِ صوفی سرکار میں سے کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ قوالی کو روک کر حضرت قبلہ کو اس انتقال پُر ملال کی اطلاع دے پاتے۔ قوالی اپنے آب و تاب کے ساتھ اسی طرح چلتی رہی۔ پھر کچھ دیر بعد جب یہ قوالی رُکی تو مریدینِ خاص میں سے چند نے حضرت قبلہ کو اس واقعے کی اطلاع کی اور گزارش کی کہ قوالی کو اس حادثہ کی وجہ سے روک دیا جائے تو ٹھیک ہو گا۔ یہ سن کر حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا" کسی کے مرنے یا جی اُٹھنے سے فقیر کے مزاج میں کوئی فرق نہیں آتا۔ محفل کو اسی طرح جاری رکھا جائے۔"

میت کو حجرے شریف سے باہر لایا گیا اور برامدے میں ایک طرف لٹا دیا گیا، اس طرح کہ حضرت قبلہ کو میت نظر آنے لگی۔ قوالی کا پھر سے آغاز کر دیا گیا۔ ادھر عام لوگوں میں ہلچل مچ گئی کہ " یہ کیسے مرشد ہیں۔ قوالی میں ایک صاحب کا انتقال ہو گیا۔ کتنے غم کی بات ہے اور یہ ہیں کہ قوالی سن رہے ہیں۔"

جب فجر کی اذان کا وقت قریب آیا تو حضرت قبلہ نے محفلِ قوالی کے اختتام کا اعلان کرایا۔ حضرت قبلہ اپنی آنکھیں بند کئے سرِ اقدس کو جھکائے ہوئے کسی گہرے استغراق میں تھے۔

نماز کا وقت قریب آیا تو حضرت عابد علی شاہ صاحب ، حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ " سرکار اگر اجازت دیں تو خادم

نماز پڑھا آئے گا۔" حضرت قبلہ نے سرِ اقدس کو اُٹھایا۔ پہلی نظر عابد علی شاہ صاحب پر ڈالی اور دوسری نگاہ میت کی طرف موڑ لی، پھر میت کو دیکھتے ہوئے ارشاد فریا کہ " ٹھیک ہے، لیکن جاتے جاتے اپنے اس بھائی کو بھی ساتھ لے جاؤ۔"

حضرت عابد علی شاہ صاحب بڑے ادب و احترام سے اُٹھے اور الٹے قدم سے پیچھے کو لوٹ آئے۔ یہاں تک کہ میت کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ برابر ان پر نظر فرمائے ہوئے تھے۔ میت کے قریب بیٹھ کر میت کے ہاتھ ہلا ہلا کر اس سے کہنے لگے "بھائی چلیے! سرکار نے نماز ادا کر آنے کا حکم فرمایا ہے"

بس اتنا کہتے ہی میت اُٹھ بیٹھی۔ یہ صاحب پھر سے زندہ ہو گئے۔ انھوں نے خود ہی اپنے منھ کا رومال، پاؤں کی ڈوریاں وغیرہ کھول لیں۔ یہ دیکھ کر سب عام و خاص میں واویلا مچ گیا۔ کچھ لوگ تو چیخ چیخ کر رونے لگے۔ حضرت قبلہ کے جید مریدین نے ان پریشان لوگوں کو قابو میں کیا۔ سب سے کہا کہ حضرت قبلہ نے اللہ سے دعاء فرمائی اور اللہ نے انھیں زندگی عطا فرمادی۔ اس میں رونے نہیں بلکہ شکر بجالانے کی ضرورت ہے۔

ان لوگوں کی تسلی سے عوام میں دوبارہ سکون و امن قائم ہو سکا تھا۔ حضرت قبلہ کے مرید خاص حضرت عثمان علی شاہ صاحب حضرت قبلہ کے حجرے میں داخل ہوئے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

نماز و سلام سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قبلہ کے وہ دونوں جید مریدین حجرے شریف کے دروازہ پر آ کھڑے ہوئے۔ حضرت قبلہ کو باہر ہی سے بڑے ادب سے سلام پیش کرنے لگے۔ اندر سے حضرت قبلہ نے فرمایا" کون ہے؟" حضرت عابد علی شاہ صاحب نے ادباً عرض کیا" طالبِ مولیٰ"

حجرے شریف کا دروازہ ان کے لیے کھول دیا گیا۔ یہ دونوں برادرانِ طریقت اندر داخل ہوتے ہی حضرت قبلہ کے قدموں میں گر پڑے اور زار و قطار رونے لگے۔ حضرت قبلہ نے ان عاشقوں کو خوب سراہا، خوب دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

یہ واقعہ ہم نے ہمارے مالک و مولیٰ پیر و مرشد سے سنا ہے اور انھوں نے چشم دید گواہوں سے سنا تھا۔

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے بے شمار واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت قبلہ ایک دن سنگاریڈی سے حیدر آباد کو جانے کے لیے بس میں سوار ہوئے۔ کچھ دیر تک بس، بس اڈّے پر ہی کھڑی رہی، جب بس مسافروں سے بھر گئی تو بس کو چلانے کا اشارہ کیا گیا۔ پہلے تو بس کا انجن راؤنڈ لینے لگا (یعنی الکٹرانک موٹر کی مدد سے انجن کو گھمایا جاتا ہے تاکہ انجن اسٹارٹ ہو جائے، پر اگر انجن اسٹارٹ نہ ہو تو کہتے ہیں کہ انجن راؤنڈ لے رہا ہے)

راؤنڈ لے لے کر بس کی بیاٹری کمزور ہو گئی۔ پھر انجن کی مرمت کی گئی۔ پھر اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی گئی۔ بیاٹری کمزور ہونے کی وجہ سے انجن کو ٹھیک ڈھنگ سے گھما نہیں سک رہی تھی۔ چنانچہ بس کو دھکا مارنے کی صلاح دی گئی۔

تقریباً سارے مسافر بس سے نیچے اُتر گئے۔ حضرت قبلہ بھی اُترنا چاہتے تھے۔ پر جو مریدین ساتھ تھے انھوں نے گذارش کی کہ حضرت قبلہ نہ اتریں بلکہ وہی سب مل کر بس کو دھکا لگا دیں گے۔ چنانچہ حضرت قبلہ بس میں ہی بیٹھے رہے۔

جب سب لوگ بس کو دھکا لگانے لگے تو غیر مرید نوجوان حضرت قبلہ کی کھڑکی کے نیچے تھے انھوں نے حضرت قبلہ کو دیکھا کہ حضرت قبلہ گاڑی میں بیٹھے ہیں جب کہ سب لوگ گاڑی کو دھکا لگا رہے ہیں۔ انھوں نے حضرت قبلہ پر جملہ کسنے کی جرأت کر دی کہ فقیر کے لباس میں بادشاہ ہیں شاید، سب گاڑی ڈھکیل رہے ہیں اور آپ اوپر بیٹھے ہیں۔ حضرت قبلہ نے ان موصوف پر نگاہ ڈالی۔ شاید قلبِ اطہر پر کوئی ضرب لگی ہو گی۔ ان موصوف کے جملے کو سنتے ہی حضرت قبلہ کے چند مریدین نے انھیں روک لیا اور سمجھایا کہ یہ (حضرت قبلہ) ان لوگوں کے پیر و مرشد ہیں۔ وہ موصوف حضرت قبلہ کے مریدین میں سے چند لوگوں کو جانتے تھے جو شہر کے بڑے اور معروف لوگ تھے۔ انھوں نے اِن لوگوں سے معافی چاہی۔

دھکا لگانے سے بس بھی اسٹارٹ ہوگئی اور حیدرآباد کے لیے روانہ ہوگئی۔ حضرت قبلہ حیدرآباد پہنچ کر بس سے اتر گئے۔ وہ موصوف بھی بس سے اتر گئے۔ حضرت قبلہ اپنے راستے چلے گئے اور وہ موصوف اپنے راستے۔

رات کے وقت جب یہ صاحبِ موصوف سونے کے لیے بستر پر لیٹے اور آنکھیں بند کی تو حضرت قبلہ کا وہ نگاہ فرمانا انھیں دکھائی دینے لگا حالانکہ وہ سوئے نہیں تھے صرف آنکھیں ہی بند کی تھی۔ انھوں نے سوچا کہ شاید یہ ان کا وہم ہوگا جو حضرت قبلہ کی آنکھیں دیکھائی دینے لگی تھیں۔ یہی سوچتے سوچتے انھوں نے پھر سے آنکھیں بند کی تو دوبارہ حضرت قبلہ کی آنکھیں دکھائی دینے لگی۔ پھر تیسری بار، پھر چوتھی بار، بلکہ لگاتار ہر بار انھیں حضرت قبلہ کی آنکھیں ہی دیکھائی دینے لگی۔ اسی طرح فجر طلوع ہوگئی اور یہ موصوف بے سوئے بستر سے اٹھ گئے۔ فجر پڑھ کر ناشتہ وغیرہ کیا اور حیدر آباد سے سنگاریڈی واپس آگئے۔

اُدھر حضرت قبلہ نے بھی اپنے کام نپٹا لیے اور خانقاہ صوفی، صوفی نگر نرمل کے لیے روانہ ہوگئے۔ حضرت قبلہ کے ساتھ سنگاریڈی سے آئے ہوئے مریدین بھی سنگاریڈی کو جا پہنچے۔

جب دوسرا دن گزرا اور رات آئی تو ان موصوف کے ساتھ پھر وہی ماجرا پیش آیا۔ آنکھیں بند کرتے ہی انھیں حضرت قبلہ کی آنکھیں دکھائی دینے لگی۔ تیسری رات کو بھی یہی معاملہ ہوا تو ان موصوف نے حضرت قبلہ کے

ان مریدین سے ملاقات کی اور ان کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ان اصحاب نے حضرت قبلہ ہی سے ربط پیدا کرنے کا مشورہ دیا۔ ان صاحب نے صوفی نگر کا پتہ لیا اور بارگاہِ صوفیت میں حاضر ہو گئے۔

جب وہ موصوف بارگاہ میں پہنچے تو ان کی ملاقات حضرت قبلہ کے صاحبزادے حضرت واحد علی شاہ صاحب سے ہوئی۔ حضرت واحد علی شاہ صاحب نے ان پر جواباً فرمایا" اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔"اس پر وہ موصوف بہت حیران ہو گئے۔

عرض کرنے لگے "آپ کس کے متعلق یہ سب فرما رہے ہیں۔"

جواب ملا" آپ ہی کے متعلق۔ جب اللہ حبیب کے ہاں کسی کی بزرگی کا آپ اندازہ ہی نہیں رکھتے تو پھر ان کے بارے میں آپ نے جملہ کیوں کسا؟"

یہ سن کر موصوف شرمندہ ہوئے اور عرض کرنے لگے "حضرت! میں اپنی اسی غلطی کو سُدھارنے آیا ہوں۔ خدارا میری رہبری فرمائے۔"

حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا" حضرت قبلہ کی حضور میں حاضر ہو جایئے۔ حضرت قبلہ بڑے رحیم و کریم ہیں، آپ کو ضرور معاف فرمادیں گے۔"پھر ان موصوف کو حضرت قبلہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

جب یہ صاحب حضرت قبلہ کے سامنے آئے تو انھیں وہی آنکھیں دیکھائی دیں جو وہ ان دنوں دیکھا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ نے انھیں دیکھتے

ہی پہچان لیا۔ یہ موصوف قدموں میں گر پڑے۔ معافی چاہنے لگے۔ حضرت قبلہ نے یہ کہتے ہوئے معاف فرمادیا کہ آئیندہ کسی فقیرِ کامل پہ جملہ نہ کسیں (طعنہ نہ دیں، طنز نہ کریں) بلکہ ادب واحترام کو ملحوظ رکھیں۔

شام کا وقت تھا، اسی کے پیشِ نظر حضرت قبلہ نے انھیں صوفی نگر ہی میں قیام کرنے کو کہا۔ انھوں نے مان لیا اور صوفی نگر میں رات کو قیام کرنے کے لیے رُک گئے۔ حضرت قبلہ نے اپنے خدامانِ خاص سے ارشاد فرمایا کہ مہمان کو کھانا کھلایا جائے۔ حسبِ ارشاد انھیں منھ ہاتھ دھونے کے لیے پانی فراہم کیا گیا۔ پھر کھانا کھلایا گیا۔ اور سونے کے لیے بستر بھی دیا گیا۔ یہ موصوف ان اخلاقِ حمیدہ سے تو متاثر ہوئے ہی ساتھ ہی مریدین اور حضرت قبلہ کے معاملے کو دیکھ کر سوچنے لگے یہ لوگ حضرت قبلہ کو کیسا ٹوٹ کر چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ نے ان لوگوں کو دولتِ روشن ضمیری سے سرفراز کیا ہے پھر بھی ان میں تھوڑا سا بھی غرور نہیں ہے۔ لگتا ہے میں صحیح اور سچے لوگوں میں آ پہنچا ہوں۔ کیوں نہ میں بھی اسی سلسلہ کا حصہ بن جاؤں؟

صبح ہوتے ہی حضرت واحد علی شاہ صاحب کے پاس جا پہنچے، اپنی ساری حاجت بیان کی۔ حضرت واحد علی شاہ صاحب نے حضرت قبلہ سے ان کی سفارش فرمائی۔ حضرت قبلہ نے قبول کیا اور دستِ بیعت عطا کرتے ہوئے داخل سلسلہ فرمادیا۔

بعد میں ان موصوف نے سلسلہ میں بڑی زبردست جانثاری کی مثال قائم کی جو اپنے آپ میں بہت انوکھی ہے۔وَ لِلّٰہِ حَمْدًاکَثِیْرًا کَثِیْرًا

☆☆☆☆☆

صوفی نگر نرمل سے قریب ہی نظام آباد کے راستے میں ایک بہت ہی پرانی بستی ہے جسے بالکُنڈہ کہتے ہیں۔ اس گاؤں میں بڑے بڑے اللہ کے ولی آرام کر رہے ہیں۔یعنی اس جگہ کئی درگاہ شریف ہیں۔ درگاہ ہو تو فقراء بھی ہوتے ہی ہیں۔ اگر فقراء زیادہ ہوں تو اتحاد قائم کرتے ہیں اور اپنے بیٹھک کے لیے کسی خاص جگہ کا انتخاب کرلیتے ہیں۔ اس جگہ کو فقرائی چوک یا فقیروں کا تکیہ کہا جاتا ہے۔اکثر یہ فقرائی چوک چبوترے کی شکل میں ہوا کرتے ہیں۔

ان فقراء کی کئی قسمیں ہوا کرتی ہیں، جیسے: رفاعی فقراء، مداری فقراء، ملنگ فقراء، جلالی فقراء، وغیرہا۔ ان میں سے کچھ تماشہ دکھانے والے ہوتے ہیں، کچھ خاموش بھیک مانگنے والے ہوتے ہیں (جو کہ اکثر معذور ہوتے ہیں) اور کچھ نظر بند جیسی انوکھی کلا کے ماہر ہوتے ہیں، کچھ بڑے عالم اور ذہین ہوتے ہیں جو مشائخ کے علم و کمال کو پرکھا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ پورے ملک میں گھومتے رہتے ہیں اس لیے مشائخِ حقانی کا چرچہ شرق سے غرب تک پہنچایا کرتے ہیں۔عام طور پر یہ دیکھنے کو ملا ہے کہ اکثر مشائخِ حقانی ان لوگوں سے بڑی محبت کرتے ہیں کیوں کہ یہ صاحبِ توکل ہوتے ہیں اور کسی نہ کسی بڑی ہستی کے سلسلے سے وابستہ ہوتے ہیں۔

بالکنڈے میں بھی ان میں سے اکثر قسم کے فقراء کا بسیرا تھا۔ یہاں کے فقرائی چوکیوں میں حضرت صوفی صاحب کا ذکر بھی چھڑ گیا۔ جب حضرت قبلہ کے متعلق ان لوگوں کو پتا چلا تو حضرت قبلہ سے ملاقات کرنے اور حضرت قبلہ کے علم و عمل کو پرکھنے کے لیے، جو سوال ایک زمانے میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تھا، وہی سوال کرنے کی غرض سے صوفی نگر کو آ پہنچے۔

بارگاہ کے حالات دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور خوش ہوئے کے بڑے دنوں بعد اس صحرا میں کوئی شیخِ حق شناس کی آمد ہوئی ہے۔ پر جس کام کو کرنے یہ لوگ آئے تھے اس کو انجام دیئے بغیر یہ لوگ یہاں سے ٹلنے والے بھی نہیں تھے۔ چنانچہ حضرت قبلہ سے ملاقات کرانے کی گزارش کرنے لگے۔ خدامانِ خاص نے حضرت قبلہ کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ حضرت قبلہ نے خانقاہ شریف میں بُلوالیا۔ ان فقراء نے حضرت قبلہ کو دیکھا تو ان کی روح باغ باغ ہوگئی۔ حضرت قبلہ نے بڑے پیارے لہجے میں آمد کی غرض دریافت کی۔ فقراء کرام نے کہا کہ "ایک بڑا اُلجھا ہوا سوال ہے ہم نے کئی جید لوگوں سے کیا ہے۔ پر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اب آپ کے بارے میں سن کر کہ آپ بڑے صوفی ہیں آپ سے دریافت کرنے چلے آئے ہیں۔" اجازت ہو تو عرض کریں۔ حضرت قبلہ نے اجازت عطا فرمائی۔

اس فقیر منڈلی کے صدر نے سوال کیا، "اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ جو یہ کہتا ہے کہ میں جنت کی خواہش نہیں رکھتا ہوں۔ دوزخ سے نہیں ڈرتا ہوں۔ مردہ کھاتا ہوں۔ حق سے نفرت کرتا ہوں۔ فتنہ سے پیار کرتا ہوں۔"

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ "وہ شخص عام لوگوں میں اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ جنت کی خواہش نہیں کرتا کیوں کہ جنت کے بنانے والے سے محبت کرتا ہے۔ دوزخ سے نہیں ڈرتا کیوں کہ دوزخ کے بنانے والے سے ڈرتا ہے۔ مردہ کھاتا ہے یعنی مچھلی کھایا کرتا ہے۔ حق سے نفرت کرتا ہے یعنی موت سے نفرت کرتا ہے۔ فتنہ سے پیار کرتا ہے یعنی مال اور اپنی اولاد سے پیار کرتا ہے۔"

یہ جواب سن کر سب کی آنکھیں خوشی ظاہر کر رہی تھی، حضرت قبلہ نے ملاحظہ فرمالیا۔ ان سب فقراء کو حضرت قبلہ نے کھانا کھلایا اور عطیات عطا فرماتے ہوئے بڑے پیار سے روانہ فرمایا۔

اے عزیز! آج کل بھی ایسے فقراء درگاہوں میں نظر آتے ہیں اور ایسے ہی نازک نازک سوالات کرتے ہیں۔ لیکن ان میں کچھ فقراء نقلی بھی ہوتے ہیں جو شعبدہ بازی کھیلتے ہیں۔ پکے فقراء ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ تو اللہ والوں کے لاڈلے ہوا کرتے ہیں۔

اس واقعے سے حضرت قبلہ کے کمالِ علم کا بھی اظہار ہو رہا ہے اور فقراء سے محبت کا بھی۔

☆☆☆☆☆

قبلۂ عالم حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ دکن کے اور سلسلۂ شطاریہ کے ایسے چراغ ہیں کہ جن سے ہزاروں لاکھوں مخلوقات نے فیض حاصل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کئی ہزارہا کرامت حضرت قبلہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ہماری معلومات میں جتنے واقعات آئے ہیں ان میں سے ہم نے چند اور چنندہ واقعات ہی کو نقل کیا ہے۔ حضرت قبلہ کے اور کئی واقعات ایسے بھی ہونگے جو ہم کو معلوم ہی نہ ہو سکے۔ جس کی وجہ وسائل کی کمی ہے۔ پر جو کچھ بھی تحریر کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے، اس کو اپنے ذہن میں دہراتے ہیں تو یہ خیال ابھر آتا ہے:

تیرے ہوتے جنم لیا ہوتا

ابھی ہم نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے صاحبزادے حضرت صوفی شاہ محمد عبد الواحد قادری شطاری صاحب قبلہ کا ذکر کیا۔ یہاں اور بھی بس یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت قبلہ نے اپنے اس لختِ جگر نورِ نظر ولی عہد جانشینِ مطلق کی تربیت کا آغاز ان کی کم عمری ہی میں شروع فرمادی جب کہ یہ صرف 9 سال کے تھے۔ 10 سال کی کم عمری ہی میں حضرت قبلہ کے جانشین حضرت واحد علی شاہ صاحب کثافتِ نفسانی سے آزاد ہو کر صاحبِ نفسِ رحمانی ہو چکے تھے۔ نفس کی لطافتوں میں ڈوب کر اصلی خوشی محسوس کرنے لگے تھے۔ حضرت قبلہ کے لختِ جگر حضرت قبلہ کے جانشین ہی نہیں بلکہ سب سے جید مرید و خلیفہ بھی ہیں۔

حضرت قبلہ کے مریدین میں ان سے بڑھ کر کسی کو کمال حاصل نہ ہو سکا۔ حضرت عبد الواحد صاحب قبلہ فنا فی الشیخ کی عمدہ ترین تصویر ہیں۔ جیسا عشق اپنے پیر سے حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ نے کیا، اگر آج کے دور میں اس عشق کے بال کی نوک کے برابر عشق بھی کوئی پیدا کر لے تو آج کا سب سے بڑا ولی اور قلندر ہو جائے۔ یوں تو حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ پیدائشی ولی ہیں اس پر حضرت صوفی صاحب قبلہ کی پیروی، سرپرستی اور صحبت نے انھیں 10 سال کی عمر میں قلندرِ کامل بنا دیا۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خاص مریدین اور چھوٹی زوجہ محترمہ (حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کے والدہ ماجدہ) نے جب اس کم عمری میں اس کمال کو دیکھا تو گھبرا گئے۔ دراصل وہ حضرت صوفی صاحب قبلہ خود تھے جو ان کو اس کم عمری میں اس قدر تیز رفتاری سے منازل طئے کرا رہے تھے۔ شاید یہ تیز رفتاری کسی طوفان کا رخ لینے والی تھی جس وجہ سے سب مریدین میں گھبراہٹ تھی۔ ہم اس سے آگے کچھ کہنا نہیں چاہتے، ہاں جن لوگوں کی نظر پیر کی مصلحت و حکمت پر ہوتی ہے وہ ہماری بات سمجھ گئے ہوں گے۔

حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کے مقامِ فنا کا اندازہ آپ صرف اس ایک چھوٹی سی مثال سے لگا لیں کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی جب کبھی کوئی محفل سجتی تو اس میں کئی حاضرین ہوا کرتے تھے۔ ایسی محفلیں تقریباً ہر روز صبح و شام سجتی تھی۔ اس محفل کی ایک خاص بات یہ تھی کہ حاضرین کو کبھی اپنے دل کی

بات حضرت قبلہ کو سنانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ ایک کے بعد ایک سب کے دلوں کا حال اور ان میں چھپی باتوں اور سوالوں کا جواب حضرت صوفی صاحب قبلہ خود اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمادیا کرتے تھے۔ محفل میں موجود ہر شخص اپنے اپنے سوال کا مطمئن جواب پالیا کرتا تھا۔

ان سے ملتا ہے بے طلب سب کچھ

اس لیے حاجتِ سوال نہیں

البتہ کبھی کبھار کوئی ایسا سوال کرنے والا محفل میں آجاتا جس کا سوال و جواب دونوں کا سنانا مقصود ہوتا تو حضرت قبلہ ان سے سوال کرنے کو کہتے اور خود اس کا جواب عنایت فرمادیا کرتے۔ ایسے زیادہ تر سوالات و جوابات تربیت، تصوف یا علمِ عرفان کے بارے میں ہوا کرتے تھے۔

یہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی محفل کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہے۔ بس اسی طرح حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی محفل کا حال بھی بالکل ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ اس محفل میں اور اُس محفل میں کوئی فرق نہیں تھا۔ حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی محفل کے کئی چشم دید گواہوں سے ہماری ملاقات ہوئی ہے اور ان سب کا بیان یہی تھا کہ حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی محافل ایسی ہی تھیں جیسی اُوپر بیان کی گئی ہیں۔

ایک محفل کا حال دوسری محفل کے حال جیسا اسی وقت من و عن ہو سکتا ہے جب کہ صاحبِ محفل ایک ہی مزاج کے ہوں یا پھر ایک ہی ہوں۔

ہم یہاں صرف اتنا کہہ سکتے ہیں:

عشق عاشق کو معشوق کا روپ دے، اور معشوق عاشق کا خود گھر بنے

عشق عاشق و معشوق یکتا کرے، اور دو یک بنے آمنے سامنے

یا پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

جب طلب حد سے بڑھی تو کھل گئے اسرارِ عشق

حسن اپنا دیکھ کر میں اپنا ہی مائل بنا

جیسا کہ ہم نے عرض کیا حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی تربیت میں جو تیز رفتاری تھی (جو کہ شطاریت کا اساسہ ہے) کسی طوفان کا اشارہ تھی۔ اے عزیز! بس ایسا ہی ہوا، وہ طوفان اُمڈ آیا۔ جب حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کی عمر مبارک 15 سال کی ہوئی تو میرے آقا و مولیٰ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنے پردہ فرمانے کا اعلان فرمادیا۔ خود اپنے وصال کا دن، وقت اور تاریخ سب لوگوں کو سنا دی۔ آپ اور ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ان عاشقانِ صادق کے دلوں پر کیا گزری ہو گی۔ حضرت قبلہ کا یہ فرمان سن کر مریدین نے قیامتِ صغریٰ برپا کر دی۔ رو رو کے جیسے آسمان سر پر اٹھالیا۔ ایسا کیوں نہ کرتے، عاشق ہی جانتے ہیں محبوب سے بچھڑنے کا درد کیا اور کیسا ہوتا ہے۔ حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کا حال کیسا

رہا ہو گا اس کا تو تصور بھی محال ہے۔ ہاں مگر سرکار کے معصوم دل پر کیا گزری ہو گی یہ سوچتے ہی ہماری آنکھیں بھر آتی ہیں۔

ابھی سب طرف غم و اندوہ کا طوفان تھا کہ حضرت قبلہ نے دوسرا اعلان فرمادیا، ارشاد ہوا "پیارو! سنو! یہ فقیر تم سے کبھی دور نہ ہو گا، بس تم یاد کرنا، فقیر تمہارے پاس ہو گا، ہاں چشمِ دل و جان و روح سے دیکھنا، تمہیں فقیر نظر آجائے گا۔ ہاں سن لو کہ یہ فقیر بروز پنجشنبہ (جمعرات) 15 ذی الحجہ 1348ھ بوقت عصر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جائے گا۔ لیکن پیارو! غم نہ کرو اگر کوئی طالبِ مولیٰ فقیر کی مزار پر آئے گا تو فقیر اپنی مزار سے باہر آکر اس کی طلب پوری کرے گا۔"

اس اعلان کے ساتھ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے سلسلے کی ساری ذمہ داریاں حضرت واحد علی شاہ صاحب قبلہ کے دوشِ مبارک پر ڈال دیں اور اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ حضرت قبلہ نے 65 برس کی عمر شریف میں وصالِ حق فرمایا حضرت قبلہ کی تاریخِ وصال یہ ہے:

15 ذی الحجہ 1348ھ مطابق 14 مئی 1930ء بروز جمعرات

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

1348

یہ سب روز میرے میں روز آشنا ہوں
میں پردے میں چھپ چھپ کے ظاہر ہوا ہوں

میں ہستی کی بستی بسایا ہوا ہوں
پر ہستی کو اپنی مٹایا ہوا ہوں

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کی تدفین احاطۂ خانقاہ ہی میں ہوئی۔ جب آپ کا مزارِ پُر انوار تعمیر ہوا تو مقام درگاہ شریف صوفی نگر کہلایا جانے لگا۔ حضرت صوفی شاہ محمد عبد الواحد قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری صاحب قبلہ کی رسمِ جانشینی و سجادہ نشینی عمل میں آئی۔ انہی کی اجازت و سرپرستی میں حلقۂ طریقت پڑھا گیا۔ پھر انہی کی اجازت اور سرپرستی میں حضرت قبلہ کا مزار اور گنبد شریف تعمیر کی گئی۔ اس آستانۂ عالیہ کے بارے میں حضرت صوفی عبد الواحد صاحب قبلہ یوں فرمایا کرتے ہیں:

دکن کے اولیاء میں آستانۂ صوفی
کر دیتا ہے مست وجبار پیمانۂ صوفی

اپنے والدِ بزگوار اور پیر و مرشد سے سارا علمِ لدنّی حاصل کرنے والے حضرت صوفی عبدالواحد صاحب قبلہ نے اس بارگاہ کو روحانیت کا جامعہ بنا دیا۔ حضرت کی محنت ہی تھی جو آج اس مقام پر بہارِ لازوال قائم ہوئی ہے۔

قمری تاریخ یعنی چاند کی تاریخ کہ لحاظ سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کا عرسِ شریف ہر سال اسی تاریخ یعنی 15 / ذی الحجہ کو منایا جاتا ہے۔ یہ عرس تین دنوں تک منایا جاتا ہے۔ یعنی 15 / 16 / اور 17 / ذی الحجہ کو۔ عرسِ شریف کا نظام العمل اس طرح ہوتا ہے کہ 15 / ذی الحجہ کو بعد نماز عصر غسلِ شریف، بعد مغرب لنگرِ طعام (یعنی درگاہ شریف کی طرف سے حاضرین کو کھانا کھلایا جاتا ہے) بعد عشاء جلوس و مراسمِ صندلِ مالی۔ 16 / ذی الحجہ کو صبح ناشتہ پھر

بعد مغرب چراغاں اور لنگرِ طعام، بعد عشاء جلسۂ عظمتِ اولیاء اللہ (جس کو علمائے کرام مخاطب کرتے ہیں) اور نعتیہ مشاعرہ، پھر اس کے بعد محفلِ قوالی ہوتی ہے جس میں مشہور و معروف قوال پارٹیاں حصہ لیتی ہیں۔ 17 / ذی الحجہ کو بعد فجر تلاوت کلام پاک، حلقۂ طریقت، بداوا، فاتحہ خوانی، لنگرِ طعام اور تقسیمِ تبرکات عمل میں آتی ہیں۔

عرسِ شریف کے تمام رسومات درگاہ کے سجادہ نشینِ وقت ہی کے ہاتھوں سے انجام پاتے ہیں۔

مردوں اور عورتوں کے لیے ٹھہرنے کا الگ الگ انتظام کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اے عزیز! جب کبھی آپ کا درگاہ شریف صوفی نگر آنا ہو اور مزارِ پُر انوار پر حاضری کا شرف حاصل ہو تو ہماری گزارش ہے کہ آداب کا خاص خیال رکھیں۔ حضرت صوفی عبد الواحد صاحب قبلہ کا فرمان ہے کہ " یہاں با ادب کو جزاء اور بے ادب کو فوری سزا ملتی ہے"

خاص کر جب پھول یا صندل وغیرہ چڑھانا ہو تو ادب کا خاص الخاص خیال رکھیں۔ کچھ بے صبرے لوگ مزار شریف پر پھول اچھال اچھال کر چڑھاتے ہیں۔ کچھ لوگ پھولوں کی ٹوکری انڈیل دیتے ہیں تو کچھ لوگ مزار پر پھولوں سے بھری کیاری بیگ جھٹکتے ہیں۔ زمین کے اوپر رہنے والے کیا جانے کہ صاحبِ مزار کس نازک شخصیت کے مالک ہیں۔ اس پر فارسی ادب کا بہت خوب شعر لکھا گیا ہے:

برگ و گل آہستہ افشاں بر مزار
شیشۂ دل نازک است اندر کنار

مزارِ مبارک پر پھول اور پتیاں آہستگی اور ادب سے ڈالا کیجئیے۔ مزار میں آرام فرما ہستی کا قلبِ اطہر شیشے جیسا نازک ہے۔ (شیشہ اگر ایک دفعہ ٹوٹ جائے تو جوڑا نہیں جا سکتا)

بس ذرا ادب سے حاضری دیا کریں۔ بلند آواز سے بات کرنا، سلام پڑھتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا، پھول وغیرہ بے ادبی سے ڈالنا، دھکا مکی کرنا، وغیرہ سب کاموں سے پرہیز کیا کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ حبیب خوش ہونے کے بجائے غضب ناک ہو جائے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی کئی لوگوں نے کئی مرتبہ حضرت قبلہ کو گنبد شریف سے باہر تشریف لاتے دیکھا ہے۔

ہمارے پیر و مرشد، ہمارے دادی اماں اور والد صاحب نے کہا کہ حضرت صوفی عبدالواحد صاحب قبلہ اور ان کے زوجۂ اوّل نے دیر رات کو خانقاہ اور گنبد کے درمیان موجود میدان میں کسی آہٹ کی آواز سنی۔ حضرت عبدالواحد صاحب قبلہ نے آہٹ پہچان لی اور فرمانے لگے کہ یہ تو میرے سرکار کے قدموں کی آہٹ ہے۔ فوری اُٹھ کھڑے ہوئے، باہر جانا چاہتے تھے، لیکن اس کیفیت کو دیکھ کر ان کے زوجۂ شریفہ نے انھیں روک لیا۔ پھر حضرت فوری کھڑکی کی طرف پلٹے، کھڑکی کھولی تو حضرت نے اور ان کے زوجہ محترمہ نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کو چہل قدمی کرتے دیکھ لیا۔ حضرت صوفی عبدالواحد صاحب قبلہ پر رقت طاری ہو گئی، ایسے ہی جیسے کوئی اپنے محبوب کے وصل کے انداز میں مدت

گزار دی ہو اور کسی دن محبوب جھرونکوں سے جھانکتا رہے لیکن ملاقات کی اجازت نہ دے، تو جو حال ہوتا ہے، وہی بات رہی ہو گی۔

اسی طرح اور بھی کئی لوگوں نے حضرت قبلۂ عالم کو یوں ٹہلتے دیکھا ہے۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ناگپور کے رہنے والے ایک ڈرائیور صاحب جو حیدرآباد کو سامان سے بھری لاری لے جا رہے تھے وہ رات کے وقت لاری کو درگاہ کے احاطہ سے قریب رکا کر اسی میں سو رہے تھے۔ رات کو قریب 3 بجے کے آس پاس جب ان کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑی ہی نورانی شخصیت گنبد سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ پھر وہ نوری بشر میدان میں آئے اور درگاہ کے سرہانے موجود جنگل میں چلے گئے۔

بہت دیر تک واپس نہیں آئے۔ ڈرائیور صاحب کو بھی نیند نہیں آ رہی تھی وہ انھیں بزرگ کے بارے میں سوچتے رہے کہ اتنی رات کو پتہ نہیں کون ہیں جو گنبد سے نکلے ہیں۔ خیر! آخر کار وہ سو گئے۔

صبح جب جاگے تو 7 بج رہے تھے۔ وہ ڈرائیور صاحب جاگے اور اپنے کلینر کو رات کی بات بتائی۔ کلینر صاحب نے بھی کہا کہ ہاں میں نے بھی انھیں دیکھا ہے۔ ڈرائیور صاحب سمجھے کہ وہ یوں ہی کہہ رہا ہو گا، چنانچہ پرکھنے کے لیے انھوں نے کلینر صاحب سے ان بزرگ کا حلیہ پوچھا تو انھوں نے وہی حلیہ بتایا جو ڈرائیور صاحب نے دیکھا تھا۔

اس پر وہ ڈرائیور صاحب حیران ہوئے نہا دھو کر، وضو بنایا اور درگاہ شریف میں حاضری کی غرض سے اندر آئے۔ جب حاضری سے فارغ ہوئے تو خانقاہ شریف میں آئے۔ خانقاہ میں ہمارے پیر و مرشد بیٹھے تھے اور ہم بھی ساتھ ہی

تھے۔ڈرائیور صاحب نے اندر آنے کی اجازت مانگی، انھیں اجازت دی گئی تو وہ اندر آئے۔

خانقاہ میں جو تصویر صوفی سرکار کی لگی ہوئی ہے اس کو دیکھتے ہی زار و قطار رونے لگے۔ ہم تو کچھ سمجھ نہیں پائے کہ ان کو آخر ہوا کیا ہے۔ پھر ہمیں خیال آیا کہ ہمارے سرکار کے پاس بہت سارے دکھے ہوئے دل والے لوگ آتے ہیں اور ہمارے آقا کو دیکھ دیکھ کر ایسا ہی روتے ہیں۔ شاید ان کا حال بھی کچھ اسی طرح کا ہو گا۔ ہم ابھی یہ سب سوچ رہے تھے کہ کلینر صاحب بھی اندر آگئے اور صوفی سرکار کی تصویر کو دیکھ کر وہ بھی رو پڑے۔

ہمارے آقا نے ہمیں ان سے ماجرا دریافت کرنے کا اشارہ فرمایا۔ ہم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے، آپ لوگ اس طرح رو کیوں رہے ہیں۔ کیا آپ کو کوئی تکلیف ہے؟ انھوں نے کہا کہ انھیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اور رات جو دیکھا تھا وہ سارا ماجرا سنا دیا۔ یہ سن کر ہم اپنے آقا کے قدموں میں گر پڑے، جب سر اُٹھایا تو ہمارے آقا بھی نم دیدہ تھے۔ ہم کو اور زیادہ دکھ آیا ۔ ہم نے اپنے آقا سے دریافت کیا کہ کیا یہ ہو سکتا ہے، تو جواب ملا کہ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

آہ! کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ۔۔۔۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اِس جمالِ جہاں آراء کا دیدار کیا ہے۔۔۔۔ کاش یہ موقعہ ہمیں بھی نصیب ہوتا۔۔۔۔ اس آقا کے مبارک مکھڑے کو ہم نے بھی تک لیا ہوتا۔۔۔۔ خانہ قلب میں جن سے روز ملاقاتیں ہوتی ہیں۔۔۔۔ اے کاش کہ ان

سے روبرو ملاقات بھی ہو گئی ہوتی۔۔۔۔ہم بارگاہِ الٰہی میں دعاء کرتے ہیں کہ ان کے اس حسین و جمیل مکھڑے کا دیدار ہمیں بھی عطا فرمایائے۔آمین آمین آمین وَ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین

شَجْرَۃٌ طَیِّبَۃٌ عَالِیَۃٌ قَادْرِیَۃٌ شَطَّارِیَۃٌ صُوْفِیَۃٌ قَلَنْدَرَۃٌ

شجرۂ مریدی

مریدی کے شجرہ کے لحاظ سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کا سلسلہ 42 واسطوں سے ہوتے ہوئے حضور رسالت مآب ﷺ جاملتا ہے۔جو کہ اس طرح سے ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1. حضرت عارف کامل رحمۃ للعٰلمین خاتم النبیین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ اصحابہ وبارک وسلم
2. حضرت عارف کامل اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب حضور مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم
3. حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سید الشاب اہل الجنۃ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
4. حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
5. حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
6. حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

7. حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ

8. حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

9. حضرت عارف کامل شیخ المشائخ معروف کرخی قدس اللہ سرّہ العزیز

10. حضرت عارف کامل شیخ المشائخ سرّی سقطی قدس اللہ سرّہ العزیز

11. حضرت عارف کامل شیخ المشائخ ابو القاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرّہ العزیز

12. حضرت عارف کامل شیخ ابو بکر عبد اللہ شبلی قدس اللہ سرّہ العزیز

13. حضرت عارف کامل شیخ عبد اللہ ابو الواحد یمنی قدس اللہ سرّہ العزیز

14. حضرت عارف کامل شیخ ابو الفراح ترک طوسی قدس اللہ سرّہ العزیز

15. حضرت عارف کامل شیخ ابو الحسن علی قریشی الہنکاری قدس اللہ سرّہ العزیز

16. حضرت عارف کامل شیخ ابو سعید مبارک مخزونی قدس اللہ سرّہ العزیز

17. حضرت عارف کامل شیخ المشائخ قطب الاقطاب سلطان الاولیاء پیرانِ پیر غوثِ اعظم دستگیر محبوبِ سبحانی معشوقِ ربانی الشیخ میراں محی الدین والسید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرّہ العزیز

18. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الرزاق حسنی قادری قدس اللہ سرّہ العزیز

19. حضرت عارف کامل العارف سید شاہ عبد اللہ حسنی قادری المعروف حضور شطار مست پاک، بانیِ سلسلۂ شطاریہ قدس اللہ سرّہ العزیز

20. حضرت عارف کامل سید شاہ ابراہیم حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

21. حضرت عارف کامل سید شاہ جعفر احمد حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

22. حضرت عارف کامل سید شاہ علی حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

23. حضرت عارف کامل سید شاہ محمد حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

24. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الغفار صدیقی حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

25. حضرت عارف کامل سید شاہ محمود حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

26. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الرؤف حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

27. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الوہاب حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

28. حضرت عارف کامل سید شاہ علاء الدین قاضن حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

29. حضرت عارف کامل سید شاہ ابو الفتح میر ہدایت اللہ سرمست قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

30. حضرت عارف کامل سید شاہ ظہور حاجی حضور حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

31. حضرت عارف کامل سید شاہ محمد غوث گولیاری حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

32. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین گجراتی حیدر علی ثانی حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

33. حضرت عارف کامل سید شاہ قطب عبد اللہ حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

34. حضرت عارف کامل سید شاہ قطب الاقطاب قطب دکن سیدنا حضور ہاشم پیر دستگیر حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

35. حضرت عارف کامل سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

36. حضرت عارف کامل سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

37. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

38. حضرت عارف کامل سید شاہ محمد غوث حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

39. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

40. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین گجراتی ہاشمی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

41. حضرت عارف کامل سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

42. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

43. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری درگاہ شریف حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ، بیجاپور شریف قدس اللہ سرّہ العزیز

44. حضرت عارف کامل قبلۂ عالم قطبِ عالم سیدنا حضور صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری قدس اللہ سرّہ العزیز، بانی خانقاہ صوفی، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

بحقِ شجرۂ پیرانِ قادر

مصفا کن ہمہ باطن و ظاہر

ہر کہ خواند ایں شجرۂ شطار را

مفت یابد گوہر اسرار را

*

شَجْرَۃٌ طَیِّبَۃٌ عَالِیَۃٌ قَادْرِیَۃٌ شَطَّارِیَۃٌ صُوْفِیَۃٌ قَلَنْدَرَۃٌ

شجرۂ خلفائی

خلافت کے شجرہ کے لحاظ سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کا سلسلہ 28 واسطوں سے ہوتے ہوئے حضور رسالت مآب ﷺ جاملتا ہے۔ جو کہ اس طرح سے ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1. حضرت عارف کامل رحمۃ للعٰلمین خاتم النبیین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ اصحابہ وبارک وسلم

2. حضرت عارف کامل اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب حضور مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

3. حضرت عارف کامل خلیفۂ سوم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرّہ العزیز

4. حضرت عارف کامل خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرّہ العزیز

5. حضرت عارف کامل خواجہ بایزید طیفور بسطامی قدس اللہ سرّہ العزیز

6. حضرت عارف کامل خواجہ محمد مغربی قدس اللہ سرّہ العزیز

7. حضرت عارف کامل خواجہ محمد اعرابی بایزید عشقیقدس اللہ سرّہ العزیز

8. حضرت عارف کامل خواجہ ابوالمظفر ترک طوسی قدس اللہ سرّہ العزیز

9. حضرت عارف کامل خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرّہ العزیز

10. حضرت عارف کامل خواجہ شیخ خدا قلی ماورآ النہری قدس اللہ سرّہ العزیز

11. حضرت عارف کامل خواجہ شاہ محمد عاشق قدس اللہ سرہ العزیز

12. حضرت عارف کامل شاہ محمد عارف قدس اللہ سرہ العزیز

13. حضرت عارف کامل العارف سید شاہ عبد اللہ حسنی حسینی قادری المعروف حضور شطار مست پاک قدس اللہ سرہ العزیز

14. حضرت عارف کامل سید شاہ علاء الدین قاضن حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

15. حضرت عارف کامل سید شاہ ابوالفتح میر ہدایت اللہ سرمست قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

16. حضرت عارف کامل سید شاہ ظہور حاجی حضور حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

17. حضرت عارف کامل سید شاہ محمد غوث گولیاری حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

18. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین گجراتی حیدر علی ثانی حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

19. حضرت عارف کامل سید شاہ قطب عبد اللہ حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

20. حضرت عارف کامل سید شاہ قطب الاقطاب قطب دکن سیدنا حضور ہاشم پیر دستگیر حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

21. حضرت عارف کامل سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

22. حضرت عارف کامل سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

23. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

24. حضرت عارف کامل سید شاہ محمد غوث حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

25. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

26. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین گجراتی ہاشمی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

27. حضرت عارف کامل سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

28. حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

29. حضرت عارف کامل سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری درگاہ شریف حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ، بیجاپور شریف قدس اللہ سرّہ العزیز

30. حضرت عارف کامل قبلۂ عالم قطبِ عالم سیدنا حضور صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری عرف حسنو میاں متوطن شہر ناگپور حال مقیم درگاہ صوفی نگر، نرمل قدس اللہ سرّہ العزیز، بانی خانقاہ صوفی، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

☆☆☆☆☆

تفصیلِ خاندانِ حضرت صوفی صاحب قبلہ

حضرت قبلۂ عالم قطبِ عالم سیدناو مرشد نا حضور صوفی حسین علی شاہ صاحب قبلہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری کے اہلِ خاندان (ازواج واولاد) کی تفصیل اس طرح ہے:

حضرت قبلہ کے دو ازواج ہیں۔ بڑے زوجہ محترمہ حضرۃ حسین بی عرف عابدہ صاحبہ علیہاسلام اللہ و رضوانہ۔ ان سے حضرت قبلہ کے ایک بیٹے ہیں۔ان کا نامِ نامی حضرت صوفی شاہ محمد عبد الصمد قادری شطاری صاحب ہے۔ یہ حضرت قبلہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ساتھ ہی ساتھ حضرت قبلہ کے آٹھ خلفاء میں سے دوسرے خلیفہ ہیں۔ تقسیمِ ہند کے موقعہ پر یہ حضرت اپنےوالدہ کے ساتھ پاکستان چلے گئے تھے۔سنا ہے کہ انھوں نے پاکستان کے شہر کراچی میں سکونت اختیار کی تھی۔روز گار کی غرض سے انھوں نے وہاں ڈیری فارم کا کام شروع کیا تھا،اور اپنے ڈیری کا نام "صوفی ڈیری "رکھا تھا۔ان کا اور ان کے والدہ کا انتقال کراچی میں ہی ہوا اور کراچی ہی کے قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔1980ء کے بعد سے ہمیں ان کی کوئی تفصیل نہیں ملی ہے۔ خدا کرے کہ ان کا خاندان وہاں بخیر وعافیت ہو۔ آمین

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے دوسرے اور چھوٹے زوجہ کا اسم مبارک حضرۃ سیدہ صغریٰ بی بی صاحبہ تھا۔آپ ناگپور سے آکر تا دمِ آخر بارگاہِ صوفی ہی میں رہیں۔ آپ کا انتقال بارگاہ ہی میں ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبد شریف کے پہلو میں واقع ہے، وہ

بھی اس طرح کہ آپ گنبد اور اپنے پوترے حضرت ذاکر اللہ کے مزار پاک کے درمیان ہے۔آپ سے حضرت قبلہ کی سات اولادیں ہیں، جن میں ایک صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔آپ کے صاحبزادے جو حضرت صوفی شاہ محمد عبد الواحد صاحب قبلہ قادری شطاری ہیں، جو حضرت صوفی صاحب قبلہ کے دوسرے اور چھوٹے صاحبزادے ہیں،یہی حضرت ،بارگاہ صوفی کے پہلے سجادہ نشین اور جانشین ہوئے ہیں۔حضرت صوفی عبد الواحد صاحب قبلہ کا مزارِ انور حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبدِ مبارک کے بالکل پہلو میں ہے۔حضرت صوفی عبد الواحد صاحب قبلہ کا وصالِ حق بتاریخ 2/ ذی الحجہ 1393ہجری مطابق 27/ڈسمبر 1973 عیسوی بروز جمعرات بمقام مارے گاؤں،مہاراشٹرا پر ہوا۔تدفین مبارک تین دن بعد بمقام درگاہ شریف صوفی نگر عمل میں لائی گئی۔چاند کی تاریخ کے برابر آج تک بھی ہر 2/ ذی الحجہ کو حضرت قبلہ کی سالانہ فاتحہ کی جاتی آ رہی ہے۔حضرت عبدالواحد صاحب قبلہ کا عرسِ شریف ،حضرت صوفی صاحب قبلہ کے عرس ہی میں منایا جاتا ہے۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کو چھوٹی زوجہ محترمہ سے چھ صاحبزادیاں ہوئی ہیں۔جن کے نام درجہ ذیل ہیں:

1. حضرۃ غوثیہ بیگم صاحبہ۔وصال بمقام ناگپور
2. حضرۃ دولت بی بی صاحبہ۔وصال بمقام درگاہ شریف صوفی نگر
3. حضرۃ محبوب بیگم صاحبہ۔وصال بمقام ورنگل

4. حضرۃ زینت بیگم صاحبہ۔ وصال بمقام ورنگل

5. حضرۃ اختری بیگم صاحبہ۔ وصال بمقام درگاہ شریف

6. حضرۃ عابدہ بیگم صاحبہ۔ روباحیات مقیم راونہ پرارا، مہاراشٹرا

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خلفاء

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے آٹھ خلیفہ ہوئے ہیں۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبدِ مبارک میں آٹھ پہلو ہیں، اور اس میں آٹھ ہی مینار ہیں۔اس کی حکمت کے بارے میں ہمارے پیر و مرشد قبلہ کا ارشاد ہے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی گنبد مبارک کا ہر ایک مینار ایک خلیفہ پر دلالت کرتا ہے، اس طرح آٹھ مینار شریف آٹھ خلیفوں پر دلالت کرتے ہیں۔ان آٹھ خلفاء کرام کے اسمائے مبارک یہ ہیں:

1. حضرت صوفی شاہ محمد عبد الواحد قادری شطاری صاحب قبلہ ،سجادہ نشین و جانشین و گدی نشینِ اول و فرزند اصغرو خلیفۂ اکبر،حال مقیم درگاہ شریف صوفی نگر،نرمل قدس اللہ سرہ

2. حضرت صوفی شاہ محمد عبدالصمد قادری شطاری صاحب قبلہ،فرزندِ اکبرو خلیفۂ دوّم،حال مقیم کراچی،پاکستان قدس اللہ سرہ

3. حضرت صوفی شاہ محمد عبداللطیف قادری شطاری صاحب قبلہ، خلیفۂ سوّم،حال مقیم امر آباد، ضلع محبوب نگر قدس اللہ سرہ

4. حضرت صوفی شاہ محمد حسین المعروف عابد علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ، خلیفۂ چہارم، حال مقیم جوگی پیٹھ، انا ساگر، ضلع میدک قدس اللہ سرہ

5. حضرت صوفی شاہ حاجی محمود علی قادری شطاری صاحب قبلہ، خلیفۂ پنجم، ضلع عادل آباد قدس اللہ سرہ

6. حضرت صوفی شاہ احمد جابری قادری شطاری مجذوب صاحب قبلہ، خلیفۂ ششم، حال مقیم یلاریڈی، ضلع میدک قدس اللہ سرہ

7. حضرت صوفی شاہ محمد فرید الدین قادری شطاری صاحب قبلہ، خلیفۂ ہفتم، حال مقیم میٹ پلی، ضلع نظام آباد قدس اللہ سرہ

8. حضرت صوفی شاہ صالح محی الدین قادری شطاری صاحب قبلہ، خلیفۂ ہشتم، متوطن نلگنڈہ حال مقیم احاطہ درگاہ شریف صوفی نگر نرمل، ضلع عادل آباد قدس اللہ سرہ

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خطوط (Letters)

حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنے مریدین کو خطوط بھی لکھے اور مریدین کے خطوط کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ ان میں سے چند خطوط بطور نمونہ و تبرک پیشِ خدمت ہے۔ ان خطوط کے مضامین سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کا علمِ زبر دست اور فصیح و بلیغ زبان کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان خطوط میں بہت ساری نصیحتیں ہیں۔ جو طالبانِ مولیٰ کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کہ لکھے ہوئے الفاظ معرفتِ خداوند وحدہٗ لاشریک کا بیش بہا خزانہ ہے۔ طالبِ مولیٰ کے لیے یہ علم و عرفان وصالِ ذاتِ وحدۃ الوجود کی کلید (کنجی) ہے۔ اگر حضرت قبلہ کہ ایک ایک جملے کی وضاحت کی جائے تو ہر ایک جملے کے لیے ایک الگ دفتر (کتاب) درکار ہوگی۔ دعاء ہے کہ مولیٰ ہمارے اس عظیم پیشوا، رہبر و رہنما، مرشدِ کامل کہ صدقہ طفیل ہماری طلب کو پوری فرمائے۔ آمین

بارگاہِ صوفی کے جید و معتبر خلیفہ حضرت صوفی شاہ علی پاشاہ قادری شطاری صاحب، بانی خانقاہِ ذاکر و مدرسہ انوار العلوم ذاکر، پیدا پور، تعلقہ سداشیو پیٹھ، قریب سنگاریڈی، ضلع میدک، نے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے خطوط کو کتابی شکل دیتے ہوئے 1996ء میں مکتبۂ ذاکر سے شائع کیا ہے۔ ہم یہاں اسی کتاب کو نقل کر رہے ہیں۔

پہلا خط

حضرت صوفی شاہ محمد عبد اللطیف قادری شطاری کے نام

عزیز القدر دیدہ بوسی کہ واضح ہو کہ یہ ناچیز فقیر خاکپائے خادم الفقراء یعنی اَلفَقرُ فَخرِی وَ الفَقرُ مِنّی بخیر و عافیت حیدرآباد سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ اِنشَآءَ اللّٰہُ الرَّحمٰن دو تین دن قیام کر کے طرفِ ناگپور چلا جائے گا۔

عزیز القدر! اللہ حبیب تمہاری عمر میں اور ایمان میں اور تمہارے رزق میں برکت عطا کرے اور دین و دنیا میں خوش رکھے۔

بابا! ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہو۔ اللہ حبیب تم کو اجرِ عظیم دیگا۔ تمام صغیر و کبیر کو دعاء دیدہ بوسی۔

صوفی حسینِ علی شاہ قادری شطاری

*****

دوسرا خط

جناب صالح محی الدین قادری شطاری صاحب، محاسبِ جنگلات، نلگنڈہ کے نام

حبِّ درویشاں کلیدِ جنّت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

عزیز القدر! دیدہ بوسی! واضح ہو کہ لفافہ تمہارا دستیاب ہوا۔ حالِ دل معلوم ہوا۔ میرا اللہ حبیب نظرِ رحمت میں رکھے۔ بابا! نورِ نظر احمد خان کو کہنا، اپنے

ذکر و فکر میں رہو، گھبراؤ مت میرا مولیٰ تم تمام کا مددگار ہے۔ عاشقِ صادق کو کبھی زوال نہیں ہے۔

بہ دروں سنّتِ مصری کہ توئی شکرِ ستائش
چہ غم است گذر بیروں مدد شکر نداری!

شدہ اَم غلام صورت ہمثالِ بت پریشاں
تو چہ یوسفی ولیکن سو خود نظر نہ داری

بخدا جمالِ خود را چو در آئینہ بینی
بت خوش ہم تو باشی ولے کہ گذارند

در خراباتِ مغاں نورِ خدا می بینم
ولے عجب بیں کہ چہ نوری زِ کئی می بینم

خراباتِ مغاں میں خدا کا نور دیکھتا ہوں
اس تعجب میں کہ کہاں کا نور کہاں دیکھتا ہوں

انفس و آفاق میں اور ہر وجود و عالمِ دنیا میں انوارِ واجب الوجود کو مشاہدہ کرتا ہوں۔

ہمہ صغیر و کبیر کو کہہ دینا دیدہ بوسی!

صوفی حسینِ علی شاہ قادری شطاری

☆☆☆

تیسرا خط

جناب واحد علی خان قادری شطاری صاحب، میر منشی، جنگلات، کھمم پیٹھ کے نام

هَل جَزَآءُ الاِ حسَانِ اِلَّاالاِحسَانِ ٥

حَمَاکَ اللہِ عَن شَرِّا لنَّوَآئِبِ۔جَزَآء کَ اللہِ فِی الدَّارَینِ خَیرِ الجَزَآءِ۔حمایت کرے اللہ تعالیٰ تمہاری آفات وحوادث سے اور جزاء دے اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں نیک۔

عزیز القدر! دیدہ بوسی کہ واضح ہو کہ بابا! لفافہ تمہارا اور مبلغ پچاس روپیے دستیاب ہوئے۔ برخوردار میاں عبد الصمد کے معرفت۔

عزیز القدر! جو مثنوی شریف میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اس کا راز ہر کتاب میں میں پاؤ گے۔ صرف سمجھ سمجھ کا فرق ہے۔ بابا! صداقت کے ساتھ عمل کرو انشآء اللہ نفس پرست جتنے ہیں سب دوست اور جاں نثار ہو جائیں گے۔ امید رکھو۔

کلیدِ بریں خلوتِ درویشاں است

نائیہ محتشمِ خدمتِ درویشاں است

خدمت درویشوں کی روضۂ خلد بریں رکھتی ہے اور خدمت درویشوں کی محبت یہاں جاہ و حشمت ہے۔

حق کے ہوتے ہوئے کیا تم کو تردد ائے زاہد

چپکے بیٹھے ہوئے قدرت کا تماشا دیکھو

درجہ بہ درجہ تمام صغیر و کبیر کو دعاء دیدہ بوسی۔

صوفی حسینِ علی شاہ قادری شطاری

چوتھا خط

جناب واحد علی خان قادری شطاری صاحب، میر منشی، جنگلات، کھمم پیٹھ کے نام

زِ جاہل سر بزندہ چوں تیر باش بنا میختہ چوں

۔۔۔سعدی

زِ آں کہ در عالم خدا دانی

جہل علم است و علمِ نادانی

۔۔۔۔۔۔۔۔مولیٰنا جامی

عزیز القدر! دیدہ بوسی۔

واضح ہو کہ فقیر مکان پر نومبر بتاریخ 14 / دے 27 / محرم الحرام کو آیا اب کہ محرم گوالیار شریف حضرت قبلہ محمد غوث گوالیاری رضی اللہ عنہ کے پاس ہوئے۔ وہیں پہ خط تمہارا دستیاب ہوا۔ حال معلوم ہوا۔ بابا! عمل کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ فقیر کہ کوچہ میں چوں کہ بندہ کو توحید، علمِ حق کی معرفت کا ہونا اور اس کا پہچاننا ضروری ہے۔ ورنہ وہ علم جہل ہے، جس کو جاہل کھا جاتا ہے۔

بابا! ہر دو علم کا ہونا بہتر ہے ورنہ عمر کا ایک بڑا حصہ غفلت میں گزارنا ہے۔

بابا! درجہ بہ درجہ دعاء

اللہ حبیب اپنی دید سے سرفراز کرے۔ آمین

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

روانہ در شہر ناگپور سٹی

محلہ نواب پورہ، سرکل 9

☆☆☆

پانچواں خط

جناب صالح محی الدین قادری شطاری صاحب، محاسبِ جنگلات، نلگنڈہ کے نام

ہرگز نمرود آں کہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

ہرگز نہیں مرتا وہ شخص جس کا دل عشق سے زندہ ہوا۔ یہ لکھا ہوا ہے اوپر دفترِ عالم ہمارے کے ہمیشہ سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلْمُؤْمِنُونَ لَآ یَمُوتُونَ۔ یعنی جو از راہِ عشق کے یقین لاتا ہے حقیقتِ الٰہ پر اس کو موت نہیں ہے۔ اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُونَ۔ اولیاء اللہ نہیں مرتے ہیں بلکہ نقلِ مکانی کرتے ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف۔

عزیز القدر! جو تصورِ شیخ کے ساتھ یقین لایا حقیقتِ الٰہ پر۔ اس کا مددگار ہوگا۔ مولیٰ اس کے ہر کام میں فتحیابی عطا کریگا۔ اور وہ شیخ اس کی نگہبانی کریگا۔

بابا! جان ومال کی زکوٰۃ دیا کرو اور جو بھی تم نے فقیر کی خدمت کی ہے اس کا اجر آخرت میں میرا اللہ حبیب چکادے گا۔ وہ کسی کی نیکی کو رائیگاں نہیں کرتا۔

بابا! ہمہ صغیر و کبیر کو دیدہ بوسی و میر منشی صاحب و سرور صاحب کو بھی دعاء۔

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

روانہ در شہر ناگپور

چھٹا خط

جناب واحد علی خان قادری شطاری صاحب، میر منشی، جنگلات، ورنگل کے نام

جوہر کو جوہری صرّاف زر کو دیکھتے ہیں
بشر کو دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں

☆☆☆

از ستم ہر کہ دلے راز پیش کرد
آں جراحت بر وجودِ خویش کرد

☆☆☆

گر کسی کا دل دکھاتا ہے کوئی
پائے گا دکھ اس کے بدلے آپ بھی

عزیز القدر! صبر کرو دیکھو میرا مولیٰ کیا کرتا ہے۔ بابا!

وقت خلوت کا نہیں اے مہ لقا
ہے تو اس روحِ ہدایت کا ہما

☆☆☆

ماہ جب اوجِ فلک پر ہو رواں
کب سگوں کے بھونکنے سے ہو نہاں

☆☆☆

بھونکتے ہیں یہ سگاں بہ سبگال
دیکھ کر شاں تیری اے بدرِ جمال

☆☆☆

سلگ سے کتّوں کے ہو پنہاں نہ تو

ہو گیا ہے حکم، حکمِ خالصون

☆☆☆

یعنی چاند جب آسمان پر بلند ہو کر روشن ہوتا ہے۔ بہ سبب چار دہم تو اسے دیکھ کر کتّے بھونکتے ہیں مگر وہ ان کے بھونکنے سے پوشیدی نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح تم بھی ان کتّوں کے بھونکنے سے کہاں جاتے ہو۔ بلکہ مثلِ ماہ کہ جلوہ افروز رہو یعنی بدرِ ماہ شبِ چہار دہم کو کہتے ہیں۔ اے عاشقِ صادق طالبِ مولیٰ ہو، تو کتّوں کے بھونکنے کا خیال مت کرو۔ چند روز اور صبر کرو۔

بابا! درجہ بہ درجہ ہمہ صغیر و کبیر کو دعاء و دیدہ بوسی۔

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

ناگپور سٹی

ساتواں خط

جناب صالح محی الدین قادری شطاری صاحب، محاسبِ جنگلات، نلگنڈہ کے نام

12 / آذر 1329 سن

دیدِ لیلیٰ کے لیے، دیدِ مجنوں ہے ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

عزیز القدر! دیدہ بوسی کے واضح ہو کہ تمہارا خط دستیاب ہوا۔ حالِ دل معلوم ہوا۔ بابا! طالبِ صادق کو ہر دم اپنے خیال ظاہر و باطن کو یکسان رکھنا ضروری ہے۔ جب منزلِ جاناں نصیب ہوتا ہے، ورنہ خیالی پلاؤ پکا لینا اور دل کو سمجھا لینا محض نادانی ہے۔

خاک لیلیٰ کے لیے بے وجہ چھانی نہ تھی
یہ بھی اک دانائی تھی مجنوں کی نادانی نہیں

بابا! عرصۂ دراز تک فنا فی الشیخ میں فنا بالیقین رہے، جب دین و دنیا کی ترقی حاصل ہو گی۔ بابا! میر منشی صاحب سے کہنا کب تک قوائد پریڈ کرتے رہو گے۔ کب پریشانی سے فرصت پاؤ گے۔

بابا! تم غافل ہو گئے، ہر دم تم نے سمجھا ہے۔ پھر غفلت تم پر طاری ہو جاتی ہے اور اپنے مقام کو بھول جاتے ہو۔ جس کے سبب سے مصیبت وارد ہوتی ہے۔ ورنہ بے قصور کسی کا وجود پکڑا نہیں جاتا۔

درجہ بہ درجہ دعاء کہنا ہمہ صغیر و کبیر کو۔ فقط

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

☆☆☆☆☆

آٹھواں خط

جناب صوفی شاہ محمد عبد اللطیف قادری شطاری صاحب، خلیفہ محاسب جنگلات، نرمل کے نام

اَللّٰہُ الصَّمَد

عزیز القدر! نور دیدۂ نورِ نظر! دیدہ بوسی کہ بابا! فقیر کمتر خادم الفقرأ بندہ غلامِ صوفی علی سرمست قلندری شطاری القادری مکان پر نہ تھا، 12/ جولائی کو مکان پر آیا۔ تمہارے دو لفافہ دستیاب ہوئے۔ میرا اللہ صوفی عمر دراز کرے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین۔ یہ حمد و نعت ہے تنزیہہ و تشبیہہ میں کہ اللہ ذات مے منزّہ ہے اور رب العالمین صفات سے مشبّہ ہے۔ پس ذات و صفات اللہ محمد کی ایک نورِ واحد ہے کہ تنزیہہ سے تشبیہہ صورت پکڑتی ہے اور پھر تشبیہہ

، تنزیہہ میں بے صورت ہو جاتی ہے۔ بموجب کُلُّ شَئِ ٍ یَرجِع اِلیٰ اَصلِہٖ کے۔ اور بقول مولینا روم کے:

صورت از بے صورتی آید بروں

عاقبت اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوں

یہ وہ حمد و نعت ہے کہ کلمۂ توحید اس کا شاہدِ حال ہے۔ اور کلام اللہ اسکا مقال ہے۔ جس نے اس توحید کو جانا اسنے اللہ اور رسول کو پہچانا دل و جان سے۔

صورتِ علمِ خدا، صورتِ انساں ہے یہی

صورتِ جاں ہے یہی، صورتِ جاناں ہے یہی

ایک صورت ہے کہ ہر رنگ میں انساں کے چھپی

صورتِ زشت ہے یہی، صورتِ خوباں ہے یہی

یہی اس صورتِ ظاہر کو تو مصنوع نہ جان

صانعِ مطلق ہے یہی، صانعِ یزداں ہے یہی

بادۂ حسن کو کیوں نہ سر آنکھوں سے پئیں

تشنۂ پیرِ مغاں ، مشربِ رنداں ہے یہی

مصحفِ روح میں اگر، صورتِ یوسف دیکھئے

دیدِ تشبیہ ہے یہی، مظہرِ عرفاں ہے یہی

عزیز القدر! پوشیدہ نہ رہے کہ جب خالقِ مطلق نے از راہِ عشق کہ چاہا کہ میں اپنے نورِ جمالِ با کمال کی سیر کروں اور جوہرِ وجود کو آئینۂ شہود میں دیکھوں۔ بموجب کُنتُ کَنزٌ مَخفِیًّا فَاحبَبتُ اَن عَرفَ فَخَلَقتُ الخَلق۔ اوّل نورِ ذاتِ عشق سے ایک نورِ صفات جس کو ظاہر کیا اور نام اس کا مُحَمَّد ﷺ رکھا بموجب اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِيْ۔ کہ جب اس نور کو

کہا کہ کُن یَا مُحَمَّدُ ﷺ یعنی ہو جا اے محمد! ﷺ پس اس نورِ محمدی ﷺ سے تمام صفات و مظہر عالمِ وجود میں اس تفصیل کے ساتھ جو اب موجود ہے۔فَیَکُون۔ پس ہوگئے۔ بموجب اَنَا مِن نُورِ اللّٰہِ وَ الخَلَقُ مِن نُورِیْ۔ غرض کہ یہ تمام عالم اس ذات وصفات یعنی عشق و حسن کا ظہور ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اہلِ تصوّف نے اس نورِ صفات کے تین مراتب بیان فرمائے ہیں۔1. احدیت 2. وحدت 3. واحدیت

1. احدیت: شیوناتِ صفاتی، عالم لاہوت
2. وحدت: اعیانِ ثابتہ اسماء، عالمِ جبروت
3. واحدیت: اسمائے جبروتی

(ذات) محمدی ﷺ نے اوّل صورتِ نوری پکڑی کہ جس کو صورتِ علم الٰہی کہتے ہیں، اس کا تشبیہ نام رکھا ہے اور اسی صورتِ اسمائے تشبیہین سے حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا ہے، بموجب آیت وَ عَلَّمَ آدَمَ اَلاَسمَآءُ کُلِّھَا اور اسی سبب سے اولادِ آدم علیہ السلام کو یہی اس صورتِ اسمائے تشبیہ کا مشاہدہ نصیب کیا ہے جو کہ نورِ ذاتِ عشق، صورت سے منزّہ ہے، اس واسطہ اس کو تنزیہہ و روحِ اعظم کہتے ہیں۔اور ان کے بھی تین مراتب ہیں ۔ 1 ۔نور 2۔وجود 3۔ شہود، یعنی ذات نے خود پر خود کی تجلی کی اور اس کو نور و خود کو خود میں پایا، اسکے وجود کو خود نے کیا۔ اس کو شہود کہتے ہیں۔ پس اس حکیمِ مطلق نے ہنگامِ ظہورِ عالمِ ملکوت کے روحِ اعظم تنزیہی اپنی اسی صورت اسمائے تشبیہ میں بموجب نَفَختُ فِیہ مِن رُوحِیْ کہ روح پھونکی اس روحِ انسان کو جائز الوجود و روحِ اعظم کو واجب الوجود کہتے ہیں۔ جو کہ واجب الوجود کو نورِ محمدی ﷺ کے ساتھ عشق و محبت ہے اس واسطے اس جائز الوجود کو یہی ہنگامِ ظہور اس

عالم دنیا کے نور کو تشبیہ کے ساتھ تعشقِ حقیقی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ بہ نسبتِ حضرت آدم علیہ السلام کے فرماتا ہے وَلَقَد کَرَّمنَا بَنِی آدَمَ یعنی تحقیق ہم نے بزرگی دی بنی آدم کو خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُورَتِہٖ یعنی پیدا کیا آدم کو اوپر صورتِ الٰہی کے وایضًا اَلاِنسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرِّہٗ ۔ انسان بھید میرا ہے اور میں بھید اس کا ہوں اور اسی روحِ جائز الوجود کے پھونکنے کو حق تعالیٰ اپنی امانت فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْھَا وَ حَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا یعنی دکھائی ہم نے امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا اس کو کہ اٹھاویں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اس کو انسان نے یہ پڑا بہ ترس نادان ہے۔ پس معلوم ہو کہ وہ امانت یہ عشق ہے کہ حضرت آدم کو اور ان کی اولاد کو دیا گیا۔ اور اپنا خلیفہ کیا۔ بقول کسوی کے

دردِ دل کے واسطے، پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھی کروبیاں

الغرض! طریقۂ سلوک عشقِ مختلف ہیں۔ ہر ایک واصلانِ حق نے اپنی اپنی سیر کے موافق مراتبِ سلوک بیان کئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اہلِ تشبیہ اور ایک اہلِ تنزیہہ ہیں۔ اہلِ تشبیہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ نورِ واحدیت کو کثرت میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ سوز و گداز میں رہتے ہیں۔ مثلِ عاشقانِ مجازی کے مشاہدہ بازی و حسن پرستی کرتے ہیں۔ وہ عارف کہلائے جاتے ہیں اور اپنی ہستی سے فانیِ مطلق ہو جاتے ہیں۔ وہ محققین کہلائے جاتے ہیں۔ اگر چہ محققین عارف سے درجہ میں اعلیٰ ہیں۔ مگر لذت سُکرِ جذبی عارف کو از حد زیادہ ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ مدام آزاد و بے قرار رہتے ہیں۔ مگر جس کو جذب میں سُکرِ محوی ہے

وہ سالک صوفی مشہور ہیں۔ پس رند اس کو کہتے ہیں کہ جو شخص بسبب جذبِ مستی عشق کے ظاہر قیودِ شریعہ کا پابند نہ ہو اور اہلِ جواہر کے نزدیک کل افعال و اقوال اس کے لائقِ اغراض کے ہوں اور بباطن وہ عمر نواہی کے موافق افعال و اقوال اس کے سرزد ہوتے ہیں کہ جس کو شطحیات کہتے ہیں۔ کیوں کہ مستیِ عشق کی لذت، لذتِ نفس سے بھی زیادہ ہوتی ہے اس کو مجاہدہ و جہادِ اکبر کہتے ہیں۔ اور جب تک نفس ذلیل نہیں ہوتا آتشِ عشق کا مشاہدہ تشبیہ سے نہیں بھر کتی۔ اور مشاہدہ تشبیہ کا اشغال و آثار و افعال و انفس و آفاق میں عارف کو ہوتا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ اسی کو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ١ یعنی ہم اپنی نشانیاں جہاں میں، انکو اپنی ذاتوں میں دکھاتے ہیں تاکہ حق کی حقیقت ان کو ظاہر ہو۔

عزیز القدر! تم دیکھ کر تمام طریقت کے بھائیوں کو سنانا۔ درجہ بہ درجہ ہمہ صغیر و کبیر کو دیدہ بوسی۔

دستخط

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

☆☆☆☆☆

نواں خط

جناب صوفی عبد القادر قادری شطاری صاحب، میر منشی جنگلات، اورنگ آباد کے نام

اللہ الصمد

حَمَاکَ اللہِ عَن شَرِّا لنَّوَآئِبِ۔جَزَآء کَ اللہِ فِی الدَّارَینِ خَیرِ الجَزَآءِ۔عزیزالقدر! دیدہ بوسی کہ واضح ہو کہ مبلغ دستیاب ہوئے۔ حمایت کرے تم تمام کو اللہ تعالیٰ آفات و حوادث سے۔اور جزاء دے اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں نیک۔حافظ۔۔۔

حضوری گر ہمیں خواہی از و غائب مشو حافظ

منی ما تلخ من نہونی دع الدنیا و اصلہا

اے حافظ اگر حضوری یار کی چاہتا ہے تو اس سے غافل مت ہو۔یعنی تصورِ شیخ سے اے حافظ اگر تو مشاہدہ تشبیہہ نورِ وحدتِ محمدی ﷺ چاہتا ہے بہ سبب غفلتِ دنیا کے اس سے دور نہ ہو۔یعنی غفلتِ دنیا باعثِ مہجوری و سببِ دوری دیدِ تشبیہ ہے۔کیونکہ حبِ دنیا دل کو تیر و تاریک کرتی ہے۔بلکہ دنیا غفلت کو کہتے ہیں۔یعنی نفس پرستی کا پابند بن جانا چونکہ مردودِ بارگاہِ الٰہی ہے اور طالب اس کے کافر، بقول مولیٰنا روم۔۔۔

اہلِ دنیا کافراں مطلق اند

روز و شب در زق زق و بق بق اند

☆☆☆

چیست دنیا از خدا غافل شُدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی دنیا حجابِ یار ہے۔ ترک دنیا و اہلِ دنیا سے یار ملتا ہے۔ اور ترکِ دنیا اس کو کہتے ہیں کہ خواہشاتِ نفسانی کو کم خوردن و کم گفتن و کم خفتن یعنی کم کھائے اور کم بولے اور کم سوئے، سے دور کرے اور ریاضت و مجاہدہ سے تزکیۂ نفس کرے۔ نفسِ عمارہ کو بہ درجہ لوّامگی و مطمئن گی و ملہم گی تک پہنچا دے۔ تا کہ تصفیہ سے دل روشن و منور ہو کر متجلیِ انوارِ وحدت ہو اور دوامِ حضوری حاصل ہو۔ بقول سعدی۔۔۔

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار

ز نگارِ خوادہ کی بنماید جمالِ دوست

حاصل۔۔۔ اے طالب صادق طالبِ مولیٰ اگر تو مشاہدہ تشبیہ کو نورِ وحدتِ محمدی ﷺ چاہتا ہے۔ مگر بہ سببِ غفلتِ دنیا کہ اس سے دور ہے۔ اس دم یار ملے کہ ترکِ دنیا، و اہلِ دنیا کی محبت دل سے ترک کر دے۔ اس وقت تو یار سے واصل ہو گا اور مشکلاتِ عشق سے نجات پائے گا۔

درجہ بہ دسرجہ دعاء۔ بابا! صبر کرو مولیٰ انجام بہ خیر کرے گا۔ اے جانِ نصیحت سن کہ جوانانِ سعادت مند جان سے زیادہ دوست رکھتے ہیں نصیحتِ پیر دانا کو۔ میر منشی صاحب۔ خواجہ شریف صاحب اور جملہ صاحبان کو درجہ بہ درجہ دعاء۔

فقط

دستخط

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

☆☆☆☆☆

دسواں خط

جناب صالح محی الدین قادری شطاری صاحب، محاسب جنگلات، نلگنڈہ کے نام

صبر کن حافظ بہ سختیِ روز و شب

عافیت روزی بہ میاں کام را

عزیز القدر! دیدہ بوسی کہ واضح ہو کہ تمہارے لفافہ کے جواب کے بعد پھر ایک لفافہ دستیاب ہوا تھا جس کا جواب پردۂ راز میں فقیر دے چکا ہے۔ اللہ حبیب تم تمام کو بر قرار رکھے۔ عزیز القدر! مولیٰنا حافظ شیرازی طالبِ صادق کا مقام اس شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

کیمیائیت عجب بندگی پیرِ مغاں

خاک رو گشتم و چندیں در جاتم دادند

کیمیائیت پیرِ مغاں کی عجب ایک کیمیاء ہے کہ میں خاکِ راہ اس کی ہوا۔ اور اس قدر درجہ مجھ کو دیئے خدمتِ پیرِ طریقت کی عجب کیمیاء قلب ماہیت ہے یعنی حضوری پیرِ طریقت کی طالب کو مثلِ سیماب کے آتشِ عشق میں جب گرم کرتی ہے تو آہ وزاری و نالہ و اشک باری کی بے قراری سے بے قرار ہو کر کوہ و صحرا کوچہ و بازار میں تلاشِ یار میں گردش کرتا ہے اور سوز و گداز میں روز و شب رہتا ہے۔ جب کہ آتشِ عشق قالب میں اثر کرتی ہے تو تزکیہ نفس و تصفیۂ قلب سے جذب و مستی و سُکر و بے خودی پیدا ہوتی ہے۔ اور بہ سبب پرتوئے قلب کے شہودِ نورِ وحدتِ محمدی ﷺ سے کشود عرفاں کا ہوتا ہے اور ایک جہاں گرویدہ ہو کر فیضیاب اس سے رہتا ہے کیونکہ وہ آتشِ عشق قلب سے روح میں مؤثر ہوتی ہے۔ وفنائیت قلبِ ماہیت صورت پکڑتی ہے۔ گویا اکسیرِ اعظم بنا دیتی ہے۔ ”دل

امیر اس سے ہوا اور بہت مدارج مجھ کو دیئے"۔ یعنی خدمت پیرِ طریقت کی فنائیت کے مدارج بقائیت کے مجھ کو حاصل ہوئے، بقول مولیٰنا روم

چوں کہ ذاتِ پیر را کردی قبول

ہم خدا آمد و ہم ذاتِ رسول

حاصلِ معنی۔۔۔خدمت پیرِ طریقت کی عجب کیمیائے قلبِ ماہیت ہے کہ خاکِ اکسیر یوں ہُوا میں اور بہت مدارج مجھ کو دیئے۔ یعنی میں خدمت گزاریِ پیرِ طریقت سے قلبِ ماہیت ہو کر حکم خاکِ اکسیر کا رکھتا ہوں کہ دوسروں کے وجود کو طلاء احمر کرنے کا مرتبہ مجھ کو حاصل ہے۔

میں اس کے فیضِ صحبت سے ہوا اکسیرِ اعظم ہُوں

ملے جو آنکھ مجھ سے میں طلائے رنگ احمر ہوں

عزیز القدر! یہ درجہ یقین کا ہے۔ جب تک یہ یقین ظاہر و باطن طالب کے نہ ہو جائے یہ مقام نصیب نہیں ہوتا۔ سوائے فنا فی الشیخ کے یقین کرنے کے جو ظاہر ہے۔ مولیٰنا فرماتے ہیں۔۔۔

بدہ دستِ یقیں اے دل بدستِ شاہ جیلانی

کہ دستِ اُو بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

بابا! جب یقین کا درجہ حاصل ہو تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوئی۔ رسولِ کریم ﷺ لے کر بیت المال میں داخل کرتے تھے۔ اس میں طالب کی دنیائی اور دینی ترقی ہے۔ جب بیعت ہو چکی تو اس کا مالک پیرِ طریقت ہو چکا وہ اپنے ہاتھ سے حقداروں کو اور مساکین عغیرہ کو دے وہ سخی طالبِ صادق ہو گا۔ یقین کے درجہ کو حاصل کر کے سرفراز ہو گا۔ سنو بابا،،، زکوٰۃ تم پر لازم ہے۔

یہ خط تمام بھائیوں کو سنانا۔ ہمہ صغیر و کبیر کو دعاء، دیدہ بوسی کہنا۔

دستخط

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

ناگپور

☆☆☆☆☆

گیارہواں خط

جناب صوفی عبد القادر قادری شطاری صاحب، میر منشی جنگلات، اورنگ آباد کے نام

عاشقِ صادق کند جاں رافدا

مرحبا بر عاشقاں صد مرحبا

عزیز القدر! دیدہ بوسی واضح ہو کہ یہ ناچیز فقیر خاک پائے خادم الفقراء یعنی اَلفَقرُ فَخرِی وَالفَقرُ مِنّی بخیر و عافیت آچکا۔ ایک عرصۂ دراز کے بعد اللہ حبیب نے خط لکھنے کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ تم تمام عزیزانِ طریقت کو بر قرار رکھے۔ ایمان میں، عمر، اقبال میں برکت عطا کرے۔

بابا! دنیا فانی ہے اور اہلِ دنیا پریشان حال، اس دنیائے ملعونیہ مردوداں نے کسی کو بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ ہر دم ایک ایک نیا سامان اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بندگانِ خدا کو مشہور کر رکھا ہے۔ اور خاص کر کے نفس کے بندے اور فرمانبردار تو اس کے ہاتھ بک گئے ہیں۔ اللہ کے بندے اور رسولِ کریم ﷺ کی امت میں سے تم جیسے شیر رہ گئے ہیں۔ جو اپنے ایمان کو اس ملعونہ سے راہِ سلوک میں جس قدر ہو سکے بچائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح طالبِ مولیٰ پر لازم ہے کہ مشاہدۂ برزخ مرشد میں فانی ہوتا رہے یہی عقبیٰ کی بہتری ہے۔ اللہ حبیب

تم تمام طالبانِ مولیٰ کو قائم و دائم رکھے۔ عمر میں اور ایمان میں برکت عطا کرے۔ آمین یارب العالمین

بابا! فقیر نے قیامِ نرمل کا ارادہ کرلیا ہے چنانچہ خانقاہ اور پختہ باؤلی کا کام شروع ہو گیا ہے۔ جس کے لیے تین چار ہزار روپیے کی ضرورت ہے۔ اللہ حبیب عزیزانِ طریقت کو قائم و دائم رکھے ہر طرف سے عطیہ آرہے ہیں۔ خواجہ شریف صاحب نے بھی پچاس روپیے روانہ معرفیت عبد اللطیف صاحب کئے ہیں۔ درجہ بہ درجہ ہمہ صغیر و کبیر کو دعاء۔ تم بھی اس کارِ خیر میں حصہ لے کر دنیا و عقبیٰ کے لیے اپنا توشہ راہِ حق میں جمع کرے جس کا اجرِ اعظیم ہر دم تم کو ملتا رہے گا۔ یہ وہ کارِ خیر ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ جو لوگ صبح و شام خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں چھپا کر یا علانیہ ایسے لوگوں کو کوئی خوف و ملال نہ ہو گا۔

ناچیز فقیر

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

☆☆☆☆☆

بارہواں خط

جناب صوفی شاہ محمد عبد اللطیف قادری شطاری صاحب، خلیفہ محاسب جنگلات، نرمل کے نام

عزیز القدر! دیدہ بوسی واضح ہو کہ آج کے روز بتاریخ 29 / مئی کو تمہارا لفافہ وصول ہوا۔ جس کے پڑھنے سے حالِ دل معلوم ہوا۔ اللہ حبیب اس کا اجرِ عظیم

تم کو عطا کریگا۔ اور عزیزانِ طریقت بھی جان و دل سے اللہ حبیب کی راہ میں اپنی مالی قربانی کر رہے ہیں۔ اللہ حبیب اپنی رحمتوں سے اور فضل و کرم سے ان کو بھی اجرِ عظیم عطا کرے۔ آمین ثمہ آمین یارب العالمین

پیارے عزیز لطیف! اگر اللہ و رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہو تو یقین رکھو اللہ حبیب صاحبِ انصاف ہے ہر گز حق کو ناحق نہیں کرتا۔ بابا! دنیا بے خبر ہے اپنی خودی کے زعم میں خدا کو زبردستی جانتی ہے ورنہ ہر گز ہر گز پریشان نہ ہوتی۔ اور مصیبت میں نہ پڑتی اس کی اصل وجہ کیا ہے بابا! یہ تجربہ نفسیاتی ہے۔

عزیز القدر! خداوند کریم خوب جانتا ہے حال کب بیاں ہو سکے یہ جو کچھ فقیر نے کہا درست کہا ہے۔ انا احمد بلا میم! یعنی میں احمد بے میم کا ہوں۔ جس نے دیکھا مجھ کو دیکھا حق کو یعنی جس نے مرشدِ کامل کا منھ دیکھا، پہچانا اور اس کی پیروی کی اسنے سعادتِ دارین حاصل کی۔ زیارتِ بزرگاں کفارۂ گناہ ہے۔ اور یہ کسب مقامِ دید سے تعلق ہے کہ بہ سبب مرشد کی اطاعت کے قلب میں مرشد کے منھ دیکھنے سے اور یقین کرنے سے قائم ہو جاتی ہے۔ مگر ریاکاروں سے بچنا چاہئے۔ درجہ بہ درجہ ہمہ صغیر و کبیر کو دعاء دیدہ بوسی۔

سید اسمٰعیل صاحب کو بعد دعاء واضح ہو کہ بابا! تم سید ہو اللہ کے بندے و رسول ﷺ کی امّت ہو۔ یاد رکھو! دنیا دو روزہ ہے۔ کچھ وقت اللہ رسول ﷺ کے نام پر گزارو۔ عزیز القدر! دادے خاں صاحب و سالار خاں صاحب سے کہہ دو جو تم نے وعدہ کیا ہے اس کو وفا کرو۔ اللہ حبیب تم کو سرفراز کرے گا۔ اور برکت عطا کرے گا ورنہ دیکھو گے کہ وعدہ خلافی کے بدلے اللہ حبیب تم لوگوں کو کیا عطا کرتا ہے۔ باقی خیریت ہمہ صغیر و کبیر کو دعاء دیدہ بوسی۔

صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری

☆☆☆☆☆

اے عزیز! اوپر بیان کردہ خطوط حضرت صوفی صاحب قبلہ کے تحریر کردہ ہیں جس میں حضرت صوفی صاحب قبلہ نے مریدین و خلفاء کو کئی تعلیمات سے سرفراز کرتے ہوئے تاکیدیں بھی فرمائی ہیں۔ خوش خبریاں سنائیں ہیں تو ڈر اور حد بھی جاری کئے ہیں۔ بالخصوص ! فرمانبرداری اور ہر طرح کی خدمت کا حکم فرماتے ہوئے اس کا اجر و ثواب بھی ارشاد فرمادیا ہے۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے طفیل اللہ حبیب ہم کو مرشدِ کامل کی فرمانبرداری اور تادمِ آخر بارگاہ ٔصوفیت کی خدمت بخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰس

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے اقوال

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے بہت سارے اقوال اوپر دیئے گئے خطوط میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ جو چند دیگر اقوال جو ہم نے اپنے مرشد و مولیٰ اور بڑوں سے سنے ہیں مختصراً پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

← ایک دفعہ بارگاہ صوفی نگر میں چند مریدین اکھٹا ہوئے ، بارگاہ کے اطراف موجود جنگل میں ادھر اُدھر کو گھومنے گھامنے لگے۔ ان میں چند تمباکو نویش بھی تھے جو اپنی اپنی بیڑیاں سُلگھا کر دم پہ دم لگانے لگے تھے تبھی اچانک حضرت صوفی صاحب قبلہ وہاں جلوہ افروز ہوئے۔ ان میں سے ایک خادم کی پیٹھ میں عصا مبارک چُبھاتے ہوئے فرمانے لگے۔ "غلطی کردم جوتے پڑدم۔"

← اکثر مریدین سے ارشاد فرماتے کہ "ہر دم پر اپنے مولیٰ کے ذکر کو قائم رکھو۔"

← محبت و عشق دل کی صفائی کرتے ہیں سو دل کو عشق میں ڈبائے رکھو، عشق کی آگ تمہارے مٹی سے بنے قالب کو پاک وصاف کر دیتی ہے۔

← دنیا سے بے زاری بہترین تقویٰ ہے۔

← کنبہ پروری کیا کرو، یہ بھی صدقہ ہے۔

← اگر کوئی مرشد کی کسی بھی طرح کی خدمت کرے تو اس کی خدمت کا اجر اس کو مزید بہتر ملے گا۔ فقیر کا مولیٰ، فقیر پر کسی کا احسان باقی نہیں رکھتا۔

← شریعت مانند تلوار کے ہے، اس سے کھلواڑ نہ کرو۔

← وفا نبھانے میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرو۔

← بہترین اخلاق کے مالک بن جاؤ۔ خوش خلقی پیروں اور پیغمبروں کی وراثت ہے۔

← مہمانوں، بھوکوں اور مسافروں سے اپنا دل تنگ نہ کرو بلکہ ان کی بہتر ضیافت کرو، یہ عمل اللہ حبیب کو بہت خوش کرتا ہے۔

← علم حاصل کرو اور اس پر عمل کرو۔

← علم ایسے حاصل کرو کہ تمہیں شعور نصیب ہو جائے۔

← قرآنِ عکسی سے قرآنِ اصلی کو پاؤ۔ مرادِ علم اصلی سے حاصل ہوتی ہے۔

← محبت، احسان، عبادت و ریاضت سے اپنے قلب کو منور و مزّین کرو۔

← علم و عرفان کی کتاب و سنت سے تحقیق کرو۔

← بیعت شکنی، وعدہ خلافی نہ کرو، ورنہ تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا۔

← وقتِ میسّر کو غنیمت جانو اور عمل پر گامزن ہو جاؤ اس سے پہلے کہ غفلت تمہیں قتل کر ڈالے، تم غفلت کو قتل کر ڈالو۔

← ذکر میں کوتاہی نہ کرو۔ ذکر، ذاکر کو مذکور بنا دیتا ہے۔

← حلقۂ طریقت کی پابندی کیا کرو۔ ابلیس و شیطان کے پلندوں اور پھندوں سے بچو۔

← پیر بھائیوں اور پیر بہنوں سے محبت کرو، یہ لوگ پیر کے واسطے سے تمہارے بھائی اور بہن ہیں۔

← سلسلہ اور مرشد کی خدمت کیا کرو۔

← اشاعتِ سلسلۂ شطاریہ وہ عظیم خدمت ہے کہ اس کا اجر و ثواب ان حد و بے حساب ہے۔

← مولیٰ کے رازوں کو نااہل پر فاش نہ کرو، یہ ان کو اور تم کو مصیبت میں ڈال دیگا۔

← زبان کو بری نہ کرو، یہ قوت دل کو برباد کر دیتی ہے۔

← علمِ فقہ میں فقرائے کاملین کی پیروی کرو کہ یہ سرمایہ وراثتِ نبوّت کا ہے۔

← بزرگوں کے شجرہ کو ادب و احترام سے اور مسلسل پڑھا کرو بلکہ یاد کر لو، جب بھی موقعہ ملے پڑھ لیا کرو، برکت و رحمت میں بھی خلل نہ پڑے گا۔

← طہارتِ باطنی و طہارتِ ظاہری کو سدا قائم رکھو۔

← درود و سلام کثرت سے کیا کرو۔

← اپنی آنکھوں سے اپنے کردار کی حفاظت کرو۔

← بارہا اپنا محاسبہ کیا کرو۔ تکبّر، غرور، حسد اور لالچ سے بچو۔

← سُکر (خُمارِ عشق) اختیار کرو، اس سے اچھا کوئی حال نہیں ہوتا۔

← مخلوق کی خدمت، خالق کی بہترین عبادتوں میں سے ہے۔

← دنیا میں قرآن کی طرح رہو کہ دنیا میں رہ کر بھی دنیا کی نہیں ہے۔

← کم کھاؤ، کم بولو اور کم سوؤ۔ یہ خواہش نفس کو قابو میں رکھتی ہیں اور اس کو ترکِ دنیا کہتے ہیں۔

← یار سے ملنا ہے تو ترکِ دنیا اور ترکِ اہلِ دنیا کرو۔

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کی وصیت

حضرت صوفی صاحب قبلہ نے جب اپنے پردہ فرمانے کا اعلان فرمایا تو سب مریدین و عاشقین بے ساختہ رو پڑے۔ ان کو تسلی دیتے ہوئے حضرت صوفی صاحب قبلہ نے یہ بشارت سنائی۔ اس حقیقت کو آشکار فرما کر حضرت صوفی صاحب قبلہ نے قیامت تک ہونے والے مریدینِ بارگاہِ صوفی نگر کو وہ مژدہ سنایا ہے کہ مریدین و عاشقین کے اروح اس سے فیضیاب ہوتے ہی رہے ہیں اور ہوتے ہی رہیں گے۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔ میں احقرِ عبادِ صوفی اس کا شاہد اور ثبوت ہوں۔

وہ وصیتِ مبارکہ یہ ہے:

"پیارو! غم نہ کرو۔ فقیر مرتا نہیں، بس نقلِ مقام و مکان کرتا ہے۔ مجھ فقیر کی گدّی پر کبھی کوئی غیر بیٹھ نہ سکے گا۔ بس صورتیں بدلیں گی لیکن تصویر یہی رہا کریگی۔ بس فقیر ہمیشہ تمہارے درمیان رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

کرو یاد کیا تھی وصیّتِ صوفی، کہ سجادہ میں ہو گی صورتِ صوفی
کہ گنبد سے آئے ہیں صوفی نکل کر، بنے جانشین خود ہیں حلیہ بدل کر

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے قدِ مبارک کے خواص

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے جسدِ مبارک و قدِ پاک بھی آپ کی شان ہی کی طرح عالی صفات ہیں۔ قد مبارک میانہ تھا، نہ زیادہ دراز تھے اور نہ پست قد تھے۔ اگر کسی محفل یا مجموعہ میں کھڑے ہو جاتے تو جمالِ جہاں آراء کی شناخت سب سے پہلے عمامہ مبارک (دستار یا پگڑی) سے ہو جایا کرتی تھی، جو کہ نہایت امتیاز کے ساتھ بندھا ہوتا تھا۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی طرح سے دستار باندھنا کسی کو نصیب نہ ہو سکا تھا۔ از روئے ادب کوئی باندھنے کی جرأت بھی نہیں کرتا تھا۔ دستار کے نیچے کپڑے کی تاج مبارک پہنا کرتے تھے۔ دستار مبارک اور لباسِ شریف کا رنگ ناسی (Golden Brown) ہوا کرتا تھا۔ کرتہ مبارک پہنا کرتے اور تہہ بند شریف باندھا کرتے تھے۔ جوتیاں شریف بھی اکثر ناسی رنگ ہی کی ہوا کرتی تھیں، جو کہ وضع میں آج کل کے جلسہ جوتوں کی طرح ہوا کرتی تھیں۔ کبھی کبھار لکڑی کی کھڑاویں بھی پہنا کرتے تھے۔

گیسو شریف بھی میانہ لمبائی والی ہوا کرتی تھیں۔ فُص الاستخوان (Collar Bone) جتنی لمبائی والی ہوتی تھیں۔ جب اس سے کسی قدر بڑھ جاتیں تو حجامت کروایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ کے نائی (حجام) نے بھی کبھی سر اقدس کو برہنہ نہیں دیکھا۔ حجامت کے وقت حضرت قبلہ کے لیے چادر بچھائی جاتی تھی جس پر تشریف فرما ہو کر حضرت قبلہ حجامت کرواتے تھے۔ حجامت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قبلہ اُٹھ کھڑے ہوتے اور حجامت شدہ موئے مبارک

(بال) مریدین و خلفاء جمع کر لیا کرتے اور آپس میں تقسیم کر لیا کرتے تھے۔ ایک پیالہ پانی میں اگر اس موئے مبارک کو غرق کر کے نکالا جائے، اور وہ پانی مریض کو پلایا جائے تو ہر ہر طرح کے مرض سے مولیٰ شفاء عطا فرماتا ہے۔ اگر تاج یا تعویذ میں بہ احترام رکھا جائے تو کامیابی اور ظفریابی حاصل ہو جاتی ہے۔ ویسے موئے مبارک کی صرف زیارت ہی روح کو مطمئن اور قلب کو تقویت عطا کرتی ہے۔

پیشانی مبارک کشادہ، منور اور منقّش تھی۔

ابروے شریف جدا جدا، پتلی اور اچھی طرح جمی ہوئی ہوتی تھیں۔

ای ہلالِ ماخمِ ابروئے تو

چشمانِ مبارک کشادہ، سرمگیں، ہلکی بھوری، پُر کشش اور دلنشین ہیں۔ چشمِ مبارک سے اگر کسی پر نظر فرمادیں تو دل تک پہنچ کر دل کے طبق طبق روشن فرمادیتی ہیں۔ چشمانِ مبارک انوار و تجلیاتِ نورِ الٰہی کا معدن و مخزن ہیں۔

تو سراپاء نور ہی نور ہے، بے مثال تیرا جمال ہے

تیری آنکھ نور محمدی، تیرے رُخ پہ قرباں بلال ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ناک مبارک کھڑی، سیدھی اور باوقار تھی۔

رُخسارِ مبارک نہ بہت بھاری تھے اور نہ ہی چپکے ہوئے۔ خوش رنگ و میانہ وضع تھے۔ آج بھی جب ہم ان کی تصویر دیکھتے ہیں تو ہمارا یہ حال ہوتا ہے۔

تازگی اس گلِ رُخسار کی کیا پوچھتے ہو

اس کے دیدار سے آنکھوں میں نمی آتی ہے

چہرہ شریف (داڑھی مبارک) نرم و ملائم ریشوں پر مبنی تھا۔ لمبائی ایک مشت ہوا کرتی تھی۔ ریشے مبارک ایک مشت سے بڑھ جاتے تو شوایا فرماتے تھے۔ تراشیدہ ریشے مبارک بھی موئے مبارک ہی کی طرح جمع کر لیے جاتے تھے۔ اعجاز و امتیاز میں ریشے مبارک بھی موئے مبارک ہی کی طرح ذیشان ہیں۔

شانہ مبارک (کندھے) گٹھیلے، کشادہ اور خوش وضع ہیں۔ دیکھنے سے معلوم پڑتا ہے کہ کافی مضبوط ہیں، اور کیوں نہ ہوں سلسلہ شطاری کا بوجھ انھیں شانوں نے اُٹھا رکھا ہے، جس پر شجرۂ شطاریہ کے سب بزرگ نازاں ہیں۔

تیرے کندھوں پہ ڈال ڈال کر ہم بوجھ اپنا
رہتے بے فکر ہیں اور تجھ سے سکوں پاتے ہیں

جیسا کہ ہم عرض کر چکے، حضرت صوفی صاحب قبلہ کم عمری ہی سے ورزش کیا کرتے تھے، چنانچہ سینہ مبارک نہایت خوش وضع اور کشادہ تھا۔

تیرے سینے کو بیاں کرتا ہے الم نشرح
صاحبِ علمِ لدنّی ہو تمہیں صوفی پیا

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے دستِ مبارک بھی بہت مضبوط تھے۔ ہتھیلی مبارک بھری ہوئی تھیں۔ انگشت شریف میانہ تھیں، نہ بڑی بڑی تھیں اور نہ ہی چھوٹی تھیں۔ سب سے خاص بات اس دستِ اقدس کی یہ ہے کہ جس نے اس دستِ حق پرست پر بیعت کی، بیعت کی اس نے اللہ حبیب کی۔ (بے شک یہ بیعت قرآنِ حکیم کی رو سے حضرتِ رسولِ خدا ﷺ کے لیے ثابت ہے اور حضرت صوفی صاحب قبلہ کا شجرۂ بیعت حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے)

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا

اس خداداد قدرت پہ لاکھوں سلام

قدمِ مبارک بہت ملائم اور بہت خوش وضع تھے۔اس ضمن میں صرف اتنا کہنا ہی کافی ہو گا:

آپڑے ہیں تیرے قدموں میں یہ سن کر ہم بھی
جو تیرے قدموں میں گرتے ہیں سنبھل جاتے ہیں

اے مولیٰ! ہمیں بھی ان قدموں کی زیارت نصیب فرما اور ان کے قدموں پہ نثار ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثمہ آمین بحقِ رحمۃً للعٰلمین

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے شب و روز

حضرت صوفی صاحب قبلہ کم خوردن، کم گفتن اور کم خفتن پر پڑی ثابت قدمی سے عمل پیرا رہا کرتے تھے۔یعنی کم کھاتے، کم بولتے اور کم ہی سویا کرتے تھے۔ صبح صادق سے پہلے بیدار ہو کر ہجرے مبارک سے بر آمد ہو جایا کرتے تھے۔ تازہ پانی سے غسلِ مبارک کیا کرتے تھے۔ غسلِ شریف کے بعد اذانِ فجر تک کے لیے ہجرے مبارک میں خلوت نشین رہا کرتے تھے۔بعد نمازِ فجر ہجرے شریف سے بر آمد ہوتے اور محفلِ پند و نصائح سجایا کرتے تھے۔اس محفل میں جید ترین تعلیم و تربیت ، وعظ و بیانات اور مشورہ جات وغیرہ فرمائے جاتے تھے۔اس کے بعد اشراق کے وقت واپس ہجرے شریف میں خلوت اختیار کرتے تھے۔9 سے 10 بجے کے درمیان دوبارہ بر آمد ہوتے، کبھی ناشتہ فرماتے پر اکثر شکمِ مبارک کو یوں ہی نہار رکھا کرتے تھے۔اگر کچھ ناشتہ فرماتے تو وہ بھی نہایت ہلکا پھلکا ہوا کرتا تھا۔پھر بعد ظہر کچھ دیر مزید ہجرے شریف میں خلوت نشینی اختیار فرمایا کرتے تھے۔بعد عصر کچھ ہلکی ہلکی چہل قدمی فرماتے جس میں

اکثر و پیشتر مریدین و معتقدین ساتھ ساتھ ہوا کرتے۔ چہل قدمی کے دوران یا تو توضیحات و ہدایات فرماتے یا لوگوں کے مسائل سماعت فرمایا کرتے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہ تھا کہ حضور کے گوشے گذار ہوتے ہی حل نہ ہو جائے۔ یہ اللہ حبیب کی نشانیوں میں سے ہے کہ آج بھی ہم جب کبھی حضور کے مزارِ شریف کے روبرو ہو کر کوئی مسئلہ پیش کرتے ہیں تو فوری سے پیشتر حل ہو جایا کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بس ان کے مزارِ مبارک کا خیال ہی کرتے ہوئے جب ہم مسائل کو پیش کرتے ہیں تب بھی ہمیں اللہ حبیب مایوس نہیں فرمایا کرتا ہے۔

بعد مغرب کبھی کچھ غذا تناول فرمایا کرتے یا پھر اسی طرح خالی شکم رہا کرتے۔ بعد عشاء باضابطہ طور پر ذکر کی محفل یا حلقۂ طریقتِ صوفیہ سجائی جاتی جو کہ نہ بہت طویل ہوتی اور نہ بہت قلیل ہوا کرتی۔ اس محفل کی طوالت و قلالت حاضرین کے مزاج کے مطابق ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد حمدیہ، نعتیہ اور دیگر کلام کی محفل ہوا کرتی تھی۔ حاضرین میں سے خوش الحان اصحاب ان کلام کو پیش کیا کرتے تھے۔ دیر رات کو یعنی کبھی 1 بجے تو کبھی 2 بجے حضرت قبلہ ہجرے میں خلوت نشین ہو جایا کرتے تھے۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ کے لیے فراہم کی جانے والی غذا تیار کرنے کے لیے چولہا 8 دن میں صرف ایک دفعہ سلگھایا جاتا تھا۔ صرف 4 تا 5 جواری کی روٹیاں پکائی جاتی تھی۔ ہر روٹی کو چار چار حصوں میں توڑ لیا جاتا تھا۔ پھر وہ روٹیاں دھوپ میں سکھا کر خشک اور کڑک کر لی جاتی تھی۔ پھر ان روٹیوں کو کپڑے کی تھیلی میں جمع کر لیا جاتا اور ہجرے شریف میں کھوٹی سے ٹنگا دیا جاتا تھا۔ حسبِ ارشاد خدمتِ اقدس میں پیش کی جاتی تھی۔ مٹی کے ایک کلیہ میں پینے کا پانی پیش کیا جاتا تھا۔ مٹی کی سائنک (کنڈا) تھوڑی سی لال مرچ کے ساتھ پیش کی جاتی

تھی۔ حضرت قبلہ سائنک میں سوکھی روٹی کا چوتھائی ٹکڑا رکھا کرتے اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈال دیا کرتے، جس کی وجہ سے کڑک روٹی میں دوبارہ کچھ نرمی آجایا کرتی تھی۔ پھر اس روٹی سے حضرت قبلہ چھوٹے چھوٹے لقمے بناتے جاتے اور تھوڑی تھوڑی سی لال مرچ لگاتے ہوئے تناول فرمایا کرتے۔ نہایت عمدگی اور خاموشی سے ان لقموں کو اچھی طرح چبایا کرتے تھے۔

ایسی سادی اور ہلکی غذا تناول فرماتے ہوئے زیادہ تر حضرت قبلہ کی آنکھوں میں نمی رہا کرتی تھی۔ جب اس نمی کے بارے میں حضرت قبلہ سے سوال کیا گیا تو ارشاد ہوا کہ یہ اللہ حبیب کے شکر بجالانے کو ہیں کہ اس نے فقیر کو کھانا کھلایا۔

جب حضرت قبلہ کسی سفر پر روانہ ہوتے تو روٹیوں کی یہی تھیلی ساتھ ہوا کرتی اور حضرت قبلہ اسی طرح اپنے معمول کی غذا تناول فرمایا کرتے تھے۔

اگر کبھی غذا یا پانی کو ضائع ہوتا دیکھتے تو برہم ہو جایا کرتے تھے۔

حضرت قبلہ نے زندگی میں کبھی بے وضو غذا کو تناول نہیں فرمایا۔

حضرت قبلہ نے مرید بناتے وقت مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ جب لقمہ ہاتھ میں لو تو احتیاط سے منہ میں رکھو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو، جب تک لقمہ کو چباتے رہو تو سبحان اللہ العظیم کہتے رہو اور جب نگلو تو الحمد للہ کہا کرو۔ ذکرِ الٰہی کے ساتھ کھائی جانے والی غذا ذاکر کو مزید توانا کر دیتی ہے۔

اللہ اللہ! کیسی نرالی اور کیسی صبر آزما غذا کھاتے ہیں وہ کہ جن کی زد میں کائنات کو مسخر کر دیا گیا ہو۔ مولیٰ! کچھ ایسا کرشمہ ہو جائے کہ ہم فقیروں کو اس عظیم آقا کا ایک ٹکڑا نصیب ہو جائے اور ہم کہتے پھریں کہ

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر میں نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

☆☆☆☆

اے عزیز! حضرت صوفی صاحب قبلہ شعر و سخن کو بھی بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور مرموز اشعار پر دادِ تحسین بھی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ سننے میں بزرگوں کے اشعار پسند فرماتے تھے۔ ظاہر ہے شاعری سے رغبت ہے تو خود بھی جید ترین شاعر ہیں۔ حضرت قبلہ نے اپنا تخلّص حسین فرمایا ہے۔ حضرت قبلہ کے اکثر اشعار و نظمیں زبانِ فارسی میں ہیں، لیکن اردو پر بھی حضرت قبلہ نے احسانِ سخن فرمایا ہے۔

جو اشعار حضرت صوفی صاحب قبلہ کی خدمت میں سنائے جاتے ان میں سب سے زیادہ محبوب و مرغوب کلام بزرگانِ دین کے ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ، حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت پیرانِ پیر غوثِ اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولیٰنا روم علیہ الرحمۃ، حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ، حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولیٰنا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ، حضرت بو علی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ، حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ، حضرت صوفی علی سرمست قلندر علیہ الرحمۃ کے کلام کو زیادہ ذوق و شوق سے سماعت فرمایا کرتے تھے۔

اوپر بیان کردہ بزرگوں کے کلام، بازار میں دستیاب ہو جاتے ہیں۔ ہم اس عظیم ترین آقا کے حقیر ترین غلام ان میں سے وہ کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو بازار میں دستیاب نہیں ہوتے۔ علاوہ اس کے درگاہ شریف صوفی نگر میں بہت سے غلامان ایسے بھی گزرے ہیں جنھوں نے حضرت صوفی

صاحب قبلہ کی شانِ مبارک میں کلام (منقبت) لکھے ہیں۔ ان میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کے سجاد گان بھی شامل ہیں۔ ان منقبت جات میں سے ہم چند چُنندہ منقبت کو بھی پیش کر رہے ہیں۔

بارگاہِ الوہیت میں دعاء ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور تمام غلطیوں کو تاہیوں کو زِلطفِ کرم معاف فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

دکن کے اولیاء میں آستانۂ صوفی
کر دیتا ہے مست و جبار پیمانۂ صوفی

شعر از حضرت صوفی شاہ محمد عبد الواحد قادری شطاری صاحب قبلہ، سجادہ نشین اوّل

.....

کلام حضرت صوفی علی سرمست قلندر صاحب قبلہ

ناندوراشریف

تو نے کیا آتشِ حل کردہ پلا دی ساقی
پھونک ڈالا ہے جگر آگ لگا دی ساقی

کوئی آفت تیرے میخانے پہ آنے کی نہیں
سب دعاء گو ہیں کہ جتنے ہیں شرابی ساقی

تیرا جی چاہے تو پلوادے کوئی جامِ شراب
ہاتھ پھیلانے کا بندہ نہیں عادی ساقی

گر کوئی فعل کروں پی کے شریعت کے خلاف
پھر تو بے شک مجھے سولی پہ چڑھا دے ساقی

ایک دو جام کی خاطر نہ چُرا مجھ سے تو آنکھ
عین مستی میں نہ تو مجھ کو دغا دے ساقی

تیرا جی چاہے تو کونین کے قصے سن لے
پانچ پیالے مجھ گِن گِن کے پلا دے ساقی

مستؔ کیا جانے کدھر دیر ہے کعبہ ہے کہاں
عمر ساری تیری بھٹّی میں گزاری ساقی

با ادب با ہوش رہنا ہر نفس ہر آن تم
یہ درِ صوفی ہے کسی اہلِ زر کا گھر نہیں

شعر از حضرت صوفی محمد رشید احمد اسیر قادری شطاری صاحب، قدس اللہ سرہٗ
دامادِ حضرت سجادہ نشین اول، متوطن نظام آباد، حال مقیم درگاہ شریف صوفی نگر

نعت رسولِ مقبول ﷺ

از حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ

روئے احمد کا تصور چشم میں آنے تو دو
ظاہرہ دیگا دکھائی دھیان جم جانے تو دو

نورِ احمد چشمِ ظاہر میں عیاں ہو جائے گا
خاکپائے بوتراب آنکھوں میں بھر جانے تو دو

ساقیا! باقی نہ چھوڑو شربتِ دیدار کو
منھ تلک جامِ نبی میرے ذرا لانے تو دو

میکشو! بزمِ نبی میں بادۂ توحید کو
آج دل بھر بھر پیئں گے ان کو پلوانے تو دو

صوفیؔ اب عشقِ نبی میں رند بہ مشرب ہوا
کیا وہ سمجھاتے ہیں ہم کو آنے سمجھانے تو دو

کلامِ صوفیانہ

از حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ

کام کچھ نہیں مسجد و بت خانے سے
ساقیا فیض ہے ہم کو تیرے میخانے سے

کس کو درکار ساقی کزک و نقل کتاب
سیری ہوتی ہے نہیں لختِ جگر کھانے سے

شیخ تو مجھ سے عبث پوچھے ہے مذہب میرا
کام کچھ مجھ کو نہیں دیر و حرم جانے سے

راز جاناں کا جو تھا میں نے نہ جانا ہرگز
کھل گیا ہے میرے رہبر یہ تیرے بتلانے سے

جب خودی اپنی ہوئی گم ہم نے خدا کو پایا
ہے حیاتِ ابدی بس جیتے جی مر جانے سے

دور ہوگا نہ میرے دل سے کبھی عشقِ صنم
فائدہ کچھ بھی نہیں ناصح تیرے سمجھانے سے

میں تو صوفیؔ ہوں نہ کچھ عابد و زاہد، ملاّ
ہے تعلق میرے دل کو کسی مستانے سے

کلامِ صوفیانہ

از حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ

طلب میں یار کی مٹنا مجاہدہ ہے یہی
نظارۂ رخِ خوباں مشاہدہ ہے یہی
جمالِ چہرۂ زیبا کا تو تماشہ کر
کہ وجہ خالقِ مطلق کا رہنما ہے یہی
شہید تیغِ نگاہ سے میں یار کے جو ہوا
کھلا یہ راز کہ بس منزلِ فنا ہے یہی
نگاۂ یار سے ہوتا ہے جو دل بے چین
پتہ یہ ہم کو ملا اب کہ دلربا ہے یہی
جمالِ یار کو جس نے ازل میں دیکھا تھا
صنم کو دیکھ کے بولا وہ آشنا ہے یہی
جو چشم ابرو تیرے دیکھے حامیِ دل نے
کہا کہ طاقِ حرم خانۂ خدا ہے یہی
مٹادے آپ کو صورت میں اس قدر عاشق
کہ صوفی تجھ کو کہے صافیِ صفا ہے یہی

کلامِ صوفیانہ

از حضرت صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ

آہ و فغاں کی لذت، جو دل ہلے تو ملے
نشانِ نکہتِ گل جب کلی کھلے تو ملے

نشانِ دل نہیں پاتا میں اپنے پہلو میں
میری زبان شائد کہیں ملے تو ملے

ہوں باغِ حسن میں لیکن ہے بند غنچۂ لب
مزہ چمن کا یہ غنچہ اگر کھلے تو ملے

بن جائے حمد قصیدۂ ثنا بت میں کہے
ثواب گر نہ ملا جرح کیا صلے تو ملے

کھجا رہا ہے تو زخموں کو اپنے اے عاشقؔ
پر اس کا لطف کوئی زخم اگر چھلے تو ملے

کلام حضرت صوفی صاحب قبلہ

صبر کر دل تو اب، وقتِ سکندر ہونے والا ہے
فقر میں نامزد ہے تو، قلندر ہونے والا ہے

تجھے پوجیں گے مشرق سے، و مغرب اک زمانے تک
ملیں گی ندّیاں تُو تو، سمندر ہونے والا ہے

بشر تو کیا ملائک بھی، کریں گے جان قرباں سب
کئی پریاں بھی ہوں گی، تُو تو اِندر ہونے والا ہے

انانیت کا باجا جب، بجے گا گنجِ مخفی میں
یہ کثرت سب تیری ہوگی، تو سُندر ہونے والا ہے

لگا کر گنجِ مخفی میں، تو غوطہ سرِّ وحدت کا
کرے گا لن ترانی حق، تو اَندر ہونے والا ہے

حسینؔ اب سرِّ عناصر کو، نہ رکھ اپنے وجود اَندر
تو بندہ ہے وہ مولیٰ ہے، تو گھر گھر ہونے والا ہے

☆☆☆☆☆

☆☆☆

نعرۂ مستانہ

کلام حضرت صوفی صاحب قبلہ

وحدت الوجود کے ارتقائی منازل

تو بتلا تجھے سمجھیں کیا اے خدا ہم
مرَض دل کا سمجھیں، کہ دل کی دوا ہم

حرم میں بھی تو، بت کدے میں تو ہے
صنم سمجھیں تجھ کو، کہ سمجھیں خدا ہم

تصوّر میں نقشہ کھنچا جب سے تیرا
نہیں دیکھتے کچھ، تیرے ما سواء ہم

جو اپنے کو دیکھا، تو دیکھا خدا کو
خدا گر نہیں، پر ہیں شانِ خدا ہم

خودی جب مٹائی، تو پایا خدا کو
حقیقت کا کس سے، کہیں ماجرا ہم

ہوئے ایک قطرے ، سے انسان جب ہم
پھر انسان سے گر، بنیں گے تو کیا ہم

پہیلی خودی ہے، پہلے شَخص کی
ہوئے تجھ سے مل کر، خدا جانے کیا ہم

ہم اپنے ہی میں جب، تجھے پا رہے ہیں
تو بتلا کہ سمجھیں، پھر اپنے کو کیا ہم

خدا تجھ کو کہتے ہیں، اوُر ہم کو بندہ
اس عنوان سے ہو، گئے ہیں جُدا ہم

اگر نہ حقیقت، کا ہے علم تجھ کو
فنا تجھ میں ہو کر، رہے اور کیا ہم

حسینؔ اب نہ کھو لو، یہ رازِ محبت
لگادیں گے پھر سے، انا الحق صدا ہم

۲۴؍صفر المظفر ۱۳۳۹ھ مطابق ۵؍نومبر ۱۹۲۰ء

کلام حضرت صوفی شاہ محمد عبدالواحد قادری شطاری صاحب قبلہ

شانِ صوفیت

صوفیوں کا صوفی ہے، صوفی ِ دل دار شوخ
تارِ نفَس سے کرتا، آشکارِ یار شوخ

بے حد نرالی یہ، صورتِ معشوق ہے
ہر کسی کے دل کا ہے، پیارا خریدار شوخ

شُہرت اس کی ہوتی ہے، ہر ایک مَن پہ عیاں
کیسا حَسیں ہے حُسین یہ، میرا طرح دار شوخ

جب کبھی بھی نام اس کا، میرے لب پہ آتا ہے
مست نظر آتا ہے، اس کا وہ دیدار شوخ

مبروک بلبلوں کو، یہ گُلِ صنوبر ہو
آہی گئی گلشن میں، فصل ِ دل بہار شوخ

ہو مبارک شطار اور، چشتی و نظامی کو
اس چمن کا ہے قادر، یہ میرا سردار شوخ

اِنس و جن کا مالک کیا؟ ہے سبھی خدائی کا
ہر آن پردے سے، ہے عیاں مختار شوخ

واحدؔ! فردوسِ بریں، کی طلب ہے غفلت کی
نورٌ علیٰ نور ہے، وعیدِ طرف دار شوخ

☆☆☆☆☆

کلام حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر اقبال پاشاہ قادری شطاری صاحب قبلہ

صوفی تیری گلی میں

کیا کیا بہار آئی، صوفی تیری گلی میں
بس تازگی ہے چھائی، صوفی تیری گلی میں

آبِ حیات ملتی، ہے تیرے میکدے میں
ہر قطرہ ضو فشائی، صوفی تیری گلی میں

ایسا نہ کوئی ساقی، تجھ سا جہاں میں پایا
ہر رند ہے ندائی، صوفی تیری گلی میں

ذروں کو تو نے بخشی، ہر دم ضیائے نوری
خیرات ہے ضیائی، صوفی تیری گلی میں

مستی کا حال پوچھے، میکش سے کوئی تیرے
مستی ہے انتہائی، صوفی تیری گلی میں

ہے رسمِ جام جاری، مدہوش میکدہ ہے
ذاکر نے بھی چلائی، صوفی تیری گلی میں

احترام صوفی کا

ہے دل میں میرے انوکھا مقام صوفی کا
دم بہ دم سانس میں جاری ہے نام صوفی کا

اولیاء بھی ہوا کرتے ہیں ادب سے حاضر
نظامِ مولیٰ علی ہے نظام صوفی کا

وہ مست رہتے ہیں ان کے ہی گیت گاتے ہیں
نصیب ہو گیا ہے جن کو جام صوفی کا

قریب ہوں گے وہ دیدار بھی کریں گے ضرور
وہ جن کو آ گیا ہو احترام صوفی کا

انھیں کا بجتا ہے دنیا میں چار سو ڈنکا
کہ جن کو آ گیا ہے کرنا کام صوفی کا

نگاہِ صوفی سے ہوتے ہیں اولیاء پیدا
کچھ اس طرح کا ہے دیکھو نظام صوفی کا

بے ڈھونڈے ملتی منزل انھیں کو اے عاشقؔ
کہ نام لیتے ہیں جو صبح و شام صوفی کا

از حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر حسین ذیشان پاشاہ قادری شطاری صاحب قبلہ
سجادہ نشین، درگاہ شریف صوفی نگر، نرمل

منقبتِ صوفی

از حضرت سید علی صہبائی قادری شطاری صاحب

میرے صوفی تیرے در پر تمنا لیکر آیا ہوں
ہزاروں آرزؤں کا خزانہ لیکر آیا ہوں

تو ہی بیڑا لگا دے پار تو کچھ بات بن جائے
تیرے دریائے الفت میں سفینہ لیکر آیا ہوں

تیرے در سے مرادیں سب کی پوری ہوتی جاتی ہیں
کرم کر میں بھی حالِ مفلسانہ لیکر آیا ہوں

اجازت دے فداء ہونے کی اپنے شمعِ الفت پر
میں پروانہ کا ذوقِ عاشقانہ لیکر آیا ہوں

فرشتے قبر میں پوچھیں تو صہبائی یہ کہہ دونگا
میں صوفی کی امانت کا خزانہ لیکر آیا ہوں

نعت شریف

اے بحرِ کرم میری بھی طرف، ہلکا سا اشارہ ہو جائے
مدّت سے پیاسی آنکھوں کو، پل بھر تو اشارہ ہو جائے

جو دل کا سہارا بن جائے، وہ آنکھ کا تارہ ہو جائے
جینا تو کجا پھر اس کے لیے، مرنا بھی گوارا ہو جائے

رحمت کی نظر گر اُٹھ جائے، احساسِ غمِ دل مٹ جائے
ہم درد کے ماروں پر اتنا، احسان تمہارا ہوجائے

کیا پیشِ مسیحا مشکل ہے، بیمار کا اچھا ہو جانا
نظروں کی ذرا اک جنبش سے، ہر کام ہمارا ہو جائے

جب آپ ہیں ملّاح خود اِس کے، کیا خوفِ طلاطم کشتی کو
طوفان کی اُٹھتی موجوں سے، ساحل کا نظارہ ہو جائے

جب دُر سے تمہارے نسبت ہے، کچھ خوف نہ کوئی وحشت ہے
کیا فکر ہے روزِ محشر کی، اس کو جو تمہارا ہو جائے

دنیا سے الگ ہو جانے کو، کہتے ہیں محبت اے نصرتؔ
لگتی ہے کنارے یہ کشتی، جب سب سے کنارا ہو جائے

*****

از حضرت صوفی شاہ محمد غلام نبی نصرتؔ واحدی قادری شطاری صاحب علیہ الرحمہ
منتظمِ اوّل درگاہ شریف صوفی نگر، بانی وصدر مدرس نیشنل ہائی اسکول، نظام آباد، حال مقیم درگاہ شریف صوفی نگر، نرمل

دیارِ صوفی میں

آستاں ہے یہ محبوبِ رب کا، جلوہ گر اس سے شانِ خدا ہے
سب کی پوری مرادیں ہوئی ہیں، کون اس در سے خالی گیا ہے

☆☆☆☆☆

بن کے آیا ہے تیرا سوالی، جھولی تیرے گدا کی ہے خالی
صدقہ شانِ سخاوت کا دے دے، منتظر کب سے تیرا گدا ہے

☆☆☆☆☆

خاک چھانی ہر اک آستاں کی، ٹھوکریں، کھائیں سارے جہاں کی
لے کے امید کا اک سہارا، کوئی در تک تیرے آگیا ہے

☆☆☆☆☆

ہے گذر ایسی راہوں پہ میرا، جن پہ چھایا ہوا ہے اندھیرا
روشنی کی عطا اک کرن ذرّہ ذرّہ تیرا پُر ضیا ہے

☆☆☆☆☆

اک نگاہِ کرم کی جے مولیٰ، ہو کے نصرتؔ پریشان آیا
ہے مخالف بھی سارا زمانہ، اور قسمت بھی اس سے خفا ہے

☆☆☆☆☆

از حضرت صوفی شاہ محمد غلام نبی نصرتؔ واحدی قادری شطاری صاحب علیہ الرحمہ
منتظمِ اوّل درگاہ شریف صوفی نگر، بانی وصدر مدرس نیشنل ہائی اسکول، نظام آباد، حال مقیم درگاہ شریف صوفی نگر، نرمل

☆☆☆☆☆

منقبت درشانِ صوفی سرکار

زباں پر جب سے نامِ صوفیِ سرکار جاری ہے
تبھی سے قلب پہ فیضِ خفی اسرار جاری ہے

تیری زلفوں کے بل میں دیکھتا ہوں میں خدائی کو
ہر عالم میں ولایت کا تیری اقرار جاری ہے

سنا ہے میں نے ہاشم پیر کو یہ ناز سے کہتے
میرے صوفی سے دیکھو مشربِ شطار جاری ہے

میسر ہے جسے دامانِ صوفی ہے وہ خوش قسمت
کہ اس پر خاص لطفِ احمدِ مختار جاری ہے

رضیؔ سجادۂ صوفی کے دامن کو پکڑ کر رکھ
یہیں سرکارِ صوفی کا وہی کردار جاری ہے

از جناب ڈاکٹر غلام احمد رضیؔ قادری شطاری صاحب
پی۔ایچ ڈی (بایوٹیکنالوجی)
ولد حضرت صوفی شاہ محمد غلام نبی نصرتؔ قادری شطاری صاحب علیہ الرحمہ
نیشنل ہائی اسکول، قلعہ روڈ، نظام آباد

قبضہ میرے صوفی کا

آ جائے نظر مجھ کو، جلوہ میرے صوفی کا
ہو جائے کرم مجھ پر، اتنا میرے صوفی کا

رکھتے ہیں خبر ہر پل، وہ اپنے دیوانوں کی
دل پر ہے دیوانوں کے، قبضہ میرے صوفی کا

اک بار کہ جو آیا، در پر میرے صوفی کے
تہہ دل سے ہوا وہ بھی، شیدا میرے صوفی کا

رہتی ہے نگاہوں میں، صورت میرے صوفی کی
رہتا ہے نگاہوں میں، روضہ میرے صوفی کا

دنیا سے میں عقبیٰ سے، بے فکر ہوا جب سے
دامن میرے ہاتھوں میں ، آیا میرے صوفی کا

منگتا ہوں میں منگتا ہوں، منگتا میرے صوفی کا
پاتا ہوں میں پاتا ہوں، صدقہ میرے صوفی کا

دنیا کے سہارے سب، چھوٹیں تو نہیں پروہ
سر پر ہو غنی کے بس، سایہ میرے صوفی کا

از

جناب صوفی شاہ عبدالغنی قادری شطاری صاحب

ناندیڑ

صوفی نگر کے بادشاہ

صوفیوں کا تو شہنشاہ، صوفی نگر کے بادشاہ
سب سے بھلی تیری پناہ، صوفی نگر کے بادشاہ

****

جاؤں تو میں جاؤں کہاں، در پہ تیرے آنے کے بعد
ہے تو ہی بس آقا میرا، صوفی نگر کے بادشاہ

****

دین تیری ہے لا فنا، کیوں کہ تو ہے لا انتہا
بے مثل ہے تیری عطا، صوفی نگر کے بادشاہ

****

واحد علی، ذاکر علی، عظمت تیری عظمت علی
تو اولیاء کا سربراہ، صوفی نگر کے بادشاہ

****

باپ، دادا اور زکیؔ، سب تو تیرے خادم ہوئے
نسلِ آئیندہ بھی بچا، صوفی نگر کے بادشاہ

****

از خاکپائے پیرومرشد عبدِ صوفی

صوفی عرفان علی شاہ المعروف صوفی غلام محمد ذکی قادری شطاری

منتظم درگاہ شریف صوفی نگر، نزل

مدرس، سیکریٹری اینڈ کرسپانڈینٹ، نیشنل ہائی اسکول، قلعہ روڈ، نظام آباد

سیدی ہاشمی صوفی

سیدی ہاشمی سرکار، اے میرے صوفی
دید دل دم کے ہو مختار، اے میرے صوفی

****

چھین لو مجھ سے میری دنیا کی محبت کو
کہ ہلاکت کے ہیں آثار، اے میرے صوفی

****

ہاتھ آجائے غلامی تو زندگی پاؤں
زندگی بن تیرے دشوار، اے میرے صوفی

****

تیری ٹھوکر میں پلے جو بھی وہی عارف ہیں
ایک ٹھوکر مجھے دو مار، اے میرے صوفی

****

مشربِ عشق و محبت کا تُہی ساقی ہے
ہے تُہی ساقیِ شطّار، اے میرے صوفی

****

اب خدارا اسے تھامو کہ مر نہ جائے کہیں
یہ زکی ہے تیرا بیمار، اے میرے صوفی

******* ازعبدِصوفی *******

صوفی ذکی شطاری، منتظم درگاہ شریف، صوفی نگر

ترانۂ غلامِ صوفی

ہاشم سے غلاموں نے کی عرض کہ اے آقا
صوفی نگر سے آیا، لینے کو تیرا صدقہ
فرمایا یہ ہاشم نے، کم بینا ارے ناداں
وہ صوفی بھی ہم یہ ہیں، نہ تجھ کو نظر آیا؟
تجھ کو نوازنے کو، بیٹھا میرا صوفی ہے
ہاشم کے سمندر سے پلاتا ہے وہ ساقی ہے
ہاشم کی مصلحت ہے کب تیری نظر میں
صوفی کو بٹھا رکھا ہوں میں صوفی نگر میں

بڑے غلام نواز، حُسنو نرالے صوفی عنبریں ، عنبریں، گیسوؤں والے صوفی
حُسنو نرالے صوفی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہے شاہِ مدینہ سے سیکھی نوازش غلاموں پہ کرتے ہیں رحمت کی بارش
حُسنو نرالے صوفی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جو صوفی کو بھائے، قلندر بنے گا وہ خود معرفت کا سمندر بنت گا
بڑے غلام نواز، حُسنو نرالے صوفی عنبریں ، عنبریں، گیسوؤں والے صوفی
گیسوؤں والے صوفی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جو زلفوں کو بکھرایا صوفی پیا نے جہاں سارا مہکایا صوفی پیا نے
جو زلفوں کو سلجھایا صوفی پیا نے تو عاشق بنایا ہے صوفی پیا نے
جو چہرے زلفیں ہٹاتے ہیں صوفی غلاموں کو عارف بناتے ہیں صوفی
گیسوؤں والے صوفی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بڑے غلام نواز، حُسنو نرالے صوفی　　عنبریں ، عنبریں، گیسوؤں والے صوفی

غلام کوئی ہو، چاہے غلام کیسا ہو　　جو در پہ آگئے سب کو سنبھالے صوفی

چاہے غلام کیسا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غلاموں کو در پہ بلاتے ہیں صوفی * قسم ہے خدا کی نبھاتے ہیں صوفی
سبھوں پہ شفقت برابر ہے انکی * سبھوں پہ سخاوت برابر ہے انکی

چاہے غلام کیسا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غلام متقی ہو یا غلام فاسق ہو * ہو کوئی کاذب یا کہ غلامِ صادق ہو
غلام زاہد ہو یا غلام عاشق ہو * غلام مغربی ہو یا بہ سمتِ مشرق ہو
غلام عارف ہو یا غلام جاہل ہو * غلام با عمل ہو یا غلام کاہل ہو
غلام ادنیٰ ہو یا غلام اعلیٰ ہو * غلام مفلس ہو یا کہ پیسے والا ہو
غلام دور مکین یا قریب والا ہو * غلام بچہ، جواں ہو یا غلام بوڑھا ہو

چاہے غلام کیسا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غلام کوئی ہو، چاہے غلام کیسا ہو　　جو در پہ آگئے سب کو سنبھالے صوفی

غلاموں کو در پہ بُلاتے ہیں صوفی * حقیقتِ کعبہ دکھاتے ہیں صوفی
غلاموں کو در پہ بُلاتے ہیں صوفی * طریقِ طریقت سکھاتے ہیں صوفی

جو در پہ آگئے سب کو سنبھالے صوفی

وہی غلام کسی اور در پہ جاتا نہیں　　کہ جس غلام کو، اپنا بنالے صوفی

قسم خدا کی مرادوں کی جھولی بھر دیں گے　　کہ جس کسی کو بھی خود در پہ بُلالے صوفی

جہاں میں کوئی بھی تم سا نہیں غلام نواز　　کیا اپنے اپنوں کو غیروں کو بھی پالے صوفی

ہوصوفی کنجیِ حق! لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ہماری روح کے سب کھول دو تالے صوفی

حق! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ولی کو ولایت یہیں پر ملے گی ٭عرف، معرفت بھی یہیں پر ملے گی
طریق و طریقت یہیں پر ملے گی ٭کہ حق کی حقیقت یہیں پر ملے گی

حق! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ کلمہ کی کنجی بھی صوفی پیا ہیں ٭فقد گنجِ عرشی بھی صوفی پیا ہیں
وَاللّٰہ فِی نَفْسِیْ بھی صوفی پیا ہیں ٭کہ وہ رازِ مخفی بھی صوفی پیا ہیں

ہوصوفی کنجیِ حق! لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ہماری روح کے سب کھول دو تالے صوفی

سب کھول دو تالے صوفی ۔ ۔ ۔ ۔

ہیں جیسے بھی ہیں تمرے خادم پیا جی ٭نبھا لیجے ہم کو ہیں مجرم پیا جی
گرہ کھل نہ پائے گی روح سے ہماری ٭نگاہ اک تمہاری ہے لازم پیا جی

ہوصوفی کنجیِ حق! لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ہماری روح کے سب کھول دو تالے صوفی

زکی کو مل گئے صوفی تو شکلِ اَحْمَد میں نظر یہ آئے اُسے جس کو دکھالے صوفی

صوفی ہیں شکلِ احمد میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کرو یاد کیا ہے وصیّتِ صوفی ٭کہ سجادہ میں ہوگی صورتِ صوفی
کہ گنبد سے آئے ہیں صوفی نکل کر ٭بنے بیٹھے احمد ہیں حلیہ بدل کر

صوفی ہیں شکلِ احمد میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

زکی کو مل گئے صوفی تو شکلِ اَحْمَد میں نظر یہ آئے اُسے جس کو دکھالے صوفی

ترانہ از مریدِ **حضور احمد پیا سرکار** سجادہ نشین سوم درگاہ شریف صوفی نگر، زکی شطاری

طریقۂ حلقہ شریف

مرحمت از حضرت صوفی صاحب قبلہ

1. اَستَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ۝

11 مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ

2. درجہ ذیل قصیدہ پڑھیں یا اگر حلقہ شریف کا کوئی اور قصیدہ ہو تو بھی پڑھا کریں

حاضر و مہرباں درود پڑھو — از دل وقلب و جاں درود پڑھو
سن محمد مصطفیٰ کا نام — با خوشی شاد ماں درود پڑھو
با ادب بیٹھو گفتگو نہ کرو — رہو خاموش ہاں درود پڑھو
شانِ حضرت میں خود خدا ہی نے — کیا نازل قرآں درود پڑھو
خود خدا پڑھ رہا درود ان پر — کیا ہی ہے عزّ وشاں درود پڑھو
نام حضرت کا سن تڑپتے ہیں — عاشقِ خستہ جاں درود پڑھو
پڑھیے حلقہ تو آتی ہے اس جاء — روح اطہر وہاں درود پڑھو
یہ مقامِ ادب ہے اے یارو — ہو نہ شوروفغاں درود پڑھو
نام حضرت کا بوسہ لے لے کر — چومتے قدسیاں درود پڑھو

احمدِ پاک کا نہیں ثانی
احقرِ بے گماں درود پڑھو

3. صدرِ حلقہ یا صدرِ حلقہ کی اجازت سے کوئی بھی شخص با آوازِ بلند درودِ تاج پڑھیں۔ پھر جب پڑھنے والا تَسْلِیْمًا پڑھے تو سب مل کر موجود بینچوں پر درودِ شریف پڑھنا شروع کریں۔

4. جب بینجوں پر پڑھنا ختم ہو جائے تو 11 مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

5. سب حاضرین ایک آواز ہو کر با آوازِ بلند نامِ پاکِ بڑے پیر صاحب اس طرح پڑھیں:

یَا شَیْخ ُعَبْدُ القَادِرْ جِیلَانِی شَئِیٍ لِلّٰہِ
اَغَثنِیْ اَمدُدْ نِی
حَقُّ اللہ

11 مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھیں

6. اب یوں پڑھیں:

حَسْبِیْ رَبِیّْ جَلَّ اللہ* مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیرُ اللہ
حَقْ *لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نُوْرٌ* مُحَمَّدْ صَلَّ اللہ

11 مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھیں

7. جب سب خاموش ہو جائیں تو اب ذکرِ ضربِ القلب ایک اور بلند آواز سے پڑھیں۔ ذکرِ شریف یہ ہے:

حَقُّ * مَو جُودُ * اِلَّا اللہ

گنتی کئے بغیر پڑھیں۔ اتنا کہ قلب گرم ہو جائے۔

8. شروع ہی کی طرح پھر سے درودِ تاج پڑھا جائے۔ اس کے بعد اُٹھ کھڑے ہوں اور صلوٰۃ و سلام اس طرح پڑھیں۔

9. اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

تین مرتبہ

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

تین مرتبہ

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَحْبُوْبَ اللہِ

تین مرتبہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

تین مرتبہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخَ اللّٰہِ

تین مرتبہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صُوْفِیَ اللّٰہِ

تین مرتبہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ایک مرتبہ

☆☆☆☆☆

10. اب شجرۂ طیبہ پڑھیں:

ھُوَ الرَّشِیْدُ۝
قَولَہٗ الْحَقُّ۝ وَ لَہٗ الْمُلْکُ۝
کٓھٰیٰعٓصٓ۝سَیِّدُنَاجِبْرَائِیْلُ۝ عَلَیْہِ السَّلَامُ۝
حٰمٓعٓسٓقٓ ۝سَیِّدُنَامِیْکَائِیْلُ۝ عَلَیْہِ السَّلَامُ۝
طٰہٰ۝سَیِّدُنَااِسْرَافِیْلُ۝ عَلَیْہِ السَّلَامُ۝
یٰسٓ۝سَیِّدُنَاعِزْرَائِیْلُ۝ عَلَیْہِ السَّلَامُ۝

******

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمُ
مَن قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دَخَلَ الجَنَّۃَ بِلَا
حِسَابِ وَلَا عَذَابِ وَلَا کِتَابِ
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۝

1. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل رحمۃ للعٰلمین خاتم النبیین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ اصحابہ وبارک وسلم

2. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب حضور مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

3. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سید الشاب اہل الجنۃ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
4. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
5. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
6. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
7. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ
8. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید السادات سید الامام سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ
9. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ المشائخ معروف کرخی قدس اللہ سرّہ العزیز
10. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ المشائخ سرّی سقطی قدس اللہ سرّہ العزیز
11. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ المشائخ ابو القاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرّہ العزیز
12. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ ابو بکر عبد اللہ شبلی قدس اللہ سرّہ العزیز

13. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ عبد اللہ ابو الواحد یمنی قدس اللہ سرّہ العزیز
14. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ ابو الفراح ترک طوسی قدس اللہ سرّہ العزیز
15. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ ابو الحسن علی قریشی الہنکاری قدس اللہ سرّہ العزیز
16. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ ابو سعید مبارک مخزونی قدس اللہ سرّہ العزیز
17. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل شیخ المشائخ قطب الاقطاب سلطان الاولیاء پیرانِ پیر غوثِ اعظم دستگیر محبوبِ سبحانی معشوقِ ربانی الشیخ میراں محی الدین والسید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرّہ العزیز
18. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الرزاق حسنی قادری قدس اللہ سرّہ العزیز
19. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل العارف سید شاہ عبد اللہ حسنی قادری المعروف حضور شطار مست پاک، بانیِ سلسلۂ شطاریہ قدس اللہ سرّہ العزیز
20. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ ابراہیم حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
21. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ جعفر احمد حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
22. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ علی حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

23. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ محمد حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
24. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الغفار صدیقی حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
25. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ محمود حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
26. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الرؤف حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
27. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ عبد الوہاب حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
28. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ علاء الدین قاضن حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
29. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ ابو الفتح میر ہدایت اللہ سرمست قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
30. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ ظہور حاجی حضور حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
31. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ محمد غوث گولیاری حسنی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز
32. الہیٰ بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین گجراتی حیدر علی ثانی حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

33. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ قطب عبد اللہ حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

34. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ قطب الاقطاب قطب دکن سیدنا حضور ہاشم پیر دستگیر حسنی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

35. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

36. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

37. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

38. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ محمد غوث حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

39. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

40. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین گجراتی ہاشمی حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

41. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

42. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ وجہہ الدین حسینی علوی قادری شطاری قدس اللہ سرّہ العزیز

43. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل سید شاہ عبد اللہ حسینی علوی قادری شطاری درگاہ شریف حضرت ہاشم پیر دستگیر صاحب قبلہ، بیجاپور شریف قدس اللہ سرّہ العزیز

44. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل قبلۂ عالم قطبِ عالم سیدنا حضور صوفی حسین علی شاہ قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری عرف حسنو میاں قدس اللہ سرّہ العزیز، متوطن شہر ناگپور، بانی خانقاہِ صوفی، حال مقیم درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

45. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل صاحب الجلال و الجمال سید الاصفیاء بالکمال مظہر الصوفیاء بالمثال قلندرِ کامل سیدنا حضور صوفی شاہ محمد عبد الواحد قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری قدس اللہ سرّہ العزیز، سجّادہ نشین اول، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

46. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل رئیس الذاکرین فخر الکاملین ممدوح المتوکلین محبوب رب العالمین قرّۃُ العین الاولیاء اللہ حضور سیدنا مرشدنا صوفی شاہ محمد ذاکر المعروف اقبال پاشاہ صاحب قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری قدس اللہ سرّہ العزیز، سجّادہ نشین دوّم، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

47. الٰہی بحرمت حضرت عارف کامل محب الفقراء سلطان الصوفیاء شیخ المشائخ حضور سیدنا مولیٰنا مرشدنا صوفی شاہ محمد خسرو احمد پاشاہ المعروف صوفی عظمت علی شاہ صاحب قادری شطاری سرمدی سرمست قلندری قدس اللہ سرّہ العزیز، سجّادہ نشین سوّم، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

48. الٰہی بحرمت راز و نیاز محب الفقراء پیرزادہ حضرت صوفی شاہ محمد ذاکر حسین ذیشان پاشاہ المعروف صوفی نواز علی شاہ قادری شطاری صاحب قبلہ ارواحنا فداہٗ، سجادہ نشین چہارم، درگاہ شریف صوفی نگر نرمل

49. الٰہیٰ بحرمت ایں ہمہ مرشدان موصوف من کہ داخلِ دارینِ سلسلۂ عالیہ قادریہ شطاریہ صوفیہ قلندریہ گردید باز فرما از جمیع شرک و معاصی و حفاظت فرما از جملہ بلآو وبآ باز داشتہ بذوق و شوق در محبت خویش دارد آمین آمین آمین یارب العالمین بحق طہ ویس و برحمتک یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین

بحقِ شجرۂ پیرانِ قادر

مصفا کن ہمہ باطن و ظاہر

ہر کہ خواند ایں شجرۂ شطار را

مفت یابد گوہر اسرار را

سب مل کر سلام پڑھیں، اسی طرح درود تاج پڑھیں، فاتحہ دیں دعاء کریں۔۔۔

اے عزیز! حضرت صوفی صاحب قبلہ ہر شبِ جمعہ ﴿جمعرات اور جمعہ کے درمیان کی رات﴾ کو بعد نمازِ عشاء یہ حلقہ شریف پابندی سے پڑھا کرتے تھے۔

تو بہتر تو یہی ہے کہ اس کو ہر شبِ جمعہ ہی کو پڑھا جائے۔ اگر درگاہ صوفی نگر کے سجادہ نشینِ وقت کسی اور مقررہ تاریخ میں پڑھا کرنے کا حکم دیں تو پھر ضرور بہ ضرور پڑھا جانا چاہئیے۔ سجادہ نشین مختار ہوتے ہیں اس لیے یہ اختیار انھیں حاصل ہوتا ہے، عوام اور مریدین کی ضروریات کے پیشِ نظر وہ طریقوں میں رد و بدل لاسکتے ہیں۔

حلقہ شریف میں حاضر ہونے والے، نہا دھو کر، صاف ستھرے لباس پہنا کریں۔ خوشبو لگایا کریں۔ مقام و محلِ حلقۂ شریف کو دھو دھلا کر خوب ستھرا کیا جائے۔ عود دان میں عود، لوبہان یا بخور جلا کر جائے حلقہ شریف کو معطر کیا جائے۔ اگر بتی وغیرہ بھی جلایا کریں۔

حلقہ شریف میں دم کا خاص خیال رکھیں، یعنی پاسِ انفاس کے ساتھ حلقہ پڑھا جانا چاہئیے۔ تصورِ شیخ بھی لازم ہونا چاہئیے۔ ادب کا انتہائی خیال رکھنا چاہئیے۔ دورانِ حلقہ کسی بھی قسم کا خلل نہ پیدا ہونے پائے۔

اگر پردے کا اہتمام ہو تو مستورات ﴿عورتیں﴾ بھی حلقہ شریف میں حاضر ہوا کریں۔

منظوم دعاء

الٰہی لے تو رحمت میں رسول اللہ امت کو
نہ کر تو دور سر سے سایۂ دامانِ رحمت کو

بنی رکھ یا الٰہی امتِ احمد کی عزت کو
ترقی دے ہمیشہ دین اور ایماں کی دولت کو

تیرے محبوب کی امت سے رکھ تو دور یا ربنا
بلا کو، رنج کو، آفت کو، ماتم کو، مصیبت کو

بلا کو دور رکھ رحمت سے تیری یا رب قول ہے تیرا
غضب اور قہر پہ ہے جب کہ سبقت تیری رحمت کو

الٰہی حشر کے میدان میں تکتے کھڑیں گے ہم
تیری رحمت کو اور حضرت محمد کی شفاعت کو

تیرا ارشاد جب لا تقنطوا من الرحمۃ اللہ ہے
ہم تکتے کھڑیں گے اہلِ معاصی از جمالِ روئے رحمت کو

پذیرا ہوا دعاء تسلیمؔ عاصی کی خداوندہ
نہ کر رسواء قیامت میں گناہگارانِ امت کو

*****

شاہ مرداں شیرِ یزداں قوّتِ پرور دگار　　لا فتیٰ الاّ علی، لا سیف الاّ ذوالفقار
شاہ مرداں شیرِ یزداں صاحبِ دُلدُل سوار　　ہر بلائے دور باشد ایں دعاء ہفتد بار
شاہ من سلطانِ عالم سیدِ احمد کبیر　　خاطری مراد ما کن یا غوثِ اعظم دستگیر

*****

سلام بہ بارگاہ خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ، صلوٰۃ اللہ علیک

آپ سلطانِ مدینہ، ناخدائے کل سفینہ
نور سے معمور ہے سینہ، مشک سے بہتر پسینہ

لائے ہم ایمان تم پر ، کیوں نہ دیں یہ جان تم پر
مہرباں رحماں ہے تم پر ، خلق سب قرباں ہے تم پر

کاش حاصل ہو حضوری ، دور ہو جائے یہ دوری
دل کی یہ حسرت ہو پوری ، دیکھ لوں وہ شکلِ نوری

بخش دو جو چیز چاہو ، تم تو محبوبِ خدا ہو
مصطفیٰ ہو مجتبیٰ ہو ، ہر طرف جلوہ نما ہو

نور کے پالوں کا صدقہ ، کربلا والوں کا صدقہ
فاطمہ زہرا کا صدقہ ، علیِ مولیٰ کا صدقہ

ہو گیا دشمن زمانہ ، چاہتا ہم کو مٹانا
المدد جدَّ الحسینا ، ہو کرم شاہ مدینہ

یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ، صلوٰۃ اللہ علیک

سلام بہ حضور صوفیِ عالی مقام

سیدی سلام علیک ، مرشدی سلام علیک
یا صوفی سلام علیک ، صلوٰۃُ اللہ علیک

عرش کے مسند نشیں ہو ، لا مکانی کے مکیں ہو
کچھ کہیں ہو کچھ کہیں ہو، میرے تو سب کچھ تمہیں ہو

عشق یوں تجھ سے کرینگے، دل دیا ہے جاں بھی دینگے
تیرے قدموں میں جیے ہیں، تیرے قدموں میں مرینگے

اے شہنشاہَ زمانہ ، ہر جگہ تیرا ٹھکانہ
آئینہ جب بھی دکھانا ، شربتِ جلوہ پِلانا

دل پہ رنگ اپنا جمالو ، غمِ دنیا سے نکالو
لاج ہم سب کی بچالو ، اپنی کملی میں چھپالو

مشکلوں میں جان آئی ، کیجیے مشکل کشائی
آقا ہو حاجت روائی ، قبلۂ عالم دہائی

مالکِ بلند و پستی ، قدرتوں والی ہے ہستی
علم و ایمان و عمل بھی ، ہو عطا فراغ دستی

ہے زکی اک بندہ ادنیٰ ، ہے تمہارا پھر کیا کہنا
بس اک احساں اتنا کرنا ، اپنا ہی رکھ کے بُلانا

سلام بہ حضورِ شیخِ تمام

اے شیخِ کامل سلام تم پر اے نورِ کامل سلام تم پر
سلام آقا مدام تم پر

میں تیرے صدقے، میں تیرے قرباں تیرے کرم ہی سے پایا ایماں
سراپاء تو ہے فخر فقیراں

میں منکشف ہوں تیرے کشف سے ہے درس تیرا صفّہ کی صف سے
جمال تیرا شئہ کہف سے

جمال تیرا کرم کا پیکر یہ چشمِ تر ہیں محبّ کا ساغر
نظر تیری معرفت کا ساگر

تو عارفِ رازِ دو جہاں ہے عیاں بھی تو ہی تُہی نہاں ہے
تو راز خود ، تو ہی رازداں ہے

ہمیں تیری معرفت عطا کر کہ جامِ عرفاں پِلا پِلا کر
نواز ہم کو بُلا بُلا کر

زکیؔ تیری بارگاہ میں آیا تو دولتِ ہر جہان پایا
رہے یونہی سر پہ تیرا سایہ